WWW.PAKSOCIETY.COM
عجیب لڑکی
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
یعقوب جمیل
حمیدی
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

یعقوب جمیل

علی میاں پبلی کیشنز

۲۰۔ عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: ۷۲۴۷۴۱۴

باراول ——— ۲۰۰۸ء
مطبع ——— یو اینڈ می پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ ——— عاطف کمپوزر۔ لاہور
قیمت ——— ۲۰۰ روپے

اسٹاکسٹ
علی بک سٹال
نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال، لاہور

پیش لفظ

کہانیاں چاہے جیسی بھی ہوں، اکثر اوقات یہ کہانیاں اپنے کچھ پڑھنے والوں پر گہرے اثرات چھوڑ جاتی ہیں۔ پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی پڑھنے والا خود کو ہی اس کہانی کا ہیرو سمجھنے لگتا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب بے شمار لوگ اپنے پسندیدہ مصنفین کی جاسوسی اور پُراسرار کہانیاں پڑھنے کے لیے ان کے نئے ناول کا مہینے بھر تک بڑی بے صبری سے انتظار کرتے رہتے تھے۔

مگر اب ایسی مار دھاڑ اور خون خرابے سے بھرپور کہانیوں کے لیے بارہ گھنٹوں سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ کیونکہ ہمارا پورا ملک ہی ان دنوں خوف ناک اور دہشتناک کہانیوں کا مرکز بنا ہوا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ ناولوں میں چھپنے والی کہانیاں فرضی ہوتی ہیں جبکہ ملک میں اور ہمارے اردگرد رونما ہونے والے دہشت گردوں کے خونی واقعات کی کہانیاں حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں۔ سچے واقعات کے عنوان ہوتے ہیں، اغوا برائے تاوان، ہولناک قتل آبرو ریزی، ڈاکے، بم بلاسٹ، فائرنگ، دہشت گردی، اسٹریٹ کرائم، خودکش حملہ وغیرہ وغیرہ۔ ان خونی وارداتوں اور ہلاکتوں کی خبریں روزانہ صبح و شام ٹی وی چینل پر دکھائی جاتی ہیں اور اخبارات میں بھی بھری ہوتی ہیں۔ اس لیے لازمی طور پر اس کے اچھے برے اثرات دیکھنے اور پڑھنے والوں پر ضرور پڑتے ہیں۔

لیکن ''عجیب لڑکی'' کی کہانی میں ایسا نہیں ہے۔ یہ تو ایک ایسی ''عجیب لڑکی'' روبی کی کہانی ہے جسے جاسوسی کہانیاں پڑھنے کا دیوانگی کی حد تک جنون ہے۔ پھر یوں ہوا کہ جاسوسی کہانیاں پڑھتے پڑھتے اس نے خود پر بھی جاسوسیت طاری کر لی اور ایک سراغ رساں کی طرح اسے اپنے اردگرد کی ہر چیز یہاں تک کہ اپنے دوست احباب اور گھر والے بھی مشکوک نظر آنے لگے۔ ایک دن اس نے ایک مفلوک الحال اجنبی شخص کو پُراسرار انداز میں اپنے گھر سے باہر نکلتے دیکھ لیا، وہ سوچنے لگی کون تھا وہ شخص؟ اچانک غائب کیوں ہو گیا؟ کیا وہ گھر میں اس کی سوتیلی ماں سے ملنے آیا تھا؟ مگر کیوں؟ وہ اس شخص کے بارے میں جاننا چاہتی تھی اور یوں اس کے تجسس نے اس کہانی کو جنم دیا......

فریدہ جمیل

شام کا اندھیرا دھیرے دھیرے پھیلتا جا رہا تھا دن کی روشنی اپنی چمک دمک دکھانے کے بعد سیاہی میں چھپ کر سو جانے کی تیاری کرنے لگی تھی۔ شام کے اس دھندلکے میں روبی کچھ میگزین اور چند دوسری کتابوں کا پیکٹ لے کر بس میں سے نیچے اتری اس کا گھر بس اسٹینڈ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ مگر پھر بھی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی جلد سے جلد گھر پہنچ جانا چاہتی تھی۔ اسے گھر پہنچنے کی جلدی اس لیے تھی کہ جو نئی کتابیں وہ خرید کر لائی ان میں سے ایک کو وہ فوراً ہی گھر میں بیٹھ کر پڑھ لینا چاہتی تھی۔ روبی کو کہانیوں اور جاسوسی ناول پڑھنے کا بہت ہی شوق تھا۔ خاص کر کے سنسنی خیز اور دہشت ناک کہانیاں تو بڑے ہی شوق سے پڑھتی تھی۔ آج اسے اپنے پسندیدہ مصنفین کی چار مختلف کتابیں مل گئی تھیں۔

جس طرح روبی کو اپنے گھر پہنچ جانے کی جلدی تھی بالکل اسی طرح شام کی دھندلی روشنی کو بھی رات کی سیاہی میں تبدیل ہو جانے کی جلدی تھی' روبی جب اپنے گھر کے قریب پہنچی تو شام کا یہ اندھیرا ذرا اور گہرا ہو چکا تھا۔

جب وہ اپنے بنگلے کے صدر دروازے سے چند ہی قدموں کے فاصلے پر تھی تو اچانک ہی اس کی نظر ایک انسانی سائے پر پڑی جو اپنا منہ چھپائے ہوئے بنگلے کے صدر دروازے سے نکل کر اس کی مخالف سمت لپک رہا تھا۔ روبی اس بے ڈھنگی کالی پتلون اور میلے رنگ کی قمیص پہنے ہوئے شخص کو پہچان نہ سکی۔ وہ شخص تیز تیز چلتا ہوا اب اس گھر سے کافی دور نکل گیا تھا اور روبی اس دور ہوتے ہوئے دھندلے سائے پر نظر جما کر یہ سوچتی رہی کہ کون تھا یہ شخص؟ کیوں اس کے گھر میں آیا تھا؟ اور اس طرح منہ چھپا کر کیوں چلا گیا؟ پھر اس سے پہلے کہ وہ اس شخص کے پیچھے بھاگتی اس نے اسے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا' ٹیکسی

اس کے بیٹھتے ہی آگے بڑھ گئی لہٰذا اب روبی کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ وہ چپ چاپ اپنے گھر میں داخل ہو جائے اور اس نے یہی کیا بھی تھا۔ اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات اُٹھ رہے تھے اور اب تو اسے یہ یقین ہو گیا تھا کہ یقیناً وہ شخص کوئی چور ہی تھا جو اس کے گھر سے کوئی قیمتی چیز اٹھا کر بھاگ گیا ہے۔ وہ کمپاؤنڈ سے گزر کر جلدی جلدی زینے چڑھ کر اوپری منزل پر پہنچ گئی۔ فاخرہ کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ روبی سیدھی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ فاخرہ اندر موجود تھی وہ کچھ غصے میں تھی اور گھبرائی ہوئی بھی نظر آ رہی تھی۔ پلنگ پر اس کا کھلا ہوا پرس بھی پڑا تھا۔ روبی نے ایک لمحے میں ہی کمرے کا جائزہ لے لیا تھا وہ دروازے پر ایک پل کے لیے رُکی پھر قدم آگے بڑھا کر پوچھ بیٹھی۔ ''کیا ابھی ابھی یہاں کوئی آیا تھا؟''

''اُوں'' اچانک روبی کی آواز سن کر وہ چونک پڑی اور روبی کی جانب دیکھ کر جلدی سے بولی۔ ''یہاں؟ ہمارے گھر پر؟''

''جب میں باہر سے آ رہی تھی تو میں نے ایک شخص کو بنگلے سے نکل کر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔'' روبی نے کہا۔

''مگر یہاں تو کوئی آیا ہی نہیں تھا۔'' فاخرہ نے کہا۔

''نہیں' کوئی ضرور یہاں آیا تھا۔'' روبی نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ''اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے باہر نکل کر جاتے ہوئے دیکھا ہے' کچھ دور جا کر وہ ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ گیا تھا اور میں اس کا تعاقب نہیں کر سکی تھی۔''

''کون ہو سکتا ہے؟'' فاخرہ نے لاعلمی کے انداز میں کہا۔ ''کیسا تھا وہ؟''

''کوئی چور ہی لگتا تھا۔'' روبی نے کہا۔ ''میرا خیال تھا کہ تم گھر پر نہیں ہو گی اور وہ آدمی ہاتھ مار کر چلا گیا ہو گا.....''

''تو تم نے اسے دیکھ کر روکا کیوں نہیں؟ کیوں اس سے پوچھا نہیں کہ وہ کون ہے اور کیوں یہاں آیا تھا؟'' فاخرہ نے کہا۔

''وہ میرے بالکل سامنے ہوتا تو میں ایسا ہی کرتی۔'' روبی نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں گہرا طنز تھا اور وہ اسی طنزیہ لہجے میں بولی۔ ''صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ کس سے ملنے آیا تھا اس کی تسلی کرنے کے لیے اسے اندر بھی کھینچ لاتی۔ مگر وہ مجھ سے ذرا دور تھا۔ پھر کچھ آگے جا کر اسے ٹیکسی بھی مل گئی تھی کون تھا وہ؟''

''مجھے کیا معلوم؟'' فاخرہ نے گھبرا کر کہا۔

''تو کیا واقعی تمہیں نہیں معلوم؟'' روبی نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ''کیا واقعی تم اس سے نہیں ملی تھیں؟''

''نہیں۔''

''تو جب میں کمرے میں داخل ہوئی تو تم گھبرائی ہوئی کیوں تھیں؟''

''میں؟..... نہیں تو.....'' فاخرہ ہکلائی۔

''اچھا..... تو پھر تمہارا یہ پرس الماری کے اندر ہونے کے بجائے یہاں پلنگ پر کھلا ہوا کیوں پڑا ہے؟'' روبی نے پلنگ پر پڑے ہوئے اس کے پرس کی جانب اشارہ کر کے پوچھا۔

''تم مجھ سے اس طرح کے سوالات کیوں کر رہی ہو؟'' فاخرہ ذرا سخت لہجے میں بولی۔ ''یہ پرس میرا ہے اور میں اپنی چیز کو جہاں چاہے رکھوں۔ تمہیں کیا؟''

''میرا تو کچھ نہیں ہے لیکن میں آئی تو تم کچھ گھبرائی ہوئی تھی اور تمہارا یہ پرس پلنگ پر کھلا ہوا تھا۔'' روبی بولی۔ ''اور اسی لیے میں پوچھ رہی ہوں۔''

''میں اس کے اندر رکھے ہوئے روپے گن رہی تھی۔'' فاخرہ نے کہا۔

''تو روپے چوری ہو گئے ہیں؟''

''نہیں سب ٹھیک ہے۔'' فاخرہ نے کہا اور پھر بولی۔ ''لیکن روبی تم کہنا کیا چاہتی ہو؟''

''میں نے ایک انتہائی مفلوک الحال اور معمولی آدمی کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔'' روبی نے کہا۔ ''اس کے کپڑوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا لیکن اس کے باوجود وہ بس اسٹینڈ پر جانے کی بجائے ٹیکسی میں بیٹھ کر گیا ہے۔ ممکن ہے تمہارے اس کھلے ہوئے پرس میں سے کچھ مل گیا ہو؟''

''نان سنس..... شاید وہ شخص کسی اور کا پتا ڈھونڈ رہا ہو اور غلطی سے ہمارے دروازے پر آ گیا ہو۔ پھر اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ باہر نکل گیا ہو؟'' فاخرہ نے کہا۔ ''کیا ایسا نہیں ہو سکتا؟''

''لیکن ایسا کوئی آدمی جسے مطلوبہ پتا ملا ہی نہ ہو وہ مطمئن ہو کر اس طرح ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا نہیں جا سکتا۔ اس کے انداز سے تو یوں لگ رہا تھا۔ جیسے وہ جس سے ملنا چاہتا تھا اس سے مل کر ہی گیا ہو۔'' روبی اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

"تو پھر شاید وہ مالی سے ملنے آیا ہوگا۔" فاخرہ نے کہا۔ "کوئی اس کا رشتے دار یا جان پہچان والا بھی تو ہوسکتا ہے۔"

"ہوسکتا ہے۔" روبی نے کہا۔ "لیکن اوّل تو بوڑھے مالی بابا کا کوئی عزیز یا رشتے دار نہیں ہے کیونکہ آج تک کبھی اس سے ملنے کوئی یہاں نہیں آیا ہے۔ پھر بھی میں اس سے پوچھوں گی۔"

"تو پھر جا کر اس سے پوچھو۔" فاخرہ ناگوار لہجے میں بولی۔ "مجھے پریشان مت کرو۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے آرام کرنے دو۔"

"ٹھیک ہے تم آرام کرو۔" روبی کا لہجہ بہت ہی روکھا تھا۔ "لیکن وہ شخص اگر مالی سے ملنے نہیں آیا ہوگا تو پھر وہ یقیناً تم ہی سے ملنے آیا ہوگا اب اس میں کوئی شک نہیں ہے اور میں ڈیڈی کو بتائے بغیر نہیں رہوں گی۔"

"ٹھیک ہے بتا دینا انہیں۔" فاخرہ نے کہا۔ "لیکن روبی ڈارلنگ آئی ڈونٹ نو...... کہ تم ہمیشہ میرے بارے میں غلط کیوں سوچتی ہو۔ میں تو ہمیشہ تمہارے لیے اچھا سوچتی ہوں اور ہمیشہ یہ چاہتی ہوں کہ تمہاری ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی خواہش پوری ہوتی رہے لیکن تمہیں مجھ سے اتنی نفرت کیوں ہے؟ میں ہمیشہ تمہیں خوش و خرم دیکھنا چاہتی ہو...... مگر تم...... بیٹی مجھے......"

"ڈونٹ کال می بیٹی۔" روبی غصے سے بولی۔ "آئی ڈونٹ لائیک اِٹ...... تم میری ماں نہیں ہو۔"

"میں تمہاری ماں نہیں ہوں روبی، لیکن کچھ تو ہوں اور یہ ایک حقیقت ہے۔" فاخرہ نے اپنے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "میں تو کتنے عرصے سے اس بات کی خواہش مند ہوں کہ تم خوشی سے اس حقیقت کو تسلیم کرلو لیکن تم ہمیشہ ہی فاصلہ بڑھاتی جارہی ہو مگر اب یہ فاصلہ دور ہو جانا چاہیے اور ہم دونوں میں جو ایک سچا رشتہ ہے اسے تمہیں قبول کر ہی لینا چاہیے۔"

"حقیقت کو تو میں نے تسلیم کرلیا ہے، لیکن محبت اور رشتے داری سے پرے ہٹ کر۔" روبی نے کہا۔ "کیونکہ مجھے اس طرح رہنا ہی ٹھیک لگتا ہے۔"

"ٹھیک ہے جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔" فاخرہ نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ "لیکن خواہ مخواہ ہے ہو نے شک کر کے مجھے اور اپنے ڈیڈی کو پریشان تو مت کرو۔"

"اپنے ڈیڈی کو میں جانتے میں یا انجانے میں بھی کبھی دکھ دینے کی بات سوچ بھی نہیں سکتی۔" روبی نے کہا۔ "اور اس کے لیے میں ہمیشہ ہی احتیاط کرتی ہوں کہ انہیں میری ذات سے کوئی پریشانی نہ ہو۔"

"اس بات کا مجھے اور تمہارے ڈیڈی کو علم ہے۔" فاخرہ نے کہا۔ "لیکن اب تم نادان نہیں ہو۔ بے شک تم انہیں دُکھ نہیں پہنچا رہی ہو لیکن مجھے دُکھ پہنچانے سے انہیں تو یہی لگے گا کہ تم انہیں دُکھ پہنچا رہی ہو۔ کیونکہ......"

"آئی نو۔" روبی نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔ "مجھے معلوم ہے کہ ڈیڈی تمہیں بہت چاہتے ہیں۔ کیونکہ تم ان کی بیوی ہو اور تم لوگوں نے لو میرج کی ہے۔"

"لیکن تم یہ سب جاننے کے باوجود میری بیٹی بننے کے لیے تیار نہیں ہو۔" فاخرہ نے کہا۔ "میں اس کی وجہ جاننا چاہتی ہوں آخر کیوں؟"

"اگر تمہیں جاننا ہی ہے تو میں بتا دیتی ہوں کہ مجھے تمہارے ماضی کی وجہ سے تم پر اعتبار نہیں ہے۔" روبی کا لہجہ سفاک تھا۔ "اور میری اس بات کا ثبوت آج مجھے بڑے عرصے کے بعد مل گیا ہے ایک بالکل ہی معمولی آدمی آج تم سے ملنے آیا تھا اور وہ تم سے کچھ لے کر ہی گیا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے بالکل جھوٹ۔" فاخرہ تڑپ کر بولی۔

"آج سے پہلے بھی کئی چھوٹے موٹے ثبوت مجھے مل چکے تھے لیکن پھر بھی میں یہ فیصلہ نہیں کرسکتی تھی کہ وہ ثبوت جھوٹ تھے یا سچ؟" روبی نے کہا۔ "لیکن آج تم کہہ رہی ہو کہ وہ شخص بوڑھے مالی سے ملنے آیا ہوگا یہ بات میرے دل کو نہیں لگتی۔ اس لیے میں اس کی تصدیق تو ضرور ہی کروں گی۔" اتنا کہہ کر روبی جیسے ہی باہر جانے کے لیے مڑی تو دروازے پر اُسے گھر کی اکلوتی نوکرانی صفیہ کھڑی ہوئی دکھائی دی۔ صفیہ باورچی خانے کا سارا کام سنبھالتی تھی۔ وہ پچاس سال کی ایک بوڑھی عورت تھی اور اس کی قوتِ سماعت بھی کچھ کمزور تھی۔ وہ روبی کو دیکھتے ہی بولی۔

"مجھے یقین تھا بیٹی کہ تم آچکی ہوگی میں نے صاحب اور بیگم صاحبہ کے لیے آج سبزی بنائی ہے لیکن سبزی کا ساگ تم نہیں کھاتیں اس لیے تمہارے لیے کیا بناؤں؟"

"آج میں بھی یہی کھالوں گی۔" روبی نے کہا۔

"کیا کہا؟"

"اماں جو تم نے بنایا ہے میں وہی کھالوں گی۔" روبی نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔

''نہیں بیٹی زبردستی کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' صفیہ نے کہا۔ ''گھر میں مرغی، مچھلی سب کچھ ہے تم جو کہو گی بنا دوں گی۔''

''نہیں بھئی!'' روبی اس سے اونچی آواز میں بولی۔ ''جو ہوگا وہی چل جائے گا۔ اور سنو کیا آج ابھی تھوڑی دیر پہلے تم سے یا مالی سے کوئی ملنے آیا تھا؟''

''مالی کی تو ذرا طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔'' صفیہ نے کہا۔ ''وہ تو ایک گھنٹا پہلے مجھ سے کہہ کر دوا لینے چلا گیا تھا اور ابھی تک نہیں لوٹا اور مجھ سے ملنے تو کوئی آیا نہیں ہے۔ مگر تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟''

''کوئی بات نہیں۔ خیر تم جاؤ۔'' روبی نے کہا تو بوڑھی صفیہ سر ہلا کر چلی گئی اس کے جاتے ہی روبی نے ایک جھٹکے سے گردن گھما کر فاخرہ کی طرف دیکھا۔ فاخرہ اس سے نظریں چرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور روبی اس کے کمرے سے باہر نکل گئی لیکن وہ اپنے کمرے میں جانے کے بجائے ڈرائنگ روم کے اس صوفے پر بیٹھ گئی جہاں اس نے فاخرہ کے کمرے میں جانے سے پہلے بازار سے لائی ہوئی اپنی کتابیں پھینک دی تھیں۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر ان کی ورق گردانی کرنے لگی وہ جس آواز کو سننے کے لیے بے قرار تھی وہ تھوڑی دیر بعد اسے سنائی دے ہی گئی۔ اس نے اپنے ڈیڈی کی کار کی آواز سنی جو بنگلے کے کمپاؤنڈ میں آ کر رک گئی۔ اس نے اٹھ کر کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا اس کے ڈیڈی کار سے اتر رہے تھے۔ وہ دوبارہ اپنے صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ جمشید صاحب ڈرائنگ روم کے قریب سے گزرنے لگے تو اچانک ان کی نظر روبی پر پڑی اور وہ بولے۔ ''ہیلو روبی بیٹی۔''

''ہیلو ڈیڈی۔'' روبی کی آواز میں وہ جوش نہیں تھا اس لیے جمشید صاحب سمجھ گئے کہ کوئی بات ضرور ہوئی ہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جب بھی کوئی بات روبی کو ناگوار گزرتی ہے تو اس کا لہجہ اس طرح روکھا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے بڑے سکون سے پوچھا۔ ''آج ڈرائنگ روم میں ہی بیٹھ گئی ہو کوئی خاص کتاب پڑھ رہی ہو کیا؟''

''میں ابھی باہر سے آئی ہوں۔''

''وہ تو دیکھ رہا ہوں۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''جاؤ کپڑے بدل کر منہ ہاتھ دھولو۔''

''لیکن مجھے آپ سے ایک بات کہنا ہے ڈیڈی۔'' روبی نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔'' جمشید صاحب نے مسکرا کر کہا۔ ''لگتا ہے آج پھر تمہارے اور فاخرہ کے درمیان کھٹ پٹ ہو گئی ہے۔''

''ہاں ڈیڈی، لیکن اس بار تو یہ کھٹ پٹ بڑی سنگین ہو گئی ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کسی وقت بھی کھٹ پٹ کی یہ توپ چھوٹ سکتی ہے۔'' جمشید صاحب اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ ''لگتا ہے کوئی بڑا دھماکا ہوا ہے؟''

''ڈیڈی آپ بات کو مذاق میں مت اُڑائیں۔'' روبی نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا بھئی...... لو ہم سیریس ہو گئے بس؟ اب بتاؤ کیا بات ہے؟''

روبی نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب ایک سانس میں جمشید صاحب کو کہہ سنایا اور تیزی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی فاخرہ کمرے میں داخل ہوئی۔ فاخرہ نے شروع ہی سے اپنا ایک اصول بنا رکھا تھا۔ یعنی جب جمشید صاحب باہر سے آتے تھے اور روبی گھر میں موجود ہوتی تھی تو پہلے وہ باپ بیٹی کو مل لینے دیتی تھی اور جمشید صاحب بھی باہر سے آتے ہی پہلے روبی کو اس کے کمرے میں یا ڈرائنگ روم میں دیکھ لیتے تھے۔ اس کے بعد ہی وہ اپنے کمرے میں جاتے تھے۔

''فاخرہ......'' جمشید صاحب نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ ''روبی کہہ رہی تھی کہ تھوڑی دیر پہلے یہاں کوئی......''

''پہلے آپ کپڑے تبدیل کر لیں اور ذرا آرام کر لیں پھر باتیں ہوں گی۔'' فاخرہ بولی۔

''اچھی بات ہے۔'' جمشید صاحب صوفے پر سے اٹھتے ہوئے بولے۔ ''تم کہتی ہو تو پہلے یہی کام کر لیتے ہیں۔''

''روبی کی بات پر ہمیں زیادہ توجہ نہیں دینی ہے۔ یہ بات ہم دونوں پہلے ہی طے کر چکے ہیں۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''کیونکہ ہم دونوں کی کوششوں کے باوجود بھی وہ ابھی تک مجھ سے سمجھوتہ نہیں کر سکی ہے اس لیے وہ اگر سنجیدگی سے کچھ کہے تو بھی ہمیں اپنے کیے ہوئے وعدے پر ہی قائم رہنا چاہیے۔ اب آپ جا کر ہاتھ منہ دھولیں۔''

''آج میں بہت تھک گیا ہوں۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''اس لیے میں نہانا چاہتا ہوں اور اس وقت تک تم نیچے کچن میں جا کر کچھ کھانے کو لے آؤ۔'' اتنا کہہ کر وہ دوسری طرف جانے لگے مگر پھر اچانک رک کر ہنستے ہوئے بولے۔ ''ارے سنو، تم جو اپنی اسپیشل ڈش بناتی ہو اس میں لیموں ہوتا ہے۔ تھوڑی ادرک ہوتی ہے اور دو چمچے برانڈی کے ہوتے ہیں اتنا تو میں جان گیا ہوں اور کیا کیا ہوتا ہے۔ یہ تو بتا دو۔''

''آپ کو کھانا ہے تو ابھی بنا کر لاتی ہوں۔'' فاخرہ ہنس کر بولی۔ ''لیکن اس کی ترکیب تو

جب تک میں اس گھر میں ہوں آپ کو نہیں بتاؤں گی لیکن مرتے وقت آپ کو یہ بھی بتا دوں گی تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔''

''لیکن فاخرہ میں کبھی باہر سے آؤں اور تم گھر میں موجود نہ ہو تو میں کیا کروں؟''

''کیا ایسا کبھی ہوا ہے کہ آپ آئے ہوں اور میں گھر میں نہ ملی ہوں؟'' فاخرہ نے پوچھا۔

''ایسا کبھی ہوا نہیں ہے لیکن ہو جائے تو؟'' جمشید صاحب نے ہنس کر کہا۔

''تو پھر یہ آپ کی ذمے داری ہے کہ میں جہاں ہوں وہاں سے آپ مجھے بلوا لیں۔'' فاخرہ بھی ہنس کر بولی۔'' حالانکہ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے اور شاید کبھی ہو گا بھی نہیں لیکن پھر بھی کبھی ایسا ہوا تو میں کہاں جا رہی ہوں یہ ایک پُرزے پر لکھ کر اپنے بیڈ روم میں رکھ دوں گی بس اب آپ جائیں اور فریش ہو کر آ جائیں۔''

جمشید صاحب اپنے رہن سہن کے معاملے میں، کھانے پینے کے معاملے میں، لباس پہننے اور زندگی کی ایسی دوسری باتوں میں ایک شوقین مزاج اور با اصول آدمی تھے۔ مگر کبھی کبھی ان کی بیٹی روبی ان کی زندگی کو اپ سیٹ کر دیا کرتی تھی۔ مگر جمشید صاحب اس سے کوئی سخت سلوک نہیں کر سکتے تھے یہ ان کی کمزوری نہیں تھی بلکہ یہ وہ محبت تھی جو ایک بیٹی کے لیے باپ کے دل میں ہوتی ہے۔ ویسے بھی وہ جانتے تھے کہ روبی اب سمجھ دار ہو گئی ہے بچی نہیں ہے۔ اپنی بیٹی کے لیے جس قسم کے جذبات جمشید صاحب کے دل میں تھے۔ ویسے ہی جذبات فاخرہ کے دل میں بھی تھے لیکن اس کے ان جذبات کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ اکثر تو اسے روبی کی حرکتوں اور اس کی باتوں پر غصہ آ جاتا تھا لیکن وہ کبھی بھی ہلکی ڈانٹ ڈپٹ سے زیادہ آگے نہیں بڑھتی تھی اور یہ ڈانٹ ڈپٹ بھی وہ شاید ہی کبھی کرتی تھی۔

دنیا بھی بڑی عجیب ہے اور دنیا میں رہنے والے لوگ بھی بڑے عجیب ہیں۔ آدمی ایک معمہ ہے جو خود اپنے آپ کو بھی سمجھ نہیں پاتا۔ اس کی آرزوئیں اور تمنائیں بے شمار ہیں جو اگر پوری بھی ہو جاتی ہیں تب بھی وہ مطمئن نہیں ہوتا جیسا کہ ہر شوہر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بیٹے کا باپ بنے لیکن باپ بن جانے کے بعد جب اس کی بیوی اپنے بچے پر زیادہ توجہ دینے لگتی ہے تو اسے یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ اس طرح ہر ماں یہ چاہتی ہے کہ اس کا بیٹا پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بنے اور کسی اچھی خوب صورت سی بہو کو گھر لے آئے اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرے لیکن جب لڑکا ماں باپ کی ہی مرضی سے شادی کر کے اپنی زندگی کو خوش حال بنانے کی کوشش میں مصروف نظر آتا ہے تو ماں کو یوں لگتا ہے کہ جیسے اس کی محبت کا کوئی ساجھے دار آ گیا ہے اور

اس طرح اُسے اپنی محبت اور ممتا لٹتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے۔

جمشید صاحب کی پہلی شادی محبت کی شادی نہیں تھی لیکن شادی کے بعد انہیں اپنی بیوی سے اتنا سکھ ملا تھا اور انہوں نے اس طرح اپنی بیوی کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا تھا جیسے انہوں نے اس سے محبت کرنے کے بعد ہی شادی کی ہو۔ یہ بھی ایک خاص صلاحیت ہوتی ہے جو بہت سے محبت کرنے والے لوگوں میں بھی نہیں ہوتی۔ اپنی پہلی بیوی کے ساتھ گزاری ہوئی زندگی کو جمشید صاحب نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق خوشگوار بنا رکھا تھا۔ پھر جب روبی کی پیدائش ہوئی تو ان کی خوشی اور دوبالا ہو گئی تھی لیکن جب روبی پانچ برس کی ہوئی تو ان کی بیوی شدید بیماری کے بعد انتقال کر گئی۔ پھر دوستوں اور عزیزوں نے انہیں دوسری شادی کا مشورہ دیا اس سلسلے میں ان پر دباؤ بھی ڈالا گیا۔ اچھے اچھے گھرانوں سے رشتے آنے لگے۔ حالانکہ سب لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ ایک بچی کے باپ ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کے لیے رشتوں کی اور لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ اور یہ سب اس لیے تھا کہ وہ ایک خاندانی اور شریف آدمی تھے اور ہر کوئی ان کی حیثیت اور شرافت سے واقف تھا۔

پہلی بار جمشید صاحب نے شادی کرنے کے بعد اپنی بیوی سے محبت کی تھی کیونکہ محبت کرنے کے بعد شادی کرنے کا انہیں موقع ہی نہیں ملا تھا لیکن ان کی زندگی خوشگوار تھی انہوں نے اپنی پہلی بیوی کو اپنے لائق بنا دیا تھا۔ انہوں نے جس شدت سے اپنی بیوی سے پیار کیا تھا اس کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ انہیں دوسری عورت سے شادی کرنے میں ہچکچاہٹ ہو رہی تھی۔

اس طرح دو تین سال گزر گئے لیکن جمشید صاحب دوسری شادی کے لیے تیار نہ ہوئے اور تب ان لوگوں کو جو ان سے رشتے داری قائم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے بڑی ناامیدی ہوئی اور انہوں نے یہ کوشش بھی ترک کر دی۔ ان کا خیال تھا کہ اب جمشید صاحب پر کوئی نیا رنگ چڑھانا بہت ہی مشکل ہے۔

بیوی کے انتقال کے بعد جمشید صاحب کی زندگی میں ان کی بچی روبی کے سوا اور کوئی قریبی عزیز نہیں تھا اور روبی کا مستقبل وہ محض اپنے جسمانی سکھ کی خاطر بگاڑنا نہیں چاہتے تھے۔ حالانکہ جمشید صاحب کے لیے ایسی کروڑ پتی لڑکیوں کا رشتہ بھی آیا تھا۔ جو ان کی مالی پوزیشن کو اور زیادہ مضبوط بنا سکتے تھے لیکن انہوں نے سوچا کہ یہ سب کس کے لیے، کیا وہ اس دولت سے اپنی بچی کو سکھ دے سکتے ہیں؟ جمشید صاحب کو اپنے خیالوں اور اپنے اصولوں کے مطابق کسی سچے اور ہمدرد ساتھی کی ضرورت تھی جو اگر مل جائے تو ٹھیک ورنہ کوئی بات نہیں۔

بس یہی سوچ کر وہ اپنی زندگی کے دن گزار رہے تھے۔ ایسے میں ایک دن ان کی ملاقات فلموں کی ایک نئی اداکارہ فاخرہ سے ہوئی۔ وہ اس کے حسن سے ایسے متاثر ہوئے کہ فوراً ہی اس سے شادی کر لی۔ ملنے جلنے والوں نے کہا کہ فاخرہ جیسی ایک معمولی عورت سے شادی کر کے جمشید صاحب نے ایک زبردست غلطی کی ہے اور بہت سے لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ فاخرہ نے اپنے غیر معمولی حسن اور اپنی غیر معمولی اداؤں سے جمشید صاحب کو اپنے جال میں پھانس لیا ہے اور ایک دن یہ جمشید صاحب کو بالکل صاف کر کے ایک لمبی رقم پر ہاتھ مار کر غائب ہو جائے گی۔ ان دنوں فاخرہ ایک جونیئر اداکارہ کی حیثیت سے فلموں میں کام کر رہی تھی اس لیے اس شادی پر اس قسم کی باتیں ہونا تو لازمی ہی تھیں اور کچھ لوگ تو یہ بھی کہتے تھے کہ فاخرہ خود ہیروئن بننے کے لیے جمشید صاحب کے لاکھوں روپے سے فلمسازی ضرور شروع کر دے گی لیکن لوگوں کے یہ سارے اندازے ہی غلط ثابت ہوئے۔ کیونکہ شادی کے بعد فاخرہ نے فلم لائن چھوڑ دی اور جمشید صاحب کی بیوی بن کر امور خانہ داری میں لگ گئی۔

اور ایسا ہوا تو لوگوں کی باتوں کا انداز بدل گیا اور وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے.....

''ابھی تو ابتدا ہے بھائی دیکھنا آگے آگے کیا ہوتا ہے' کوئی بڑا ہاتھ مارنا ہو تو اس کے لیے کچھ منصوبہ بندی کرنا پڑتی ہے' لیکن فاخرہ نے کوئی واردات نہیں کی اور لوگ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ جمشید صاحب نے جب فاخرہ سے شادی کی تو اس وقت روبی آٹھ نو سال کی تھی۔ باہر کی افواہیں جب اُڑتے اُڑتے گھر کی فضاؤں میں آنے لگیں تو روبی کے چھوٹے سے دل و دماغ پر بھی اس کا اثر پڑا تھا اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اثر گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ ان افواہوں کا اثر گھر کی پرانی ملازمہ صفیہ پر بھی پڑا تھا اور اسے روبی کا مستقبل خطرے میں نظر آنے لگا تھا۔ اس نے بھی شکوک کا اظہار روبی سے کرنا شروع کر دیا تھا۔

جو کچھ ہو چکا تھا وہ تھوڑا بہت روبی کی سمجھ میں بھی آنے لگا تھا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا اس کی بھی کچھ کچھ دہشت اس کے دل میں بیٹھتی جا رہی تھی۔ مگر اس معاملے میں وہ کر بھی کیا سکتی تھی؟ وہ دل ہی دل میں سوچتی اور کڑھتی رہتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ وہ بے حد ضدی اور طوفانی طبیعت کی لڑکی بن گئی اور جب اس کی یہ ضد اپنے عروج پر پہنچ جاتی تو خود جمشید صاحب بھی گھبرا کر رہ جاتے تھے۔ روبی سدھرنے کی بجائے جب روز بروز بگڑتی گئی تو فاخرہ نے جمشید صاحب کو مشورہ دیا کہ روبی کو کسی بورڈنگ میں داخل کر دینا ہی زیادہ مناسب ہوگا۔ کچھ عرصے کے لیے ایسا کرنے میں جمشید صاحب کو بھی کوئی حرج نظر نہیں آ رہا تھا۔ اور

پھر جب روبی کو ایک سخت اصولوں والے گرلز ہاسٹل میں داخل کر دیا گیا تو اس کے دل میں فاخرہ کے لیے نفرت اور شدید ہو گئی۔ اس کا ہاسٹل شہر ہی میں تھا اور چھٹی کا دن وہ اپنے گھر میں گزار سکتی تھی لیکن اس کے باوجود روبی کو لگتا تھا جیسے فاخرہ نے اس کو جیل کا قیدی بنا دیا ہے اور یہ فاخرہ ہی ہے جس نے اسے اس کے ڈیڈی سے جدا کر دیا ہے۔ ہاسٹل میں صرف دو برس گزارنے کے بعد روبی گھر واپس آ گئی لیکن دو سال قبل جو زخم اس کے دل میں لگا تھا وہ ابھی تک تازہ ہی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی نہ کسی بات پر آئے دن فاخرہ سے جھگڑ بیٹھتی تھی۔

ابھی تک روبی کا یہی خیال تھا کہ فاخرہ ایک نہ ایک دن ضرور ایسا کام کر دکھائے گی جو اس گھر میں اور اس کے خاندان میں کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ فاخرہ جب فلم لائن میں تھی تو اپنے اس وقت کے کسی عاشق سے آج بھی وہ چھپ چھپ کر ملتی ہے اور اگر وہ کچھ اور نہیں کر سکے گی تو اس کے ڈیڈی کی دولت پر ضرور اپنا قبضہ جما لے گی۔ پھر وقت آنے پر اسے بھی اپنا محتاج بنا لے گی۔

☆=====☆=====☆

شوہر کو نہا کر اور کپڑے بدل کر ڈرائنگ روم تک آنے میں کتنی دیر لگتی ہے اس کا اندازہ بھی شاید فاخرہ کو تھا کیونکہ جیسے ہی جمشید صاحب ڈرائنگ روم کے صوفے پر آ کر بیٹھے ویسے ہی وہ ایک ٹرے میں ایک جگ' گلاس اور آئس پوٹ رکھ کر لے آئی اور ان کے برابر میں بیٹھ کر اس نے آئس پوٹ سے برف کے دو تین چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکال کر گلاس میں ڈالے پھر جگ میں سے اپنا بنایا ہوا خاص مشروب انڈیل کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ ایک پلیٹ میں وہ خاص ڈش بھی تھی جو جمشید صاحب کو بے حد پسند تھی۔ انہوں نے پہلے گلاس کو اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور پھر ایک ہلکا سا گھونٹ بھر کر بولے۔ ''واہ..... ویری گڈ..... فاخرہ تمہاری اس کاک ٹیل اور اس ڈش کا فارمولا اگر کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے سپرد کر دیا جائے تو منہ مانگی رقم مل سکتی ہے۔''

''آپ کو اگر کبھی پیسوں کی ضرورت پڑ جائے تو بتا دیجئے گا۔'' فاخرہ نے ہنس کر کہا۔

''میں اپنا یہ فارمولا بیچ دوں گی۔'' اتنا کہہ کر وہ ایک پل کے لیے رُکی پھر آگے بولی۔ ''یہ آج آپ کو اتنی دیر کیوں ہو گئی؟''

''دفتر سے تین چار گھنٹے باہر رہنا پڑتا ہے۔'' جمشید صاحب نے گلاس تپائی پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''کچھ مال کی ڈلیوری دینی تھی جو بہت ضروری تھا۔''

''سارا کام ہو گیا؟''

''ہاں نیا مال تین چار روز میں آجائے گا اس وقت تک گودام میں جگہ ہو جائے گی۔''

سگریٹ سلگانے کے بعد گلاس سے کاک ٹیل کا گھونٹ بھرتے ہوئے جمشید صاحب نے کہا۔''ہاں وہ روبی کہہ رہی تھی کوئی آدمی ہمارے بنگلے پر آیا تھا۔'' ان کے لہجے میں ذرا بھی سختی نہیں تھی اور یہ سوال انہوں نے بڑے ہی سکون اور اطمینان سے محض جاننے کے لیے ہی پوچھا تھا کیونکہ وہ روبی کی ایسی باتوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے انہوں نے پھر اپنا سوال دہرایا۔''کوئی آیا تھا؟''

''ہاں!'' فاخرہ نے دھیرے سے کہا۔''آج پورے سات سال بعد وہ پھر آیا تھا۔'' فاخرہ نے کہا۔

''کیا؟'' جمشید صاحب چونک پڑے۔

''ہاں' روبی کا شک درست ہے۔'' فاخرہ نے دبی ہوئی آواز میں کہا۔''وہ مجھے ملنے آیا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں صفیہ اُسے دیکھ نہ لے اس لیے میں نے اسے جلدی رخصت کر دیا تھا لیکن روبی نے اسے پھاٹک سے باہر نکلتے دیکھ لیا تھا۔''

''وہ یہاں کیوں آیا تھا؟'' جمشید صاحب نے ذرا تلخ لہجے میں پوچھا۔

''پیسے لینے کے لیے۔''

''تم نے دیے؟''

''ہاں۔''

''کتنے؟''

''صرف پانچ سو روپے کھانے کے لیے یا ایک آدھ جوڑے کپڑوں کے لیے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''آئی ڈونٹ لائیک دِس۔'' جمشید صاحب نے جھنجھلا کر کہا۔

''مجھے بھی یہ بات اچھی نہیں لگی تھی۔'' فاخرہ نے گلاس میں کاک ٹیل انڈیلتے ہوئے دھیرے سے کہا۔''مگر اسے یہاں سے جلدی رخصت کرنے کے لیے مجھے یہ روپے دینے ہی پڑے۔''

''اب آئندہ ایسا مت کرنا۔'' کہہ کر جمشید صاحب گہری سوچ میں پڑ گئے۔

جمشید صاحب کا یہ شروع سے اصول تھا کہ بات جب بہت اہم ہو تو فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگانی چاہیے اور جہاں سوچنے کی جتنی ضرورت ہو اتنا ہی سوچنا چاہیے کیونکہ جیسے ہی

انہیں پتا چلا کہ فاخرہ سے ملنے کے لیے کون آیا تھا تو انہوں نے فوراً ہی کہہ دیا کہ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بات کہہ کر انہوں نے اپنا یہ فیصلہ تو سنا دیا تھا کہ آئندہ اس شخص کو ایک پیسا بھی نہ دیا جائے اور نہ ہی اسے گھر میں آنے دیا جائے...... لیکن اس فیصلے پر عمل کس طرح کیا جائے یا کرایا جائے یہ سوچنا ضروری تھا۔ اگر وہ پھر آجائے تو فاخرہ کو کیا کرنا چاہیے اس کا فیصلہ بھی کرنا تھا۔ صرف حکم دینے سے کام نہیں چل سکتا تھا اس کے حکم پر کس طرح عمل کیا جائے گا یہ بھی تو سوچنا چاہیے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ جو کہیں گے اس پر فاخرہ عمل ضرور کرے گی لیکن اس معاملے میں اسے کیا کرنا ہو گا یہ تو انہیں ہی بتانا تھا' فاخرہ کو ابھی ان سے کچھ اور بھی کہنا تھا لیکن جمشید صاحب کی اس خاموشی سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جب وہ کچھ سوچ رہے ہوں تو انہیں کسی کی بھی دخل اندازی ناگوار گزرتی ہے۔ اس لیے وہ خاموش بیٹھی تھی۔

''فاخرہ۔'' اچانک انہوں نے کہا۔

''یس ڈارلنگ۔''

''میرا خیال ہے کہ وہ سات سال بعد پھر ہمارے لیے پریشانی کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ جیل میں اتنا عرصہ گزارنے کے بعد اس نے اپنے اندر اور ہمت پیدا کر لی ہے۔'' جمشید صاحب نے گھمبیر لہجے میں کہا۔'' کیونکہ اس کا فون کرنے کی بجائے سیدھا یہاں چلے آنا اور تم سے روپے مانگنا یہ کم ہمت کی بات نہیں ہے' ہمیں فوراً ہی پولیس کو خبر کرنی ہے۔''

''پولیس؟'' فاخرہ چونک پڑی۔

''یس پولیس...... وائی ناٹ؟''

''لیکن اتنی چھوٹی سی بات کے لیے پولیس کو درمیان میں کیوں لایا جائے؟'' فاخرہ نے کہا''میں اسے سنبھال لوں گی۔''

''کس طرح؟ ٹل می...... کس طرح؟ تم اسے صرف روپے دے کر ہی سنبھال سکو گی۔ جبکہ میں چاہتا ہوں ہماری طرف سے اسے ایک پیسا بھی نہیں ملنا چاہیے۔'' جمشید صاحب نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔''اس کے کھانے کے لیے بھی نہیں اور اس کے کپڑوں کے لیے بھی نہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کفن کے لیے بھی اسے اس گھر سے ایک روپیا بھی نہیں ملنا چاہیے۔ تم نے اسے روپے دے کر بڑی غلطی کی ہے۔ اسے تو لات مار کر گھر سے باہر نکال دینا چاہیے تھا۔''

"میں یہی کرنے والی تھی ڈارلنگ' لیکن روبی کے آنے کا وقت ہو چکا تھا۔" فاخرہ نے کہا۔ "اور صفیہ بھی روبی کے آنے کا وقت ہوتا ہے تو باورچی خانے سے نکل کر اوپر کے دو ایک چکر لگا لیتی ہے۔ ان حالات میں اسے جلد روانہ کر دینا ہی بہتر تھا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے فاخرہ۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "لیکن وہ تمہاری اس بات کا غلط مطلب نکالے گا اور پھر تمہارے پاس روپے مانگنے آ جائے گا۔"

"مگر اب آپ کے منع کرنے کے بعد میں اسے ایک پیسا بھی نہیں دوں گی۔"

"پھر بھی وہ آئے گا ضرور۔"

"ہاں شاید۔"

"آئی ڈونٹ لائیک اِٹ۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اب وہ اگر دوبارہ یہاں آئے تو ہمیں پولیس کو خبر کر دینی چاہیے۔ ہمیں پولیس کو صاف صاف بتا دینا چاہیے کہ ایک غنڈا سات سال کی سزا بھگتنے کے بعد پھر ہمیں تنگ کرنے لگا ہے۔"

"آپ کی اگر یہی مرضی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" فاخرہ نے کہا۔

"تو اس کے بارے میں یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ گڈ' لیکن پھر بھی ہمیں یہ سوچ لینا چاہیے کہ اس کے بعد وہ کیا کرے گا؟" جمشید صاحب نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے گلاس میں سے ایک بڑا گھونٹ بھر کر سوچنے لگے۔

"ڈیڈی۔" یکایک روبی دروازے کے اندر داخل ہو کر بولی اور اس کی آواز سن کر جمشید صاحب اپنے خیالوں سے بری طرح چونک پڑے۔ روبی کہہ رہی تھی۔ "میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہمیں ایک اچھی نسل کا السیشن کتا پال لینا چاہیے۔ کیونکہ مالی بوڑھا ہو گیا ہے اسے نہ تو دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی وہ کچھ سن سکتا ہے اور صفیہ تو ہے ہی بوڑھی اور بہری۔"

"مجھے کتوں سے نفرت ہے۔" روبی کی اس دخل اندازی پر فاخرہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ذرا اونچی آواز میں بولی۔ "آئی ہیٹ ڈوگس۔"

"پر میں تو ان سے پیار کرتی ہوں۔" روبی پُرسکون لہجے میں بولی۔ "آپ کو معلوم ہے کہ گھر میں اگر کوئی وفادار کتا ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے؟ میرا تو خیال ہے کہ اب ہمیں ایک عدد کتا ضرور ہی پالنا چاہیے۔" اتنا کہہ کر اس نے جمشید صاحب سے کہا۔ "ڈیڈی میں ایک فون کرنے آئی ہوں۔ کیا فون کر لوں؟" پھر جمشید صاحب کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی اور نمبر ڈائل کرنے کے بعد بولی۔ "ہیلو جاوید میں روبی ہوں۔ تم سے

ایک کام پڑ گیا ہے۔ مجھے یاد ہے تمہارے کسی دوست کے ڈیڈی کتوں کے بڑے شوقین ہیں اور انہیں کتوں کی اچھی پہچان ہے۔ یہ بات تم ہی نے مجھے ایک بار بتائی تھی۔ خیر مجھے اپنے گھر کے لیے ایک اچھے کتے کی ضرورت ہے۔ جوڑی ہو تو اور اچھا ہے مگر السیشن ہی ہونا چاہیے۔ وہ اس لیے جاوید کہ آج میں نے اپنے بنگلے میں سے ایک چور غنڈے جیسے آدمی کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ بات کچھ عجیب سی ہے کیونکہ اس وقت گھر میں میری ماں فاخرہ بیگم اور بوڑھی نوکرانی صفیہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا اور ان دونوں کا یہی کہنا ہے کہ انہوں نے کسی بھی شخص کو اندر آتے اور باہر جاتے نہیں دیکھا ہے۔" روبی فرفر ساری بات بولتی جا رہی تھی اور جمشید صاحب اور فاخرہ بڑی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے روبی فون پر کہہ رہی تھی۔

"لیکن میں نے اسے پھاٹک سے نکل کر جاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ میرا کوئی وہم نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے اور اب میں چاہتی ہوں کہ وہ آدمی اگر دوبارہ کبھی آئے تو ایک کتے کے ہاتھوں کتے کی موت پائے۔ تم تو جانتے ہو کہ کسی چور غنڈے جیسے آدمی کو اپنے گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر گھر کا پالتو کتا اسے چیر پھاڑ ڈالے تو یہ کوئی جرم نہیں بنتا۔ ہاں اگر کوئی آدمی کسی آدمی کو مار دے تو یہ جرم ہوتا ہے اس لیے میں خود کسی کو مارنے کے لیے ایسا کیوں کروں؟ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس کتے کو کتا ہی مار دے...... ہاں...... ہاں...... بالکل مجھے پورا یقین ہے...... ہاں...... ہاں یہ ممکن ہے۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے...... او کے...... ٹھیک ہے" کہہ کر روبی نے فون بند کر دیا۔

"تمہیں کیا لگ رہا ہے روبی؟" فاخرہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تم میرے بارے میں بول رہی تھیں نا؟ لیکن تمہیں غیروں سے نہیں۔ بلکہ ہم لوگوں سے کہنا چاہیے تھا کہ تم کیا سوچ رہی ہو؟"

"میں تمہارے بارے میں نہیں بلکہ کتوں کے بارے میں بات کر رہی تھی۔" روبی نے انتہائی روکھے لہجے میں جواب دیا۔ "میں نے یہ بات کسی غیر سے نہیں کی ہے۔ میں نے تو جاوید سے یہ بات کہی ہے اور جاوید میرا بہترین دوست ہے۔"

"لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی۔" فاخرہ نے تلخی سے کہا۔

"مگر تمہیں کس نے کہا ہے اسے پسند کرنے کے لیے؟" روبی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"دیکھو روبی میں اس گھر میں کسی کتے کا وجود برداشت نہیں کروں گی۔"

"کیوں یہ گھر تمہارے اکیلے کا ہے؟"

"نہیں روبی یہ گھر سارا ہی تمہارا ہے۔" فاخرہ ذرا نرم ہو گئی۔ "صرف تمہارا' میرا تو یہاں کچھ بھی نہیں ہے لیکن میں یہاں کسی کتے کو نہیں رہنے دوں گی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے کتوں سے خوف آتا ہے۔" فاخرہ نے کہا۔ "وہ کسی وقت بھی کسی کو کاٹ سکتے ہیں۔ ایک بار جب میں چھوٹی تھی تو مجھے ایک کتے نے کاٹ لیا تھا۔ جس کی وجہ سے مجھے چودہ انجکشن لینے پڑے تھے۔ تب سے میں کتوں سے نفرت کرتی ہوں اور ڈرتی بھی ہوں۔ اس لیے میں اس گھر میں انہیں داخل نہیں ہونے دوں گی۔"

"کہیں تم اس لیے تو منع نہیں کر رہی ہو کہ میرا کتا تم سے ملنے کے لیے آنے والے کتے جیسے آدمی کو پھاڑ نہ کھائے؟ مگر کچھ بھی ہو کتا ایک وفادار جانور ہے اور وہ اس گھر میں آئے گا اور ضرور آئے گا۔ مجھے کتا پالنا ہے جو کسی اجنبی کو بنگلے کے اندر تو کیا پھاٹک تک بھی نہ آنے دے۔"

"روبی۔" اتنی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے جمشید صاحب کی آواز گونجی۔

"یس ڈیڈی۔"

"میں نہیں چاہتا کہ کوئی کتا ہمارے گھر میں آئے۔" جمشید صاحب نے بھاری اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن کتے تو آتے ہیں ڈیڈی۔" روبی نے کہا۔ "آپ کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ کتے تو آدمی کے روپ میں بھی اس بنگلے میں آ جاتے ہیں۔"

"تھوڑی دیر پہلے تم نے جو بات مجھے بتائی تھی وہ میں سمجھ گیا ہوں۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "لیکن اس کے باوجود اس گھر میں کتے نہیں پالے جائیں گے۔"

"اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو ٹھیک ہے۔" روبی نے کہا۔ "میں جاوید کو منع کر دوں گی۔" اتنا کہہ کر روبی نے ترچھی نظروں سے فاخرہ کی طرف دیکھا اور پھر کمرے سے باہر نکلتے ہوئے بولی۔ "پھر بھی میرا خیال ہے کہ اس گھر میں کسی وفادار جاندار کا ہونا ضروری ہے۔"

اس کے بعد وہ ایک جھٹکے سے باہر نکل آئی۔ اس کے جاتے ہی فاخرہ نے جمشید صاحب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ نے دیکھا؟ وہ کس لہجے میں بول رہی تھی؟"

"فاخرہ چھوڑو اس کی باتوں کو۔" جمشید صاحب نے دھیرے سے کہا۔ "اس میں اس کا بھی کوئی قصور نہیں ہے۔"

"کیا؟ اس کا کوئی قصور نہیں ہے؟" فاخرہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں...... کیونکہ اس نے ایک تیسرے درجے کے غنڈے جیسے شخص کو بنگلے سے باہر نکلتے دیکھا ہے اور ایسا ایک آدمی یہاں آیا تھا یہ سچ بھی ہے۔ پھر بھلا روبی کو الزام کیسے دیا جا سکتا ہے؟" جمشید صاحب نے کہا اور کچھ سوچ کر بولے۔ "اس نے جو کچھ دیکھا ہے وہ جھوٹ نہیں ہے وہ کتا یا بندوق یا کلاشنکوف والے چوکیدار کو رکھنے کی بات کرے تو بھی اس کی بات ناقابلِ قبول نہیں ہوگی۔"

"میں آپ کی بات سمجھتی ہوں۔" فاخرہ نے کہا "لیکن اس لڑکی کے بارے میں جلد سے جلد کچھ سوچنا اور کچھ کرنا پڑے گا۔ آج برسوں سے میں اسے اپنانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مگر وہ ہمیشہ مجھے دھتکارتی رہی ہے۔ آج برسوں سے میں ایک درد کو دل میں لیے جی رہی ہوں۔ ڈارلنگ' اس کا کوئی حل ہے یا نہیں؟ آخر کیوں؟ کس لیے وہ اس قدر نفرت کرتی ہے مجھ سے؟ کیوں وہ مجھ سے تلخ لہجے میں بات کرتی ہے؟ میں آپ کی وفادار ہوں۔ آپ سے پیار کرتی ہوں۔ ہمارا ایک چھوٹا سا خاندان ہے صرف تین ہی آدمی ہیں ہم لوگ اور میں گھر کے تیسرے فرد کو بھی چاہتی ہوں لیکن اس کی طرف سے مجھے ہمیشہ نفرت ہی ملتی آئی ہے۔ اگر اس کا رویہ ایسا ہی رہا تو میں کیا کروں گی؟ کیسے جیوں گی...... بتایئے کیا کروں میں؟"

"تمہیں وقت کا انتظار کرنا پڑے گا فاخرہ۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "جو ہوتا ہے اسے ہونے دو۔"

"لیکن سچائی کو سمجھنے کے لیے کوئی تیار نہ ہو تو کب تک انتظار کیا جائے؟"

"اس کے بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" جمشید صاحب نے کہا۔

"اگر میں یہ کہوں کہ ہم یہ انتظار کیوں کریں تو آپ کا کیا جواب ہے؟" فاخرہ نے پوچھا۔

"دیکھو فاخرہ...... جواب مجھے یا تمہیں نہیں دینا ہے۔" جمشید صاحب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور بولے۔ "ہمارے لیے تو روبی کا جواب ہی ضروری ہے۔"

"مگر وہ تو مجھ سے نفرت کرتی ہے۔"

"لیکن میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" جمشید صاحب نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن وہ محبت اور میرے دل کے جذبات کو نہیں سمجھتی۔" فاخرہ نے کہا۔

"درست ہے لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "کیا خیال ہے تمہارا' کیا کرنا چاہیے۔"

"اسی سوال کا جواب تو میں آپ سے پوچھ رہی ہوں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"مگر میرے پاس تو اس وقت اس سوال کا جواب نہیں ہے۔" جمشید صاحب نے کہا۔

"تو کیا آپ بھی روبی کی طرح یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے وفادار نہیں ہوں۔" فاخرہ نے پوچھا۔

"یہ بات نہیں ہے فاخرہ، بات صرف اتنی سی ہے کہ ہمیں روبی کے دل سے غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہوگی۔ اسے یہ سمجھانا ہوگا کہ وہ جو کچھ سمجھتی ہے وہ جھوٹ ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کا اندازہ اس کے دل میں اور مضبوط ہو جائے گا۔ اب آج ہی کی بات لے لو کہ تم نے اس سے کہہ دیا تھا کہ بنگلے میں کوئی آیا ہی نہیں تھا۔ جبکہ اس نے ایک آدمی کو بنگلے سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لیے اسے یہ یقین ہو گیا ہے کہ تم جھوٹی ہو اور اب اس ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے تمہیں سو جھوٹ بولنے پڑیں گے جس میں سے دو چار جھوٹ تو پکڑے بھی جائیں گے۔"

"آج کی بات چھوڑ دیں۔" فاخرہ نے کہا۔ "مگر یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سات سال میں کوئی بھی مجھ سے چھپ کر تنہائی میں ملنے نہیں آیا تھا لیکن روبی پھر بھی مجھ سے نفرت کرتی رہی تھی۔"

"تو ہمیں اس نفرت کی وجہ ڈھونڈنی ہوگی۔" جمشید صاحب نے کہا۔

"جہاں تک میں سمجھتی ہوں اس کی وجہ تو اس کا دوست جاوید ہے جو اسے الٹی سیدھی باتیں سمجھاتا رہتا ہے اور دوسری وجہ اس کی کتابیں ہیں۔" فاخرہ نے کہا۔

"کتابیں؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟" جمشید صاحب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ ہمیشہ سنسنی خیز کہانیاں اور جاسوسی ناولیں ہی پڑھا کرتی ہے۔" فاخرہ نے کہا۔ "وہ اس قسم کا لٹریچر پڑھ کر شکی مزاج ہو گئی ہے۔ آپ اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کی یہ عادت ضرور چھڑوا دیں کہ وہ اس قسم کی کتابیں نہ پڑھا کرے۔"

"لیکن فاخرہ آج تو لاکھوں آدمی اس قسم کی کتابیں اور کہانیاں پڑھتے ہیں۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ سب کے سب شکی مزاج ہو گئے ہوں تمہاری یہ دلیل بیکار ہے لیکن پھر بھی میں اسے کہوں گا کہ وہ اس قسم کی کتابیں پڑھنا چھوڑ دے یا کم کر دے۔"

☆=====☆=====☆

پکی بھٹی کے پچھواڑے کچی آبادی والے علاقے کی ایک تاریک اور گندی سی گلی میں

ایک لمبی سی ایک منزلہ عمارت تھی جو جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی تھی اور برسوں سے اس کی مرمت اور سفیدی وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی اینٹیں باہر نکل آئی تھیں۔ اس پرانی عمارت میں ایک قطار میں کئی کمرے بنے ہوئے تھے فاخرہ اس کی ٹوٹی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی اور ہر کمرے کے بے رنگ دروازوں پر لکھے ہوئے نمبروں کو پڑھتی ہوئی لمبی ٹوٹی پھوٹی راہداری میں آگے بڑھتی رہی اور پھر وہ سب سے آخری دروازے کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ کمرے کا یہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ فاخرہ نے اپنے ہاتھ میں دبے ہوئے ایک چھوٹے سے کاغذ کو دیکھا اور پھر اسے اپنے پرس میں ڈال کر دروازے پر دستک دینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔ "ابے کون ہے؟ سالے دوپہر کو بھی نہیں سونے دیتے۔ چلو جاؤ اس وقت......"

فاخرہ نے دوسری بار دستک دی تو پھر اندر سے آواز آئی۔ "ابے کون ہے..... ؟" پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ "ارے تو یہ تم ہو؟ اتنی جلدی آ گئیں؟" دروازہ کھولنے والے شخص نے فاخرہ کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔ فاخرہ نے کھلے ہوئے دروازے سے اندر دیکھا تو فرش پر ایک موٹا تگڑا آدمی جسم پر صرف ایک چادر لپیٹے سو رہا تھا۔ اس آدھ ننگے ادھیڑ عمر آدمی کے برابر میں ایک نوجوان بھی سویا ہوا تھا۔ جس کی لنگی اوپر کی جانب سرک گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی ٹانگیں پنڈلیوں تک صاف نظر آ رہی تھیں۔

"آؤ آؤ اندر آ جاؤ۔" دروازہ کھولنے والے شخص نے ایک جانب ہٹ کر کہا، لیکن فاخرہ نیچی نگاہیں کر کے وہیں کھڑی رہی یہ دیکھ کر شاید اس آدمی کو یاد آ گیا کہ کمرے میں دو آدمی اور بھی، سوئے ہوئے ہیں۔ اس بات کا خیال آتے ہی وہ جلدی سے پلٹا اور ان سوئے ہوئے آدمیوں کو جھنجھوڑ کر جگا دیا اور انہیں فوراً ہی کمرے سے نکل جانے کے لیے کہا۔ دونوں سوئے ہوئے آدمی جھٹ پٹ اٹھے اور ایک نے اپنی بنیان اور دوسرے نے کرسی پر سے کرتا اٹھایا اور فاخرہ پر نظر ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد فاخرہ دھیرے سے کمرے میں داخل ہوئی اور ایک جگہ کھڑی ہو کر اس گندے بوسیدہ کمرے میں اپنی نگاہیں دوڑانے لگی۔ کمرے میں پڑی ہوئی اکلوتی کرسی کو اس شخص نے ایک میلے کپڑے سے صاف کیا اور پھر فاخرہ سے بولا۔ "بیٹھ جاؤ فاخرہ بیگم۔"

فاخرہ اس کرسی پر بیٹھ گئی اور بیٹھتے ہی بولی۔ "کل میں نے تمہیں روپے اس لیے دیے تھے کہ تم جلد سے جلد میرے گھر سے چلے جاؤ اور آج تم سے ملنے کا وعدہ کر کے میں نے تم

سے تمہارا پتا لے لیا تھا اور یہ میں نے اس لیے کیا تھا کہ تم دوسری بار میرے گھر پر نہ آؤ۔ اور اب میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ آئندہ میں تمہیں ایک روپیا بھی دینے والی نہیں ہوں اور اگر آئندہ تم نے کبھی میرے گھر پر آنے کی کوشش کی تو میں پولیس کو خبر کر دوں گی۔''

''کل تم نے پولیس کو خبر کیوں نہیں کی تھی؟'' اس شخص نے حقارت سے کہا۔ ''کل سے لے کر آج تک پولیس کو کیوں نہیں بتایا؟ تم مجھے دھمکی دینے آئی ہو؟ لیکن پولیس کی دھمکی سے میں ڈرنے والا نہیں۔''

''تو پھر جو نتیجہ نکلے گا اس کے ذمے دار تم خود ہو گے۔'' فاخرہ نے سخت لہجے میں کہا۔

''دیکھ لوں گا'' وہ بے پروائی سے بولا۔ ''مگر میں نے روپے لانے کے لیے کہا تھا' لائی ہو؟''

''نہیں۔ میں نے کہا نا کہ اب تمہیں ایک روپیا بھی نہیں دوں گی۔''

''اس قدر خوش حال ہو جانے کے بعد بھی تم مجھ جیسے غریب آدمی کو اس کا حق نہ دو یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے فاخرہ۔'' وہ بولا

''لیکن میرے شوہر کی دولت پر تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔'' فاخرہ دانت پیس کر بولی۔

''میں جانتا ہوں۔'' وہ مسکرا کر بولا۔ ''مگر جو اس کا ہے وہ تمہارا بھی ہے اور جو کچھ تمہارا ہے اس پر تو میرا حق ہے ہی۔''

''وہ کیسے؟''

''وہ ایسے میری جان...... کہ تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ میری ہی وجہ سے ملا ہے۔'' وہ مسکرا کر بولا۔

''لیکن اپنے شوہر سے میں نے پیار کیا تھا' تم نے نہیں۔'' فاخرہ اونچی آواز میں بولی۔

''ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم نے اس سے پیار کیا تھا اور پھر تم نے اس سے شادی بھی کر لی اور آج اس کی لاکھوں کی جائیداد کی مالکن بن بیٹھی ہو۔'' وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

''لیکن جب یہ سب کچھ ہوا تو اس وقت میں نے تمہیں چار فلموں کے کنٹریکٹ دلوائے تھے ان چار فلموں میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے ہمارے پاس آنے والے تھے۔ اس کے بعد بھی دو اور فلموں میں تمہیں ہیروئن بنانے کی بات چل رہی تھی۔ اس طرح کُل ملا کر تین لاکھ کی رقم میری آنکھوں کے سامنے تھی لیکن تم نے صرف ایک ہی فلم میں کام کرنے کے بعد فلم لائن چھوڑ دی۔ تم نے تو اپنا کام کر لیا۔ مگر میرا کیا حشر ہوا؟ ان چار فلموں کی رقم تو ہاتھ سے گئی اور مزید دو فلموں کی جو رقم ملنے والی تھی وہ بھی ڈوب گئی۔ تم مجھے برباد کر کے سکھی تو ہو گئیں لیکن اس

میں مجھے جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کے بدلے میں تمہارے سکھ میں حصے دار تو بن ہی سکتا ہوں۔ تمہارے خوش حال رہنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مجھے برباد کر کے اگر تم خوش رہنے کی کوشش کرو گی تو یاد رکھنا میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ مجھے روپے دے دو۔ بہت ہیں تمہارے پاس' تم خوش رہو اور مجھے بھی خوش رکھو۔ نہیں تو تمہاری خوشی کا جو ذریعہ ہے وہ سلامت نہیں رہے گا۔''

''تم نے جیل جانے سے پہلے تین بار ان پر حملے کرائے تھے لیکن ہر بار وہ بچ گئے اور......''

''اور میں بھی بچ گیا......'' وہ فاخرہ کی بات کاٹ کر بولا۔ ''پولیس مجھ پر جرم ثابت نہیں کر سکی۔''

''لیکن اب تم پھر ایسا کرو گے تو وہ پھر بچ جائیں گے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اچھے اور سچے آدمی کی حفاظت اللہ خود کرتا ہے۔''

''کمال ہے......'' وہ شخص قہقہہ لگا کر بولا۔ ''اللہ میاں نے تین بار میری بھی حفاظت کی ہے اس لیے اپنی جگہ پر میں بھی سچا ہوں اور اس کا اللہ میاں کو پتا بھی ہے' اور فاخرہ تم یہ بات بھی مت بھولنا کہ جو بات تین بار ہو چکی ہے۔ وہ چوتھی' پانچویں اور چھٹی بار بھی ہو سکتی ہے اور اس درمیان اللہ میاں ہم دونوں کی حفاظت کرنا بھول جائے اور کسی ایک کی ہی حفاظت کر بیٹھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔''

''ہاں یہ ہو سکتا ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''لیکن وہ ایک تم نہیں ہو گے۔''

''تو وہ تمہارا شوہر ہو گا ہے نا؟''

''ہاں۔''

''دیکھا جائے گا۔ وقت آئے گا تو پتا چل ہی جائے گا۔'' اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ویسے ابھی تمہارے اس خوبصورت اور پُرکشش جسم میں میری کمائی کا لہو دوڑ رہا ہے۔ تم سب کچھ بھول گئی ہو ہے نا! میں ہر روز صبح کے وقت تمہیں اپنے ہاتھوں سے پھلوں کا جوس پلاتا تھا۔ دودھ پلاتا تھا اور خالص گھی میں ڈوبی ہوئی کھجوریں کھلاتا تھا۔ تمہارے یہ شاہی اخراجات پورے کرنے کے لیے مجھے ایکسٹرا اداکاروں سے کمیشن لینا پڑتا تھا۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو فلموں میں چانس دینے کا بہانہ بنا کر ان سے روپے اینٹھنے پڑتے تھے۔ کیا یہ ساری باتیں تم بھول گئی ہو؟''

''تم نے جو کچھ کیا تھا وہ تم نے اپنے مطلب کے لیے کیا تھا۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''میں تندرست' پُرکشش اور خوبصورت رہوں یہ تمہارے لیے فائدہ کی بات تھی۔ اسی لیے تم مجھے

دودھ اور فروٹ جوس پلاتے تھے۔ مجھے اچھا کھانا کھلاتے تھے اور مجھے ورزش وغیرہ بھی کرایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تم مجھ سے اور کیا کیا کرانا چاہتے تھے یہ میں بھولی نہیں ہوں۔ میں اپنے تعلقات کا ایک مستقل انجام چاہتی ہوں اور یہ انجام تم نہ لائے تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے یہ میں تمہیں بتا دیتی ہوں۔"

"ارے ہماری تو ساری زندگی ہی مشکل میں گزری ہے۔" وہ شخص سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"مگر اب تم اس مشکل کو دور کرنے کی کوشش کرو ورنہ نہیں تو جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔ میں مشکلوں میں پھنس کر بھی تمہیں خوش نہیں رہنے دوں گا۔"

"تم چاہتے کیا ہو؟" فاخرہ نے پوچھا۔ "بتاؤ کیا چاہتے ہو تم؟"

"روپے۔" وہ جھک کر فاخرہ کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔ "اس کے سوا مجھے اور کیا چاہیے؟"

"کتنے؟"

"کم...... بہت ہی کم میری جان۔" وہ مسکرا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ "تمہارے پاس جتنے ہیں اس سے بہت ہی کم یعنی صرف دس لاکھ روپے مل جائیں تو...... ایک فلم کا پروگرام ہے۔ بیڑہ ہی پار ہو جائے گا۔"

"دس لاکھ روپے؟" فاخرہ نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں" وہ بولا۔ "اس میں سے دو تین لاکھ تو فلیٹ خریدنے میں نکل جائیں گے اور باقی کے چھ سات لاکھ سے تیس چالیس لاکھ کی فلم بنانے کی تیاری تقریباً مکمل ہی ہے۔"

"فلموں میں ایک شارٹ کی اداکاری کے لیے کوئی تمہیں پچاس روپے بھی نہیں دیتا۔" فاخرہ طنزیہ لہجے میں بولی۔ "اور تم مجھ سے دس لاکھ روپے مانگ رہے ہو؟"

"کوئی پچاس روپے نہیں دیتا اسی لیے تو دس لاکھ روپے مانگ رہا ہوں۔" وہ ایک بھیانک قہقہہ لگا کر بولا۔ "سات برس کی جیل کاٹ کر واپس آیا تو زمانہ بہت بدلا ہوا دکھائی دیا۔ پرانے دھندے میں اب پہلی سی بات نہیں رہی ایکسٹرا اسپلائروں نے اپنی ایک یونین بنا لی ہے۔ اس لیے بڑی رقم کے علاوہ اب کام چلنا مشکل ہے۔"

"میں تمہیں کھانے اور کپڑا وغیرہ کے لیے چار پانچ سو روپے دے سکتی ہوں۔" فاخرہ نے کہا۔ "وہ بھی اس لیے کہ میں نے تمہارا نمک کھایا ہے اور یہ رقم تمہیں گھر بیٹھے مل جایا کرے گی لیکن اگر تم نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تو سیدھے سلاخوں کے پیچھے جاؤ گے یہ یاد رکھنا۔ جہاں سے آ[illegible] واپس......"

"کیا فرق پڑتا ہے مجھے؟" وہ ہنس کر بولا۔ "اس سے پہلے کہ تم مجھے اس جگہ واپس بھجواؤ اس سے پہلے تمہارا شوہر دنیا سے رخصت ہو جائے گا...... کیونکہ سلاخوں کے پیچھے جانے سے پہلے کوئی اچھا کام تو کر کے ہی جانا چاہیے اور یہ بات میرے دل میں تقریباً طے ہے۔"

"مگر جو کچھ بھی تم نے زندگی میں طے کر رکھا ہے۔ وہ آج تک کبھی ہوا نہیں ہے۔" فاخرہ بولی۔

"اب ہو جائے گا۔" وہ دھیمی مگر خوفناک آواز میں بولا۔ "کیونکہ سات برس جیل کی دیواروں کے پیچھے رہ کر میں نے ہر بات پر غور کیا ہے اور ایک بہترین پروگرام بنا کر ہی جیل سے باہر نکلا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" فاخرہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔ "تم سے جو ہو کر لینا۔"

"وہ تو میں کر ہی لوں گا۔" وہ اسی لہجے میں بولا۔ "لیکن ایک شریف آدمی کی حیثیت سے میں تمہیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ دس لاکھ کے لیے نہیں بلکہ صرف پچاس ہزار کے لیے کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ بڑی رقم کے لیے کچھ زیادہ ہی وقت دینا چاہیے تاکہ سامنے والی پارٹی کیش رقم کا انتظام کر لے۔ مگر پچاس ہزار جیسی معمولی رقم مجھے کل شام تک نہیں ملی تو جمشید صاحب کا کیا حال ہوگا وہ تم خود دیکھ لینا اور پھر دس لاکھ کی بجائے ممکن ہے۔ تمہیں کچھ زیادہ ہی رقم نکالنی پڑ جائے اور اگر ایسا بھی تم نے نہیں کیا تو پھر لاش کا بھی پتا نہیں چلے گا۔" اتنا کہہ کر وہ کونے میں رکھی ہوئی لکڑی کی ٹوٹی ہوئی الماری کی جانب بڑھ گیا اور اسے کھول کر سامنے رکھی ہوئی دیسی شراب کی بوتل اٹھالی پھر اس کا ڈھکنا دانتوں سے کھول کر اسے ایک کونے میں پھینک کر بولا۔ "میری بلبل چھین کر لے گیا سیٹھ جمشید۔ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔"

☆=====☆=====☆

کچی بستی کی اس گندی گلی سے لوٹتے وقت فاخرہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی سوچ رہی تھی کہ آج سے سات آٹھ سال قبل اس کی زندگی اس کے ماموں کے ہاتھوں برباد ہوتے ہوتے بچی تھی۔ پھر سات سال جیل میں گزارنے کے بعد جب اس کا ماموں شفیق اس سے ملنے کل اس کے بنگلے پر پہنچ گیا تو وہ بہت گھبرا گئی تھی۔ اور آج کچی بستی کی کچی آبادی کی گندی گلی اور ایک گندے کمرے میں آ کر وہ اس سے ملی تو اُسے یقین ہو گیا کہ اپنے شیطان صفت ماموں سے اس کا پیچھا چھوٹنا اتنا آسان نہیں ہے۔

فاخرہ کا باپ ایک غریب آدمی تھا جو پنجاب کے ایک دور افتادہ گاؤں میں ایک زمیندار کے یہاں ملازمت کرتا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد ماں بیٹی بالکل بے سہارا ہو گئے اس وقت

فاخرہ کی عمر صرف سات سال کی تھی اس کے باپ کی موت کے بعد ایک دن اس کا ماموں ان کے گھر آیا اور ضد کرکے اپنی بہن اور بھتیجی فاخرہ کو اپنے ساتھ لاہور لے آیا۔ فاخرہ کی ماں نے اپنے گھر کا بچا کھچا سامان بیچ دیا اور کرائے کا مکان چھوڑ کر اپنے بھائی شفیق کے ساتھ لاہور آ گئی۔

فاخرہ کا ماموں شفیق بچپن ہی سے شرارتی' چور اور جھگڑالو تھا۔ بری صحبت کا شکار ہو کر وہ گھر سے بھی دو تین بار بھاگ چکا تھا۔ بڑا ہونے کے بعد جب وہ پانچویں بار گھر سے بھاگا تو اس کا بوڑھا اور بیمار باپ اس کی تلاش میں اپنے گاؤں جہانیاں سے آگے نہیں نکل سکا۔ اپنی بیٹی یعنی فاخرہ کی ماں کی شادی کر دینے کے بعد بوڑھا باپ سنجیدگی سے شفیق کا بھی گھر آباد کرنے کی سوچ رہا تھا لیکن اس کے بھاگ جانے کے بعد بیمار باپ نے افسوس کے ساتھ آخری سانس لے کر دنیا سے منہ موڑ لیا اس وقت اس کے جنازے کو کندھا دینے کے لیے اس کا بیٹا شفیق موجود نہیں تھا۔ شفیق کو تو باپ کے مرنے کی خبر بھی چھ سات مہینے بعد ملی تھی اس خبر کے ملنے کے بعد وہ اپنی بہن سے جا کر ملا۔ پھر بہن سے تھوڑی ہمدردی جتانے کے بعد جہانیاں چلا گیا جہاں اس نے باپ کی چھوڑی ہوئی زمین اور گھر کو بیچ دیا اور روپے پیسے لے کر ایک بار پھر غائب ہو گیا لیکن اس بار وہ اپنی بہن کو یہ اطلاع دے گیا تھا کہ وہ لاہور میں رہ کر فلموں میں اداکاری کر رہا ہے اور وہاں جا کر دوبارہ اُسے خط لکھے گا...... باپ کا گھر بار بیچ کر اس نے لاہور کے ملتان روڈ پر دو کمرے کا ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لے لیا اور بہن کو اس خوش خبری کے ساتھ اپنے گھر کا پتا بھی لکھ کر بھیج دیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شفیق کو فلموں میں ایکسٹرا کی حیثیت سے ٹھیک ٹھاک کام ملنے لگا تھا۔ اور وہ کبھی کبھی بہن سے ملنے کے لیے بھی چلا جایا کرتا تھا۔ یوں باپ کے انتقال کے بعد دونوں بھائی بہن میں اچھی نبھ رہی تھی۔ ایکسٹرا کے طور پر فلموں میں کام کرتے ہوئے شفیق اب ایکسٹرا سپلائر بھی بن گیا تھا اور ساتھ ساتھ وہ شہر میں غنڈہ گردی بھی کرنے لگا تھا۔

جب فاخرہ کے باپ کا انتقال ہوا تو شفیق لاہور کا ایک مشہور بدمعاش بن چکا تھا اور چوبرجی کے علاقے میں رہنے لگا تھا اور فلم لائن میں استاد شفیق کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔ ایکسٹرا سپلائر کی حیثیت سے اس کا کام ٹھیک طور پر نہیں چل رہا تھا اس لیے اس نے اپنے جیسے چند لوگوں کا ایک گروہ بنایا تھا۔ جو اس کی ہدایت کے مطابق شہر بھر میں مختلف وارداتیں اور دنگا فساد کرنے لگے تھے۔ وہ کئی بار پکڑا بھی گیا اور کئی بار جیل بھی اسے جانا پڑا تھا لیکن فلم لائن میں

اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اس لیے فلم میں ایکسٹرا کا رول اسے ملتا رہتا تھا۔

فاخرہ کی ماں کو یہ بات معلوم تھی کہ اس کا بھائی جب چھوٹا تھا تب سے اس کی عادتیں بگڑی ہوئی تھیں۔ اس کا فلموں میں کام کرنا بھی فاخرہ کی ماں کو پسند نہیں تھا۔ لاہور آنے کے بعد اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی کا سلوک اس سے تو اچھا ہی ہے لیکن شہر بھر میں اس کی کوئی عزت نہیں تھی اس کے باوجود وہ اپنی بہن اور بھتیجی فاخرہ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ بہن کے لاہور آ جانے کے بعد اسے بھی جو کھانے پینے کی تکلیف تھی وہ بھی دور ہو گئی تھی اور پاس پڑوس کے لوگ بھی اب اسے ذرا اچھی نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ ماں کو تو اپنے بھائی کا دھندہ پسند نہیں تھا لیکن فاخرہ جب بھی چار پانچ منٹ کے لیے اپنے ماموں کو سینما کے پردے پر دیکھتی تو خوشی سے اچھل پڑتی تھی اور ماموں کی فلم کو ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضد کیا کرتی تھی۔ ایک بار اس کے ماموں نے اس کی ماں سے کہا بھی تھا کہ بہن اگر تم اجازت دو تو میں اسے بھی فلموں میں کام دلوا سکتا ہوں لیکن ماں نے صاف انکار کر دیا تھا اس کی ماں نے صرف انکار ہی نہیں کیا تھا بلکہ اپنے بھائی کو ڈانٹ بھی دیا تھا کہ وہ آئندہ ایسی کوئی بات نہ کرے۔ اس طرح وہ بات تو وہیں ختم ہو گئی تھی لیکن بچپن سے فلموں کا جو شوق فاخرہ کے دل میں پیدا ہو گیا تھا وہ اس کے جوان ہونے تک بھی قائم رہا اور پھر وقت گزرتا رہا۔ پھر اس کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا۔ ماں کے انتقال کے بعد فاخرہ اپنے ماموں کی باتوں میں بڑی آسانی سے آ گئی اور فلموں میں کام کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ حالانکہ اب وہ بچی نہیں تھی کالج کے دوسرے سال کی طالبہ تھی اور دنیا کو' زندگی کو اور اپنے ماموں کو خوب اچھی طرح سمجھنے لگی تھی۔ ماں کی موت کے بعد اس کے ماموں نے اسے پوری طرح اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کی تھی۔ فلموں میں کام دلانے کے لیے اس کے ماموں نے کہا تھا کہ اس میں بہت سارے روپے خرچ ہوں گے اور پھر پہلی فلم میں کام کرنے کے بعد تو اس کے ماموں نے اسے بڑے بڑے پروڈیوسروں کے گھروں میں بھیجنے کا پروگرام بھی بنانا شروع کر دیا۔ وہ پڑھی لکھی تھی ہر بات سمجھتی تھی۔ اسے اچھی اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق تھا۔ اس کا ماموں کس قسم کا آدمی ہے اس کا اندازہ تو اسے اپنی ماں کی موت کے بعد فوراً ہی ہو گیا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ ہر وقت اس خوف میں مبتلا رہنے لگی تھی کہ نہ جانے اب اس کا ماموں اس کے ساتھ کیا سلوک کر بیٹھے۔

اپنے خوف کی سچائی کا تو اسے اس وقت پورا یقین ہو گیا تھا جب اس کے ماموں نے

اسے ایک ایکسٹرا گرل سے ہیروئن بنا دینے کی کامیاب کوشش کی تھی۔ اس کے لیے جب وہ اپنے ماموں کی خواہش پر چلنے کو تیار نہ ہوئی تو اس کے ماموں نے اس پر ظلم کرنے شروع کر دیے اور فاخرہ ان دنوں کو کبھی زندگی میں بھول نہیں سکی تھی مگر ٹھیک انہی دنوں میں اس کی ملاقات جمشید صاحب سے ہوگئی تھی اور وہ اپنے ماموں کے خطرناک ارادوں سے بچ گئی تھی۔

جمشید صاحب نے فاخرہ سے شادی کر لی اور شادی کے بعد اس کے ماموں شفیق نے اپنی پوری طاقت سے جمشید صاحب کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور فاخرہ کو بھی ستانا شروع کر دیا۔

پیسے اینٹھنے کے لیے اس نے جمشید صاحب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی لیکن اسے اور اس کے چند ساتھیوں کو ڈکیتی کے الزام میں سات سال کی سزا ہوگئی۔ اس کی سزا پر فاخرہ نے سکون کا سانس لیا تھا فاخرہ کا خیال تھا کہ سات سال کی سزا بھگتنے کے بعد جب اس کا ماموں جیل سے واپس آئے گا تو غنڈہ گردی کی ساری طاقت کھو چکا ہوگا اور آئندہ اس کے پاس آنے کی ہمت بھی نہیں کرے گا لیکن اس کا یہ اندازہ بالکل غلط ثابت ہوا تھا۔

☆=====☆=====☆

دو روز بعد جب روبی اور جاوید کی ملاقات ہوئی تو روبی نے اس اجنبی شخص کے بارے میں اسے یہ بتایا کہ کس طرح وہ شخص چھپ چھپا کر تیزی سے اس کے بنگلے سے نکلا تھا اور کچھ دور جانے کے بعد ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ کر اس کی نظروں سے اُوجھل ہوگیا تھا۔

جاوید نے خاموشی سے اس کی بات سنی پھر بولا۔ ''روبی کیا تم کبھی ملتان روڈ کے پیچھے کچی آبادی والے علاقے میں گئی ہو؟''

''نہیں..... مگر تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟'' روبی نے چونک کر پوچھا۔

''کبھی کبھی اخباروں میں بند گلی کے نام کے ساتھ کوئی نہ کوئی خبر شائع ہوتی ہے۔ یہ تو تمہیں معلوم ہی ہوگا؟'' جاوید نے کہا۔

''ہاں اس گلی کا نام تو اکثر میں نے سنا ہے اور شاید اخباروں میں پڑھا بھی ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن میں کبھی وہاں گئی نہیں ہوں۔''

''وہ گلی تو شہر کی مشہور گلی ہے۔''

''ہوگی ہمیں اس سے کیا؟'' روبی نے کندھے جھٹک کر کہا۔ ''مگر یہ تو بتاؤ تمہیں یہ سوال پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آگئی؟''

''بند گلی اور اس کے آس پاس کا علاقہ شہر کا ریڈ لائٹ ایریا ہے کیونکہ وہاں چوری اور

اسمگلنگ کے مال کی بڑے اونچے پیمانے پر خرید و فروخت ہوتی ہے اس کے علاوہ وہاں فلموں میں کام کرنے والی ایکسٹرا لڑکیاں بھی رہتی ہیں۔ چوری چھپے جسموں کی تجارت بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ کچی شراب بنانے اور بیچنے والے بھی وہاں رہتے ہیں۔''

''ہوگا لیکن ہمیں اس سے کیا؟'' روبی نے تنگ آئے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اصل بات یہ ہے روبی کہ.....'' جاوید کہتے کہتے رُک گیا اور روبی کو دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے؟ چپ کیوں ہوگئے؟'' روبی نے اسے ٹوکا۔

''میں نے کل تمہاری ممی کو اس گلی سے باہر آتے دیکھا تھا۔'' جاوید نے کہا۔

''کیا؟'' روبی تقریباً اچھل پڑی۔ ''کس کو؟ میری ممی فاخرہ بیگم کو؟''

''ہاں۔'' جاوید بولا۔

''نہیں..... یہ ناممکن ہے۔'' روبی مستحکم لہجے میں بولی۔ ''ماضی میں وہ کیسی بھی رہی ہو لیکن اب وہ ایک شریف اور عزت دار آدمی کی بیوی ہے۔ وہ کسی حالت میں بھی اس گندے علاقے میں نہیں جا سکتی۔''

''اس کے باوجود میں نے اسے وہاں کی ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت کے ایک کمرے سے باہر نکل کر ایک پہلے سے رکی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ کر گلی سے باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''بہت ممکن ہے اس نے بھی مجھے دیکھ لیا ہو ویسے اسے دیکھ کر میں نے اپنا چہرہ دوسری جانب گھما لیا تھا لیکن اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ اس کی نگاہیں مجھ پر پڑ گئی ہوں.....''

''مگر جاوید میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ اس محلّے میں کیوں جائے گی؟'' روبی نے کچھ بے یقینی کے انداز میں کہا۔ ''ویسے بھی وہ اکیلی کہیں باہر نہیں جاتی اور جانا ہی ہوتا ہے تو ڈیڈی کے ساتھ جاتی ہے یا پھر مجھے ساتھ چلنے کے لیے کہتی ہے۔ جسے میں اکثر ٹال دیا کرتی ہوں۔''

''مگر مجھے ایک بات پر شک ہے روبی۔'' جاوید نے کہا

''کس بات پر؟''

''تم نے جس آدمی کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا وہ کوئی غنڈہ اور بدمعاش جیسا ہی لگتا تھا نا؟'' جاوید نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔'' روبی نے کہا۔

"تو پھر شاید وہ آدمی وہیں رہتا ہوگا اور تمہاری ممی اس سے ملنے ہی وہاں گئی ہوگی......
کیا ایسا ممکن نہیں ہے؟" جاوید نے روبی کی طرف غور سے دیکھا۔
"جاوید تم مہربانی کر کے اسے میری ماں مت کہو۔" روبی نے رکھائی سے کہا۔
"ایسا نہیں کہتے روبی۔" جاوید نے کہا۔ "بہر حال وہ تمہاری ممی کا ہی درجہ رکھتی ہے۔
خیر میری بات کا جواب دو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تمہاری ممی کسی خاص کام سے اس آدمی سے
ملنے اس کمرے میں گئی ہو؟"
"اول تو وہ ایسی جگہ پر اکیلی جا ہی نہیں سکتی۔" روبی نے کہا۔ "اور اگر گئی بھی ہوگی تو وہ
کسی ایسے آدمی سے ملنے ہرگز نہیں گئی ہوگی۔"
"سچی بات تو یہ ہے روبی کہ اب مجھے بھی اس عورت سے ڈر لگنے لگا ہے وہ اگر تمہاری
ساری دولت سمیٹ کر بھاگ گئی تو تم کیا کرو گی؟ پانچ دس ہزار روپے کے عوض جو لوگ کسی
کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے ایسے قاتلوں سے میل جول رکھنے والی عورت سے
تو ہوشیار رہنا چاہیے مجھے تو تمہارے ڈیڈی کی زندگی بھی خطرے میں نظر آتی ہے۔"
"یس۔ یو آر رائٹ جاوید!" روبی بولی۔ "اور میرا خیال ہے کہ......"
"کیا بولو؟"
"میں نے اس شخص کا صرف سائیڈ فیس دیکھا ہے اور وہ بھی دور سے' لیکن اس کا قد۔
اس کی لمبائی چوڑائی اور اس کی چال مجھے اچھی طرح یاد ہے اب اگر ہم اس گلی اور اس بلڈنگ
میں جا کر کسی کو تلاش کرنے کا بہانہ بنائیں تو مجھے یقین ہے کہ میں اس شخص کو دیکھ کر پہچان لوں
گی۔" روبی نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
"لیکن روبی تم اس محلے میں......" جاوید کہتے کہتے رک گیا
"جاوید اگر وہ عورت اکیلی وہاں جا سکتی ہے تو میں تمہارے ساتھ کیوں نہیں جا سکتی؟"
"مگر وہ شخص شاید اب اپنے گھر میں نہ بھی ہو۔" جاوید بولا۔
"ایک چانس لینے میں حرج ہی کیا ہے؟"
"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے مگر......"
"اب اگر مگر کی گنجائش نہیں ہے۔" روبی نے کہا۔ "میں کبھی ایسی جگہ پر گئی نہیں ہوں
لیکن ذرا ایڈونچر...... ذرا تھرل کا تجربہ تو ہوگا۔"
"او کے...... جیسی تمہاری مرضی۔" جاوید نے کہا۔ "بولو کب چلنا ہے؟"

"ابھی۔"
"ٹھیک ہے چلو۔"
پھر تھوڑی دیر بعد جاوید کی کار پکی ٹھٹھی کے علاقے میں داخل ہوگئی اور جب روبی اس
ٹوٹی پھوٹی عمارت کے ٹوٹے پھوٹے زینے چڑھ رہی تھی تو اس نے جاوید کا ہاتھ پکڑ لیا اور
بولی۔ "جاوید میں تمہیں بتا دوں کہ میں کیا محسوس کر رہی ہوں۔"
"ہاں بتاؤ۔" جاوید بولا۔
"یوں لگتا ہے جیسے میں پیری میشن کے ساتھ بدمعاشوں کے اڈے پر جا رہی ہوں۔ تم
نے مشہور جاسوسی مصنف گارڈنر کی کتابیں تو پڑھی ہیں نا؟"
"بہت۔"
وہ دونوں جب عمارت کے کونے والے کمرے کے قریب پہنچے تو شفیق وہاں موجود تھا
مگر اس وقت وہ دروازے کے باہر بالکونی میں کھڑا تھا۔ اسے دیکھتے ہی روبی نے دھیرے
سے جاوید کا ہاتھ دبا کر کہا۔ "یہی وہ آدمی ہے جاوید......"
دونوں کمروں کے دروازوں پر لگے ہوئے نمبروں کو دیکھنے کی اداکاری کرنے لگے اور
اس طرح وہ دونوں شفیق کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ شفیق نے انہیں نیچے سے اوپر تک گھور کر
دیکھا اور بولا۔ "کس سے ملنا ہے آپ کو؟"
"محمود...... کوئی محمود نام کا آدمی یہاں رہتا ہے کیا؟" جاوید یونہی ایک نام لے کر بولا۔
"محمود نام کا ایک آدمی تھا تو سہی۔" شفیق نے جواب دیا۔ "لیکن اس کا تو تین مہینے قبل
انتقال ہو گیا تھا۔"
"جی نہیں...... پھر وہ یہ محمود نہیں ہوگا۔" جاوید نے کہا۔ "کیونکہ ابھی پرسوں ہی تو محمود
نے ہمیں یہاں کا پتا دیا تھا۔"
"اچھا...... کیا پتا ہے کمرے کا نمبر تو ہوگا ہی۔" شفیق نے پوچھا۔
"جی ہاں...... سولہ نمبر۔" جاوید جلدی سے بولا تو شفیق اپنے کمرے کے دروازے پر
لکھے ہوئے نمبر کو دیکھ کر ہنس پڑا اور پھر بولا۔ "یہ دس نمبر کا کمرا ہے اور اس بلڈنگ کا یہ آخری
کمرا ہے یعنی یہاں صرف دس ہی کمرے ہیں اس لیے آپ لوگ غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ اس
بلڈنگ کے پچھواڑے میں ایک بڑی بلڈنگ ہے۔ یہ اس کا نمبر ہے......"
"اوہ تھینک یو۔" جاوید بولا۔ "مجھے بھی غلطی کا اندازہ ہو گیا تھا۔" اتنا کہہ کر وہ روبی کے

ساتھ اس بلڈنگ سے نیچے اتر آیا۔

☆=====☆=====☆

''ڈیڈی آپ کے خلاف کوئی زبردست سازش ہو رہی ہے۔'' روبی نے اپنے ڈیڈی سے دھیمی آواز میں کہا۔ ''اب آپ دفتر آتے جاتے وقت ذرا احتیاط کیجئے گا اور مہربانی کر کے شام سے پہلے گھر آ جایا کریں اور رات کو گھر سے باہر نکلنا بند کر دیں۔ میرا خیال ہے اب آپ کی جان خطرے میں ہے اس لیے بہتر یہی ہوگا کہ کسی کو اپنے ساتھ لے کر باہر نکلا کریں مجھے آپ کی فکر ہے ڈیڈی' میں نے اس خطرناک آدمی کو دیکھ لیا ہے وہ تو چہرے ہی سے خطرناک غنڈہ اور ڈاکو جیسا لگتا ہے وہ بہت خطرناک ہے ڈیڈی۔ آپ ذرا......''

''کیا وہ پھر یہاں آیا تھا؟'' جمشید صاحب نے گھبرا کر پوچھا۔

''نہیں' لیکن وہ کہاں رہتا ہے۔ یہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''پکی ٹھٹھی والی پرانی بلڈنگ کمرا نمبر دس۔''

''یہ ساری چھان بین تم نے کب کی؟'' جمشید صاحب غصّے سے بولے۔ ''کیوں کی؟ روبی خدا کے لیے تم جاسوسی ناول پڑھنا چھوڑ دو نہیں تو کسی دن تمہارا دماغ خراب ہو جائے گا تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟ تم نے اسے کہاں دیکھا تھا؟''

''اس کے کمرے میں۔'' روبی نے کہا۔

''تم وہاں گئی تھی؟ ایسے محلّے میں؟ اور وہ بھی اکیلی؟''

''میں اکیلی نہیں تھی ڈیڈی جاوید میرے ساتھ تھا۔'' روبی بڑے ہی پُرسکون لہجے میں بولی۔ ''اکیلی تو میری ممی یعنی فاخرہ بیگم وہاں گئی تھی۔''

''وہاٹ؟'' جمشید صاحب غصّے سے چیخ پڑے۔ ''کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ فاخرہ تمہارے بتائے ہوئے آدمی سے ملنے وہاں گئی تھی؟''

''ہاں ڈیڈی!'' روبی بولی۔ ''کیونکہ کل جاوید نے اسے وہاں دیکھا تھا۔ آپ جا کر اس سے پوچھ لیں اور اپنا اطمینان کر لیں۔''

''میں ابھی جا کر پوچھتا ہوں۔'' ٹھنڈے مزاج کے جمشید صاحب اچانک غصّے سے کانپتے ہوئے صوفے پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے فاخرہ کے بیڈ روم کی جانب بڑھ گئے۔

☆=====☆=====☆

دروازہ دھڑام سے کھلا تو کمرے کے اندر بیٹھی ہوئی فاخرہ چونک پڑی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہاں جمشید صاحب کھڑے تھے ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا یہ دیکھ کر فاخرہ اور زیادہ چونک کر بولی۔ ''کیا ہے؟ کیا ہوا؟''

''تم کل کہیں باہر گئی تھیں؟'' جمشید صاحب نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

''میں......کل...... باہر؟'' فاخرہ ذرا گھبرا گئی۔ ''ہاں...... ہاں...... کل میں گئی تھی لیکن آپ اتنے اپ سیٹ کیوں ہیں؟''

''اس لیے کہ تم جب بھی کہیں جاتی ہو تو مجھ سے پہلے پوچھ لیتی ہو۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوتا تو تم آ کر مجھے بتا دیتی ہو۔'' جمشید صاحب نے غصے سے کہا۔ ''لیکن کل سے لے کر آج تک تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تم کہاں گئی تھیں؟''

''مجھے یہ ضروری محسوس نہیں ہوا۔'' فاخرہ نے روکھائی سے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے' لیکن اب میں پوچھ رہا ہوں۔ اب مجھے جواب دو کہ تم کہاں گئی تھیں؟''

''میں اسے ملنے گئی تھی۔'' فاخرہ نے کہا۔

''کیوں؟ کس لیے؟'' جمشید صاحب کا لہجہ سخت تھا۔ ''اس کے بارے میں تو تم نے ایک فیصلہ کر لیا تھا پھر تم ایسے آدمی سے ملنے اس بدنام اور گندے علاقے میں کیوں گئی تھیں؟ اور جانے سے پہلے اور واپس آنے کے بعد تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟''

''جانا ضروری تھا اس لیے گئی تھی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور آپ کو اس لیے نہیں بتایا کہ اس معاملے کو میں اپنے طور پر نپٹانا چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ میرا جو ایک رشتہ ہے اس رشتے کو میں ہمیشہ کے لیے ختم کرنے گئی تھی۔''

''تو ختم ہو گیا؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔ ''اس نے آئندہ ہمیں تنگ نہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے؟''

''نہیں۔'' فاخرہ نے کہا۔

''تو پھر تمہیں اس کوشش میں سوائے بے عزتی کے اور کیا ملا ہے؟'' جمشید صاحب غصے سے کانپتے ہوئے بولے۔ ''خود میرے لیے بھی یہ بات باعثِ شرم ہے کہ میری بیوی شہر کے ایک بدنام علاقے میں اکیلی گئی تھی۔''

''لیکن میں آپ کی خاطر ہی وہاں گئی تھی۔''

''میری خاطر؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔ ''وہ بھلا میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔''

''اس نے ماضی میں کیا کیا ہے یہ آپ جانتے ہیں؟'' فاخرہ نے کہا۔ ''میرا خیال تھا کہ سات سال کی سزا نے اس کی کمر توڑ دی ہوگی اور وہ ٹوٹ پھوٹ گیا ہوگا لیکن جب وہ یہاں آ کر مجھ سے ملا تو اسے دیکھتے ہی میں سمجھ گئی تھی کہ وہ ٹوٹنے پھوٹنے کی بجائے اور زیادہ مضبوط ہو کر جیل سے باہر نکلا ہے۔''

''مگر ہمارے ملک میں پولیس نام کا ایک محکمہ بھی ہے جو عوام کی حفاظت کرتا ہے اور مجرموں کو قانون کے حوالے کرتا ہے۔ تمہیں پولیس کی مدد لینی چاہیے تھی تمہیں اس سے وہاں جا کر ملنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب ایک پل کے لیے رُکے پھر بولے۔ ''لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ کہاں رہتا ہے؟''

''جب وہ یہاں آیا تھا تو میں نے اسے جلدی یہاں سے بھگانے کے لیے پانچ سو روپے دے دیئے تھے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور دوسرے دن خود آ کر ملنے کا وعدہ کر کے میں نے اس کا پتا لکھ لیا تھا۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ دوبارہ یہاں آ جاتا اور دوسری بار بھی روبی اگر اسے دیکھ لیتی تو کیا ہوتا؟''

''کچھ نہیں ہوتا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''روبی اب بچی نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ہم اسے سچی بات بتا دیتے۔''

''تو پھر میرا کیا ہوتا؟'' فاخرہ اچانک بولی۔ ''روبی کو جب اس بات کا علم ہوتا کہ شفیق جیسا سزا یافتہ غنڈہ میرا سگا ماموں ہے تو وہ میرے اور میرے خاندان کے بارے میں کیا سوچتی؟ اسے جب اس بات کا یقین ہو جاتا کہ میں ایک غریب اور گھٹیا خاندان سے تعلق رکھتی ہوں تو وہ مجھ سے پہلے سے زیادہ نفرت نہیں کرنے لگے گی؟ شفیق کو دیکھ کر وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرے گی کہ میرے ماں باپ کیسے ہوں گے؟ اور اگر ایسا ہو گیا تو میں جو اس سے اپنا ایک تعلق قائم کرنا چاہتی ہوں اس سے رہی سہی امید بھی ختم ہو جائے گی۔''

''وہ امید تو اب بھی ختم ہو گئی ہے فاخرہ بیگم!'' جمشید صاحب نے دھماکا کرتے ہوئے کہا۔ ''تم ملتان روڈ کے پچھواڑے کچی آبادی کی لال بلڈنگ میں کمرا نمبر دس میں رہنے والے ایک غنڈے بدمعاش سے ملنے گئی تھی یہ اطلاع مجھے روبی نے ہی دی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ خود اس بلڈنگ میں ہو آئی ہے۔''

''کیا؟'' فاخرہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔

''ہاں۔ وہ جس طرح تمہیں شک کی نظروں سے دیکھتی ہے تو اب میں بھی تمہیں اس

نظر سے کیوں نہ دیکھوں؟'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''چند سالوں تک ہنسی خوشی زندگی گزارنے کے بعد تم مجھے اندھیرے میں رکھ کر جہاں چاہے آنے جانے لگی ہو اس پر میں یہ کیوں نہ یقین کر لوں کہ تم جو نظر آتی ہو حقیقت میں وہ نہیں ہو؟''

''سر...... تاج......!'' فاخرہ کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

''تم جیسی چاہے آواز نکالو اور جیسی چاہے اداکاری کرو اب اس سے کوئی فرق پڑنے والا نہیں ہے۔'' جمشید صاحب نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا۔ ''شادی سے پہلے تم ایک اچھی اداکارہ رہ چکی ہو لیکن شادی کے بعد تم مجھ سے پیار کرتی ہو یا اداکاری یہ سمجھنے میں مجھ سے بھول ہو گئی ہو یہ ممکن ہے۔ میں نے آج تک روبی کی باتوں پر توجہ نہیں دی تھی روبی نے ایک بار مجھ سے کہا تھا 'ڈیڈی! اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو آپ کی دولت کا کیا ہوگا؟' میں نے اس وقت تو اس کی بات ہنسی میں اُڑا دی تھی۔ کیونکہ اس وقت تمہارا ماموں جیل میں تھا' لیکن وہ جیل سے نکلا تو حالات بدل گئے اور یہ حالات اتنے بدل گئے کہ تم نے میری عزت کی بھی پروا نہیں کی۔ تم شہر کے ایک بدنام علاقے میں جا کر اس سے مل آئیں حالانکہ ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر پھر تم نے ایسا ہی کیا...... اس لیے اب میں خود بھی روبی ہی طرح کیوں نہ سوچوں؟ کیوں نہ میں یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاؤں کہ تم میری وفادار نہیں ہو؟ میں نے آج تک ہمیشہ تمہاری ہی بات مانی ہے اور روبی کی بات پر توجہ ہی نہیں دی شاید یہ میری بھول بھی ہو سکتی ہے۔ شاید روبی سچی ہو اور تمہاری میری یہ محبت جھوٹی ہو۔ میری بیوی ایک غنڈے اور بدمعاش شخص سے ملنے شہر کے بدنام ترین علاقے میں جائے تو مجھے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کس قسم کی عورت ہے...... تم نے مجھے ذہنی طور پر بڑا ڈسٹرب کر دیا ہے فاخرہ...... کل کو اگر تمہارا ماموں مجھے قتل کر دے گا تو پھر کیا ہوگا؟ تم میری قانونی بیوی ہو۔ میری زمین جائیداد اور میرا کاروبار اور میری جمع پونجی پر میرے بعد تمہارا ہی قبضہ ہو جائے گا۔ روبی کا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کا حصہ تو اسے اس وقت ملے گا جب وہ عدالت میں جائے گی یا تم خود مہربانی کر کے اس کا حصہ اسے دے دو...... اس بات کو روبی نے بار بار بڑی نرمی سے میرے دماغ میں بٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اس کی ان باتوں پر بھی دھیان نہیں دیا تھا' لیکن اب میرا خیال ہے کہ مجھے اس پر بھی غور کرنا پڑے گا۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب چپ ہو گئے اور گہرے گہرے سانس لینے لگے۔

''آپ میرے بارے میں ایسا سوچتے ہیں؟'' فاخرہ نے کہا۔ ''آپ اچھی طرح سے

جانتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی آپ کی دولت پر نظر نہیں رکھی ہے۔ میں نے تو کبھی یہ تک نہیں پوچھا کہ آپ کتنے لاکھ کی آسامی ہیں؟''

''پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟'' جمشید صاحب نے تلخ لہجے میں کہا۔ ''جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں کتنے لاکھ کی آسامی ہوں۔''

''لیکن جو کچھ جانتی ہوں۔ وہ مجھے آپ نے ہی بتایا ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''میں نے آپ سے محبت کے سوائے کسی اور چیز کی خواہش نہیں کی ہے۔ یہ بات آپ اب تک جانتے تھے لیکن ایک چھوٹی سی بات پر آپ کے خیالات اتنے بدل گئے......؟''

''ہاں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس بات کو چھوٹی سی بات نہیں سمجھتا۔'' جمشید صاحب نے منہ پھیر کر کہا۔

''ٹھیک ہے میں معافی چاہتی ہوں کہ مجھ سے بھول ہوگئی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور میں اس کے سوا اور کر ہی کیا سکتی ہوں؟''

''قصور کر کے معافی مانگ لینے سے بات ختم نہیں ہو جاتی۔'' جمشید صاحب بولے۔ ''قصور کس سے ہوا؟ کن حالات میں ہوا اور کیوں ہوا؟ یہ جانے بغیر کہ معافی مانگ لینے والا آئندہ کوئی قصور نہیں کرے گا۔ یہ مان لینا حماقت ہے۔ تم شفیق کے پاس خود اپنے پیروں سے چل کر گئی تھیں اس لیے یقیناً تم پر دباؤ ہوگا اور اس دباؤ کی وجہ بھی ہوگی؟ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ تم دونوں کے درمیان کیا بات ہوئی؟''

''اس نے آپ کی جان کی سلامتی کے لیے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہے؟'' فاخرہ نے کہا۔ ''اس نے مجھ سے دس لاکھ روپے مانگے ہیں۔ اس میں سے پچاس ہزار کی رقم اگر چوبیس گھنٹے کے اندر میں نے اسے نہ دی تو اس نے آپ کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دی ہے۔ اب جبکہ میں اس قسم کے حالات اور ایسی دھمکیوں سے سخت گھبرائی ہوئی ہوں اور آپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں تو میری کیا حالت ہو رہی ہوگی؟ اس گھر میں تو کوئی کسی کی سمجھتا ہی نہیں ہے۔ روبی تو پہلے ہی سے مجھ سے نفرت کرتی ہے اور اب آپ بھی مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دنیا میں میرا آپ کے سوا اور ہے کون؟'' بولتے بولتے فاخرہ کی آواز تھرتھرا گئی اور وہ تقریباً روتے ہوئے بولی۔ ''آپ بھی اگر مجھ سے یہ سلوک کریں گے تو میں کس کے سہارے جیوں گی؟ میں وہاں اس لیے گئی تھی کہ آپ کی جان کو آیا ہوا خطرہ کسی طرح دور ہو سکے۔ نہیں تو میں بھلا ایسی جگہ پر کیوں جاتی؟ مگر آپ تو...... آپ تو اس بات کو

اور ہی انداز سے دیکھ رہے ہیں۔ میری نظر اگر آپ کی دولت پر ہوتی تو شفیق جو کرنا چاہتا ہے وہ میں اسے کرنے دیتی۔''

''تم نے اس سے کیا ساز باز کر رکھی ہے۔ یہ کون جانے؟'' جمشید صاحب نے کہا۔

''یہ...... یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے؟'' فاخرہ تڑپ کر بولی۔ ''کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں آپ کے خلاف کوئی......اوہ......نو......نو......دس اِز ٹو مچ......'' فاخرہ کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر جمشید صاحب نے کہا۔

''رونے جیسا کام کرو گی تو رونا ہی پڑے گا۔ خوب روؤ اور سنو آئندہ کبھی ایسی غلطی کی تو......''

''میں نے کوئی غلطی کوئی بھول نہیں کی ہے۔'' فاخرہ تڑپ کر بولی۔ ''اور اگر اس محلّے میں جانے کی بھول میں نے کی ہے تو یہ بھول روبی نے بھی کی ہے۔ آپ اسے کیوں کچھ نہیں کہتے؟''

''اُسے بھی کہوں گا۔'' جمشید صاحب نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے باہر نکل گئے۔

اپنے شوہر کا یہ روپ دیکھ کر فاخرہ بڑی حیران ہو رہی تھی اور اس نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی تھی کہ اس سے پہلے جب بھی کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے تو اس کا شوہر اس طرح نفرت سے اسے تڑپتا ہوا چھوڑ کر چلا نہیں جاتا تھا اسے یوں بھی لگا کہ جمشید کو اس پر شک ہو چکا ہے اور وہ روبی کے ہی انداز میں سوچنے لگا ہے۔

☆=====☆=====☆

فاخرہ کے کمرے سے نکل کر جمشید صاحب سیدھے روبی کے کمرے میں داخل ہوئے غصے میں تو وہ تھے ہی انہوں نے آتے ہی اپنی کڑک دار آواز اور سخت لفظوں میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہہ دیا کہ وہ آئندہ کبھی اس علاقے کا رُخ بھی نہ کرے۔ روبی حیرت سے ان کی باتیں سنتی رہی پھر بولی۔ ''لیکن ڈیڈی میں تو وہاں آپ ہی کی خاطر گئی تھی۔''

''آپ کی خاطر.......... آپ کی خاطر...... آپ کی خاطر......'' جمشید صاحب جھنجھلا کر بولے۔ ''میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں' فاخرہ بھی یہی کہتی ہے کہ وہ میری خاطر وہاں گئی تھی۔ آخر تم لوگوں کو میری اتنی فکر کیوں ہے؟ تم لوگوں نے مجھے بتایا تو ہے کہ میں ہوشیار رہوں۔ اب اگر کبھی وہ آدمی دوبارہ یہاں دکھائی دیا تو پولیس خود اپنا کام کرلے گی۔ تمہیں اس قسم کی جاسوسی کرنے کی اور ایسے گندے علاقوں میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سمجھیں

تم؟''

''ڈیڈی میں اکیلی نہیں گئی تھی۔ جاوید میرے ساتھ تھا۔'' روبی نے کہا۔ ''کوئی وجہ تھی جس کے لیے مجھے وہاں جانا پڑا تھا۔''

''کوئی بھی وجہ ہو...... اور کوئی بھی تمہارے ساتھ ہو۔'' جمشید صاحب اونچی آواز میں بولے۔ ''آئندہ ایسی قابلیت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جاوید اچھا لڑکا ہے اور تمہارا دوست بھی ہے۔ تم اس کے ساتھ گھومتی پھرتی ہو اس پر میں نے کبھی اعتراض نہیں کیا ہے کیونکہ مجھے تم دونوں پر اعتبار ہے۔ مگر اب آئندہ تم اس کے ساتھ بھی کسی ایسی ویسی جگہ پر گئیں تو پھر مجبوراً مجھے سخت ہونا پڑے گا...... سمجھ لیا تم نے؟''

''جی ڈیڈی۔'' روبی نے سر جھکا لیا۔

''بس...... اب ذرا سنبھل جاؤ اور یہ طوفان اٹھانا چھوڑ دو۔'' جمشید صاحب نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ ''ہاں اس آدمی یا فاخرہ کی کوئی مشکوک حرکت تمہیں دکھائی دے تو صرف مجھے خبر کر دینا۔ اس کی جاسوسی کرنے کے لیے باہر مت نکلنا۔'' اتنا کہہ کر وہ روبی کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔ جمشید صاحب کے زیر استعمال دو کمرے تھے۔ ایک تو ان کا اپنا بیٹھنے اور پڑھنے کا کمرا تھا اور دوسرا ان کا بیڈ روم تھا جس میں فاخرہ بھی حصے دار تھی۔ مگر ٹیلی فون ایک ہی تھا لیکن ہر کمرے میں لے جایا جا سکتا تھا۔ اس لیے پلگ سسٹم رکھا گیا تھا۔

☆=====☆=====☆

دوسرے روز شام کے وقت جب روبی جاوید سے ملی تو وہ بہت تھکا تھکا سا دکھائی دے رہا تھا اس کے علاوہ روبی کو آج خاصی دیر تک اس کا انتظار بھی کرنا پڑا تھا اس سے پہلے وہ اتنی دیر سے کبھی نہیں آیا تھا۔ روبی خود بھی پریشان تھی اس لیے اس نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

''کیا بات ہے؟ اتنی دیر کیوں ہوگئی؟''

''کام بہت تھا۔ اس لیے وقت پر نہیں آسکا۔'' جاوید نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔ ''مجھے افسوس ہے روبی کہ تمہیں بہت انتظار کرنا پڑا۔''

''ویسے افسوس کا فائدہ بھی کیا ہے؟'' روبی نے کہا۔ ''مگر تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو؟''

''ہاں...... آج صبح ہی سے باہر رہنا پڑا ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''دوپہر کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوا اور صرف بن کباب پر ہی گزارا کرنا پڑا۔''

''ایسا کیا کام تھا کہ دوپہر کا کھانا بھی نہ کھا سکے؟'' روبی نے پوچھا۔

''روبی آج میں تمہیں ایسی بات بتانا چاہتا ہوں جسے سن کر تمہاری پریشانیوں میں کچھ اور اضافہ ہو سکتا ہے۔'' جاوید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایسی کیا بات ہے؟'' روبی نے کہا۔ ''اب جلدی سے بول بھی دو۔''

''بات دراصل یہ ہے کہ میں آج صبح ہی سے اس آدمی پر نظر رکھے ہوئے تھا۔'' وہ بولا۔

''تو کیا دیکھا تم نے۔''

''میرا خیال تھا کہ اس جیسے لوگ رات بھر جاگتے ہوں گے اور صبح ہی اپنے بستر پر جاتے ہوں گے۔'' جاوید نے بتایا۔ ''اس لیے میرا خیال تھا کہ وہ گیارہ بجے سے پہلے اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے گا لیکن پھر بھی میں صبح کے نو بجے وہاں پہنچ گیا تھا۔''

''پھر؟''

''میرا خیال تھا کہ اس کے متعلق میرا اپنا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''اور اسی لیے میں نے دو تین روز تک مسلسل اس کی نگرانی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن مجھے پہلے ہی روز اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی۔''

''اچھا۔''

''ہاں ٹھیک دس بجے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا۔ نیچے اتر کر اس نے ایک چائے خانے میں بیٹھ کر ناشتا کیا اور چائے پی۔'' جاوید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ''اسی دوران کچھ اور لوگ بھی چائے خانے میں آ گئے جن سے وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا وہ بار بار دیوار پر لگی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا جس سے یہی لگتا تھا کہ اسے کہیں پہنچ کر کسی سے ملنا ہے۔ چائے خانے میں ایک گھنٹا گزارنے کے بعد وہ باہر نکلا اور ٹھیک گیارہ بجے وہ بس اسٹاپ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں اس کے آس پاس ہی تھا اس طرح سے کہ اسے مجھ پر کسی قسم کا شک نہ ہو۔ پھر میرا شک یقین میں بدل گیا۔''

''وہ کیسے؟''

''وہ ایسے کہ وہ آدمی سیدھا تمہارے بنگلے میں ہی آیا تھا۔''

''کیا کہہ رہے ہو تم؟'' روبی اُچھل پڑی۔ ''پھر کیا ہوا؟ کیا وہ بنگلے کے اندر گیا تھا؟ کیا وہ اوپر جا کر فاخرہ سے ملا تھا؟''

''نہیں۔'' جاوید نے کہا۔ ''جب وہ تمہارے بنگلے کے نزدیک پہنچا تو ٹھیک اسی وقت اندر سے بوڑھا مالی ہاتھ میں کھانے کا برتن لیے برابر والے بنگلے کے سرونٹ کوارٹر میں جانے

کے لیے نکلا۔ مالی کو دیکھ کر وہ شخص اس طرح آگے بڑھ گیا جیسے اسے بنگلے سے کوئی دلچسپی نہ ہو لیکن تھوڑی دور جا کر وہ پھر آیا اور اس وقت تک تمہارا مالی برابر والے بنگلے کے سرونٹ کوارٹر میں جا چکا تھا۔ وہ شخص پہلے تو باہر باہر سے ہی تمہارے بنگلے کا معائنہ کرتا رہا اور میں نے ایک خاص بات نوٹ کی تھی کہ وہ بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ کر شاید وقت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اسے اس بات کا یقین تھا کہ تمہارے ڈیڈی دس بجے تک اپنے دفتر چلے جاتے ہیں اور بارہ سے تین بجے تک بنگلے میں بالکل سناٹا رہتا ہے اور اندر سے بند بھی ہوتا ہے۔ تین بجے کے بعد جب تمہاری ممی سو کر اٹھتی ہے تو بنگلے میں پھر چہل پہل شروع ہو جاتی ہے مگر اس وقت بھی گھر میں تمہاری ممی اور بہری نوکرانی کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا۔ اس وقت مجھے یہی لگ رہا تھا کہ وہ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر تمہاری ممی سے ہی ملنے آیا ہے۔''

''لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔'' روبی نے کہا۔

''کیوں؟''

''کیونکہ مالی کے چلے جانے کے بعد بہری نوکرانی دروازہ اندر سے بند کر لیتی ہے اور وہیں دروازے کے قریب سو جاتی ہے تاکہ کوئی اچانک آ جائے تو وہ گھنٹی کی آواز سن سکے اور دروازہ کھول سکے۔'' روبی نے کہا۔

''آئی سی۔'' جاوید کو یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی تھی۔ اس لیے وہ کچھ سوچ کر آگے بولا۔ ''تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بات اس شخص کو معلوم تھی اس لیے وہ کمپاؤنڈ تک تو گیا لیکن تمہاری ممی سے ملنے اوپر نہیں گیا۔''

''تو کیا وہ کمپاؤنڈ تک گیا تھا؟'' روبی نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں۔ اندر جا کر وہ اس طرف بھی گیا تھا۔ جہاں تمہارے ڈیڈی کے کمرے کی کھڑکی کھلتی ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''اس نے نیچے ہی سے کھڑکی کی بلندی کا اندازہ لگایا۔ میں چونکہ گیٹ کے باہر تھا اس لیے میں اس کی حرکات و سکنات تو ٹھیک سے نہیں دیکھ سکا پھر بھی میرا خیال ہے وہ یہی سب کر رہا تھا۔''

''پھر؟''

''پھر تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکل آیا اور تیز تیز چلتا ہوا بس اسٹاپ پر چلا گیا۔''

''ہوں۔'' روبی نے ایک گہرا سانس لیا اور سوچ میں ڈوب گئی۔

''معاف کرنا روبی۔'' جاوید اسے سوچ میں غرق دیکھ کر بولا۔ ''مجھے اپنے خیالات کا

اظہار نہیں کرنا چاہیے تھا تم اور زیادہ پریشان ہو گئی ہو۔ مگر پھر بھی مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس آدمی سے ساز باز کر کے تمہاری سوتیلی ماں شاید تمہارے ڈیڈی کو قتل کرانا چاہتی ہے اور یہ بات ناممکن بھی نہیں ہے ورنہ ایک اجنبی آدمی اس طرح بنگلے میں آ کر آرام سے گھوم پھر کر واپس کیسے جا سکتا ہے؟ وہ یقیناً یہ بات جانتا ہے کہ گھر کی نوکرانی بہری ہے۔ اس لیے اس کے قدموں کی آہٹ وہ کیا سنے گی؟''

روبی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے اس پر غور کرنے لگی۔

☆=====☆=====☆

اسی شام روبی نے ساری بات اپنے ڈیڈی کو بتا دی اس نے کہا۔ ''ڈیڈی آپ کو یہ بات پسند آئے یا نہ آئے لیکن میں اس گھر میں اور خاص کر کے آپ کے کمرے میں کچھ تبدیلی کرنا چاہتی ہوں۔''

''میرے......؟'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''تمہارا مطلب ہے میرے بیڈروم میں؟''

''جی ہاں...... آپ کے یعنی آپ دونوں کے بیڈروم میں۔'' روبی نے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟'' جمشید صاحب نے چونک کر کہا۔ ''آخر ہمارے بیڈروم میں تم کیا تبدیلی کرنا چاہتی ہو؟''

''میں جو کچھ بھی کرنا چاہتی ہوں وہ بہت ہی ضروری ہے ڈیڈی۔''

''اچھا بھئی اچھا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''لیکن تم کیا تبدیلی کرنا چاہتی ہو اور اس کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟''

''میں سارے کمرے کی بالکونی اور کھڑکیوں پر لوہے کی مضبوط گرل لگوانا چاہتی ہوں۔''

''گرل؟''

''ہاں گرل۔''

''لیکن کیوں؟''

''تاکہ کوئی کھڑکی اور بالکونی کے ذریعہ ہمارے گھر کے اندر داخل نہ ہو سکے۔'' روبی نے کہا۔

''لیکن بیٹی میرے کمرے کی کھڑکی تو زمین سے کافی اونچائی پر ہے۔'' جمشید صاحب نے روبی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''بھلا اس میں سے کیسے کوئی اندر داخل ہو سکتا ہے؟''

''بنگلے کے پچھواڑے پڑی ہوئی لکڑی کی سیڑھی کے ذریعہ۔'' روبی نے کہا۔ ''پائپ

کے ذریعے بھی بڑی آسانی سے کوئی کھڑکی تک پہنچ سکتا ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ تمہارا دل پھر کسی خوف کا تصور کرنے لگا ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔''لیکن ذرا یہ تو سوچو بیٹی کہ اتنی اونچائی پر بنی ہوئی اس کھڑکی پر اگر تم گرل لگوادو گی اور بالکونی کی ساتھ بھی یہی سلوک کرو گی تو کمرا کیسا لگے گا؟ آئی ڈونٹ لائیک دِس...... فاخرہ کو بھی یہ بات پسند نہیں آئے گی۔''

''مجھے معلوم ہے کہ اسے یہ بات پسند نہیں آئے گی۔'' روبی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔''اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ میری اس تجویز کی شدید مخالفت کرے گی لیکن میں ماننے والی نہیں ہوں۔ اب رہی کمرے کی خوبصورتی کی بات تو اس سلسلے میں احتیاط کروں گی۔ ایک خوب صورت ڈیزائن والی گرل کا انتخاب کروں گی تا کہ کمرے کی خوب صورتی میں اور اضافہ ہو جائے۔''

''لیکن تمہاری یہ احتیاط پسندی کچھ زیادہ ہی سخت ہوتی جا رہی ہے۔'' جمشید صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔''خیر اب یہ تو بتاؤ کہ تمہاری اس احتیاط کا راز کیا ہے؟ ایسی کون سی خطرے کی بات ہے جس نے تمہیں یہاں تک سوچنے پر مجبور کر دیا ہے؟''

اور پھر جب روبی نے جاوید کی بتائی ہوئی بات اپنے ڈیڈی کو بتائی تو جمشید صاحب کے چہرے کا رنگ ہی بدل گیا اور اب وہ اچانک ہی حد درجہ گمبھیر دکھائی دینے لگے تھے۔

☆=====☆=====☆

فاخرہ نے یہ بات تو تقریباً دل میں ٹھان ہی رکھی تھی کہ وہ اب اپنے ماموں کو ایک پائی بھی نہیں دے گی لیکن روپیا نہ ملنے پر وہ کیا کرے گا؟ یہ ایک ایسا سوال تھا جس نے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ شفیق جیسا آدمی اس کے فیصلے کے آگے سر جھکائے چپ چاپ بیٹھا رہے۔

پچاس ہزار روپے ادا کرنے کی مدت ختم ہو چکی تھی اور اب فاخرہ اس پر غور کرتی ہوئی اپنا وقت گزار رہی تھی۔ اس کے دل میں یہ خوف بھی تھا کہ کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا ہے لیکن کیا ہو سکتا ہے؟ اس کا اندازہ لگانا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ مگر اسے یقین تھا کہ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے شفیق اسے فون ضرور کرے گا اور اسے زیادہ سے زیادہ ڈرانے کی کوشش کرے گا۔ ممکن ہے کہ وہ اس دھمکی کے ساتھ تھوڑی مہلت اور دے دے کہ اب اگر مقررہ وقت پر روپے اسے نہ ملے تو اس کے شوہر کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔

یہ تو صرف فاخرہ کا اندازہ تھا کہ شفیق کوئی ایسی حرکت کرنے کی ہی دھمکی دے گا لیکن وہ جانتی تھی کہ شفیق جو کہتا ہے اسے ہر حال میں پورا کرتا ہے۔ اس نے جمشید صاحب کو اس خطرے سے آگاہ تو کر دیا تھا۔ اب اس کے سامنے یہی ایک سوال تھا کہ شفیق کون سا قدم اٹھاتا ہے؟ وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ جس طرح وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر غور کر رہی ہے اسی طرح شفیق بھی معاملے کے ہر پہلو پر غور کر رہا ہوگا اور اگر اس نے کوئی بالکل ہی انوکھی ترکیب ڈھونڈ نکالی تو؟...... شاید...... وہ جمشید صاحب پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ ترک کر کے روبی پر ہی ہاتھ نہ ڈال دے؟ اگر اس نے روبی کو اپنا نشانہ بنا لیا تو گھر کے اندر ایک قیامت سی برپا ہو جائے گی۔ اگر سچ مچ ایسی کوئی حرکت ہو گئی تو جمشید صاحب یہی سمجھیں گے کہ شفیق کے ساتھ ساز باز کر کے اس نے ہی یہ حرکت کی ہے۔ فاخرہ انہی سب باتوں کی وجہ سے سخت پریشان تھی۔

ابھی وہ اسی الجھن میں ڈوبی تھی کہ اچانک روبی اس کے کمرے میں داخل ہوئی اس کے ساتھ ایک آدمی بھی تھا جسے روبی نے کھڑکی کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ وہ شخص کھڑکی کے پاس جا کر اس کے فریم کا ناپ لینے لگا اور کاغذ قلم نکال کر لکھنے لگا اس درمیان روبی نے فاخرہ سے کہا۔''کھڑکیوں اور بالکونی پر لوہے کی مضبوط گرل لگانی ہے ڈیڈی نے چونکہ اس کی اجازت مجھے دے دی ہے اس لیے تمہارا کوئی اعتراض نہیں چلے گا۔''

''اگر انہوں نے اجازت دی ہے تو مجھے اعتراض کرنے کی کیا ضرورت ہے؟'' فاخرہ نے نرمی سے کہا۔

''یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔'' روبی طنزیہ سی ہنس کر بولی۔''ویسے میرا تو خیال تھا کہ تم اعتراض ضرور کرو گی اور خود ڈیڈی کا بھی یہی خیال تھا۔''

''تم اور تمہارے ڈیڈی اب ایک ہی طرح سے سوچنے لگے ہو۔'' فاخرہ نے کہا۔

''اور یہ بات مجھے معلوم ہے۔''

''ہاں...... سچی بات ہر کسی کو تسلیم کرنا پڑتی ہے۔''

''ہاں گھٹیا درجے کی جاسوسی کتابیں پڑھ کر جھوٹے شک کرنے والے شخص کی بھی کبھی کبھی بات تسلیم کرنا ہی پڑتی ہے۔'' فاخرہ بھی طنزیہ انداز میں بولی۔''ویسے یہ کھڑکیوں اور بالکونی پر گرل لگوانے کا آئیڈیا تمہارا ہی ہے نا؟''

''ہاں۔'' روبی نے کہا۔''کیا اس کی وجہ تمہیں جانتی ہے؟''

''نہیں مجھے معلوم ہے یہ احتیاط اس لیے کی جاتی ہے کہ کوئی شخص اندر داخل نہ ہو سکے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''ویسے تمہاری یہ احتیاط مجھے پسند آئی ہے۔''

''واقعی؟''

''طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے روبی!'' فاخرہ اس بار لہجہ بدل کر بولی۔ ''میں خود بھی کئی دنوں سے ایسا کچھ کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔''

''تب تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ تم بھی ہم دونوں کی طرح سے سوچنے لگی ہو۔'' روبی نے ہنس کر کہا۔ ''مگر ہم تینوں ہی ایک ہی انداز میں سوچنے لگ جائیں یہ بات بھی کچھ عجیب سی لگتی ہے۔''

''تمہیں لگتی ہو گی مگر مجھے نہیں لگتی...... کیونکہ......'' یکایک قدموں کی آواز سن کر فاخرہ چپ ہوگئی۔ گرل کا ناپ لینے والا مستری اپنا کام ختم کر کے ان کے نزدیک آ رہا تھا اور پھر روبی اس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

☆=====☆=====☆

''روبی نے تمام کھڑکیوں اور بالکونی پر گرل لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔'' جمشید صاحب نے یہ بات فاخرہ سے ایک خبر سنانے کے انداز میں کہی تو فاخرہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ پھر دھیرے سے بولی۔ ''میں جانتی ہوں آج ایک آدمی آ کر کھڑکیوں کا ناپ لے گیا ہے۔''

''یہ گرل لگوانے کی وجہ تم جانتی ہو؟'' جمشید صاحب نے غور سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''وجہ تو ظاہر ہی ہے۔''

''ہاں لیکن پرانی والی وجہ میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔'' جمشید صاحب نے پرسکون مگر گمبھیر آواز میں کہا۔ ''شفیق پھر یہاں آیا تھا اور یہ بات تمہیں معلوم تھی لیکن پھر بھی تم نے مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟''

''کیا وہ پھر یہاں آیا تھا؟'' فاخرہ نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔ ''کب؟ مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم وہ مجھ سے ملا بھی نہیں۔''

''وہ تم سے نہیں ملا تھا یہ بھی میں [illegible] ہوں۔'' جمشید صاحب نے دھیمی آواز میں کہا۔ ''اسی لیے تمہیں شاید یہ بھی معلوم ہو کہ وہ کمپاؤنڈ کے اندر آ کر ہمارے بیڈ روم کی کھڑکی کے نیچے تک آیا تھا وہاں رک کر شاید وہ یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ کھڑکی کے راستے اندر جایا جا سکتا

ہے یا نہیں؟ وہ بنگلے کے کمپاؤنڈ میں آ کر اطمینان سے معائنہ کر رہا تھا اور اس کے اسی اطمینان کو دیکھ کر یہی سوچا جا سکتا ہے کہ وہ تمہاری اجازت سے ایسا کر رہا ہے۔''

''یہ جھوٹ ہے۔'' فاخرہ چلا کر بولی۔ ''اس کے دوسری بار یہاں آنے کی تو مجھے خبر تک نہیں ہے۔''

''اور تم بھی دوسری بار اسے نہیں ملی ہو؟'' جمشید صاحب نے معنی خیز نظروں سے اُسے گھورا۔

''نہیں۔''

''لیکن اس نے تو تمہیں یہ دھمکی دی تھی کہ اگر چوبیس گھنٹے کے اندر اسے پچاس ہزار روپے نہ ملے تو وہ مجھے ضرور نقصان پہنچائے گا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''لیکن وہ مدت گزر چکی ہے اور تم نے اسے اپنی دی ہوئی دھمکی پر عمل کرنے سے روکنے کی کوشش میں بھی اس سے نہیں ملی ہو؟''

''نہیں۔'' فاخرہ نے کہا اور حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھتی رہی۔

''تو اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوا کہ وہ مجھے کچھ ہی نقصان کیوں نہ پہنچائے۔ تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' جمشید صاحب کا یہ سرد لہجہ دیکھ کر فاخرہ تڑپ اُٹھی اور پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں بولی۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ یہ سب کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے آئندہ مجھے اس سے نہ ملنے کا حکم دیا تھا اور اس حکم کے مطابق میں اس سے نہیں ملتی ہوں تو بھی مصیبت ہے اور ملتی ہوں تو بھی مصیبت ہے۔ آپ کیوں مجھ سے ایسے سوالات پوچھ رہے ہیں؟ کیوں آپ مجھے اور پریشان کر رہے ہیں؟''

''اس لیے فاخرہ کہ تم ایک بار جھوٹ بول چکی ہو۔'' جمشید صاحب نے انتہائی نرمی سے کہا۔ ''اور اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ دوسری بار جھوٹ نہیں بولو گی؟ اس لیے جب بھی دل میں شک پیدا ہو تو پوچھ لینا ہی بہتر ہوتا ہے۔''

''بٹ...... دِس اِز ٹو مچ......'' فاخرہ نے کہا۔ ''میرے لیے یہ ناقابلِ برداشت ہے۔ میں نے تو صرف آپ کی سلامتی کی خاطر ایک چھوٹی سی بات آپ سے چھپائی تھی لیکن آپ کا یہ شک دیکھ کر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ مجھے نہیں چاہتے میں محبت میں دھوکا کھا گئی ہوں...... یا پھر آپ کے کھیلنے کے لائق یہ کھلونا نہیں رہا ہے آپ بھی دنیا کے عام مردوں کی طرح ہوں

گے اس کا تو مجھے سپنوں میں بھی خیال نہیں آیا تھا۔ اب آپ مجھے صاف صاف بتا دیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟'' یہ کہتے کہتے فاخرہ بے حد جذباتی ہوگئی وہ بولی۔ ''آج میرے پاس کوئی ایسی پونجی نہیں ہے جسے میں اپنی کہہ سکوں میرا کوئی اور سہارا نہیں ہے۔ میں تو صرف آپ کے سہارے ہی زندہ ہوں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ میں ایک بالکل ہی بیکار عورت ہوں جسے آپ اور روبی جب چاہیں ذلیل کرتے رہیں۔ اگر ایسی کوئی بات آپ کے دل میں ہے تو آپ اس کو دل سے نکال دیں کہ میں کسی کی غلام ہوں۔ میں نے تو آپ کے لیے' روبی کے لیے اور اپنے لیے کیا کچھ کیا ہے۔ یہ بات اگر آپ بھول چکے تو پھر میرے پاس یہ سوچنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ مگر فوری طور پر یہ بات تو میں طے کر چکی ہوں کہ آئندہ اس گھر میں اگر بلاوجہ مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی تو میں اسے برداشت نہیں کروں گی پھر سامنے چاہے آپ ہوں یا روبی ہو۔ ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے اور آپ حد سے زیادہ باہر نکلتے جا رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ آپ ذرا اپنے دل سے پوچھیے اور مجھے سمجھائیے نہیں تو ہمارے پیار کا یہ دوسرا روپ مجھے توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔ اور ہماری یہ ازدواجی زندگی بکھر کر رہ جائے گی...... سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیسی منحوس گھڑی تھی جب شفیق نے اس گھر میں قدم رکھا تھا؟'' اتنا کہہ کر فاخرہ اٹھی اور تیز تیز قدموں سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔ جمشید صاحب نے ایک بار اس کی طرف دیکھا اور پھر انہوں نے اسے اکیلا چھوڑ کر وہاں سے چلے جانا ہی مناسب سمجھا۔

☆=====☆=====☆

''لگتا ہے اس شخص کا معاملہ اب ٹھنڈا ہوگیا ہے۔'' روبی جاوید سے کہہ رہی تھی۔

''کیونکہ پچھلے چار پانچ روز سے وہ نہ تو بنگلے کے آس پاس ہی کہیں نظر آیا ہے اور نہ ہی فاخرہ بیگم اس سے ملنے گئی ہے۔ میرا خیال ہے وہ سمجھ چکی کہ اگر پکڑی گئی تو مصیبت آجائے گی۔''

''یہ بھی ممکن ہے کہ کھڑکیوں اور بالکونی میں گرل لگ جانے کے بعد ان کا پلان فیل ہوگیا ہو۔'' جاوید نے کہا۔ ''اور وہ کوئی نیا منصوبہ بنا رہے ہوں۔''

''ممکن ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن میرا خیال ہے ابھی وہ خاموش ہی رہیں گے اس وقت تک جب تک یہ ساری باتیں ہم بھول نہیں جاتے۔ اس کے بعد وہ شاید اچانک چھاپہ مارنے کا پروگرام بنائیں۔ مگر اب میں اور ڈیڈی دونوں ہوشیار ہو چکے ہیں۔ کچھ بھی ہو لیکن ایک بات بڑی اچھی ہوگئی...... تم بھی تو یہی چاہتے تھے؟''

''کیا؟'' جاوید نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''یہی کہ ڈیڈی اور فاخرہ بیگم میں ان بن ہوگئی ہے۔'' روبی نے کہا۔

''اوہ......'' جاوید مسکرا دیا پھر بولا۔ ''یہ ضروری بھی تھا روبی کہ تمہارے ڈیڈی پر سے اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے۔''

''ہاں اور وہ ہوگئی۔''

''تو اب ہمیں اپنی بات تمہارے ڈیڈی کو بتا دینی چاہیے۔'' جاوید نے کہا۔ ''مجھے معلوم ہے تمہاری ممی میرے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتیں لیکن اب ان کی رائے کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی اور اس لیے شاید تمہارے ڈیڈی اس کا مشورہ بھی نہیں لیں گے اور اگر وہ مشورہ دے گی تو بھی وہ قبول نہیں کریں گے۔''

''ہاں فی الحال تو حالات کچھ ایسے ہی ہیں۔'' روبی نے کہا۔

''تو پھر ہمیں حالات کا فائدہ فوراً ہی اٹھانا چاہیے۔''

''میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔'' روبی نے کہا۔ ''ڈیڈی کسی دن اچھے موڈ میں ہوئے تو ضرور بات چھیڑوں گی ان دنوں فاخرہ بیگم سے ان بن کی وجہ سے وہ اچھے موڈ میں نہیں رہتے گھر میں کسی سے زیادہ بات بھی نہیں کرتے پھر بھی میرا خیال ہے کہ بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

''تمہارے ڈیڈی اگر موڈ میں نہ ہوں تو انہیں موڈ میں لے آؤ۔'' جاوید نے کہا۔ ''کوئی بھی صورت ہو بات ضرور کرو۔ اس میں دیر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اگر ان دونوں میں پھر دوستی ہوگئی تو ہم جہاں کھڑے ہیں وہیں رہ جائیں گے۔ یہی موقع مناسب ہے اور ہمیں اسے کھونا نہیں چاہیے۔''

''ٹھیک ہے میں آج کل میں ہی کوشش کروں گی۔'' روبی نے کہا۔ ''اچھا اب چلو شام ہو چکی ہے۔''

''چلو۔'' جاوید نے کہا اور پارک کی بنچ سے اُٹھ گیا پھر وہ دونوں پارک سے باہر آ گئے۔

☆=====☆=====☆

تیسرے روز روبی کو اپنے ڈیڈی کا موڈ کچھ بہتر محسوس ہوا تو وہ ڈرائنگ روم میں آ کر ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ پھر تھوڑی دیر تک تو وہ ان سے اِدھر اُدھر کی باتیں کر

کے ان کے موڈ کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کرتی رہی اس کے بعد وہ اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوئے بولی۔ ''ڈیڈی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

''بولو۔'' جمشید صاحب نے اخبار پر سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

''ڈیڈی وہ جاوید کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں۔'' روبی نے دھیرے سے پوچھا۔

''اچھا لڑکا ہے۔ حالانکہ میں اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''میں جو کچھ بھی جانتا ہوں وہ تم سے ہی سنا ہے کیا اسے ملازمت میں رکھوانا ہے؟ میں جانتا تھا کہ ایک نہ ایک دن تم اس کے لیے......''

''نہیں ڈیڈی ملازمت کی کوئی بات نہیں ہے......'' روبی ان کی بات کاٹ کر بولی۔

''اچھا تو پھر شاید......کام دھندے کے لیے اسے کچھ......''

''نہیں ڈیڈی روپے پیسے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔''

''پھر کیا چاہیے اسے؟'' جمشید صاحب نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

''ڈیڈی یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم دونوں دوست ہیں؟'' روبی نے پوچھا۔

''ہاں جانتا ہوں۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''وہ لڑکا مجھے اچھا لگا تھا اس لیے میں نے کبھی تمہاری دوستی کی مخالفت نہیں کی تھی اور اب اگر ایک دوست کی حیثیت سے تم اس کی مدد کرنا چاہتی ہو تو میں پوری کوشش کروں گا۔ فکر مت کرو اور بتاؤ بات کیا ہے؟''

''ڈیڈی بات نہ تو نوکری دلانے کی ہے نہ پیسوں کی ہے۔'' روبی نے نظریں نیچے جھکا لیں اور پھر رُک رُک کر بولی۔ ''ڈیڈی وہ مجھ سے شادی......کرنا......''

''شادی؟'' جمشید صاحب یکا یک بول اُٹھے۔ ''کیا کہہ رہی ہو تم؟''

''ہاں ڈیڈی ہم ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔'' روبی نے بہ مشکل کہا۔

''دیکھو بیٹی میں نے تمہیں پہلے ہی یہ کہہ دیا تھا کہ کسی کے ساتھ شادی کا خیال کرنے سے پہلے مجھے ضرور آگاہ کر دینا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔

''اسی لیے تو میں بتا رہی ہوں ڈیڈی......''

''لیکن میں نے تمہیں پہلے بتانے کے لیے کہا تھا۔'' جمشید صاحب بولے۔ ''جبکہ تم سارا فیصلہ کر لینے کے بعد مجھے بتا رہی ہو۔''

''مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے ڈیڈی؟'' روب نے کہا۔

''فرق پڑتا ہے بیٹی۔'' جمشید صاحب گھمبیر لہجے میں بولے۔ ''تم ایک امیر باپ کی

اکلوتی بیٹی ہو اور تم سے شادی کے لیے کوئی بھی تیار ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایک ظاہری بات ہے اس لیے میں نے تمہیں ہر بات کی آزادی دے رکھی تھی لیکن شادی کے معاملے میں تم سے یہ کہا تھا کہ سوچنے سے پہلے مجھے ضرور آگاہ کر دینا مگر میری بات نہ مان کر تم نے اچھا نہیں کیا ہے۔''

اتنا کہہ کر وہ چند لمحوں تک چُپ چاپ بیٹھے رہے۔ پھر یکا یک سر اٹھا کر بولے۔

''کیا کام کرتا ہے وہ؟''

''اس کے والد کا پلاسٹک کا کارخانہ ہے۔'' روبی نے بتایا۔

''یہ کارخانہ کہاں ہے؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''فیصل آباد میں۔''

''کارخانہ فیصل آباد میں ہے تو وہ یہاں کیا کرتا ہے؟''

''یہاں وہ یونیورسٹی میں پڑھتا بھی ہے اور دن کے وقت اپنے مال کے آرڈر وغیرہ بک کرتا ہے۔'' روبی نے کہا۔

''اس کام میں وہ کتنا کما لیتا ہوگا؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''یہ تو مجھے نہیں معلوم۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن اگر آپ کو جاننا ہی ہے تو پوچھ لوں گی۔''

''اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' جمشید صاحب بھاری آواز میں بولے۔ ''جو آدمی کام کیا کرتا ہے؟ اس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ اُس کی کیا آمدنی ہے یہ بھی نہیں معلوم تمہیں لیکن پھر بھی اس کے ساتھ تمہارا شادی کا فیصلہ کر لینا کیا تمہاری حماقت نہیں ہے؟ روبی جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کے پاس ایک سیکنڈ ہینڈ کار ہے اور شاید کوئی چھوٹا سا فلیٹ بھی ہے۔''

''جی ہاں......اور وہاں فون بھی ہے۔''

''اور دفتر؟''

''اس کا کام ہی ایسا ہے جس میں دفتر کی ضرورت نہیں ہے۔'' روبی نے بتایا۔ ''گھر میں فون کے ذریعہ ہی آرڈر وغیرہ بک ہو جاتے ہیں اس لیے دفتر اور گھر ایک ہی ہے۔''

''ایسے صوفہ کم بیڈ کی حالت میں رہنے والے آدمی کے ساتھ شادی کے بارے میں تم نے کیسے سوچ لیا روبی؟ تم دونوں دوستی دوستی میں نزدیک آ گئے لیکن دوستی کے اس رشتے کو شادی کے بندھن تک لے جانا سراسر نادانی ہے اس کا خیال دل سے نکال دو۔ وہ تمہارے لائق نہیں ہے اور نہ کبھی ہو سکے گا۔''

''کبھی نہیں ہو سکے گا۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟'' روبی نے کہا۔ ''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟''

''دیکھو روبی اگر تم بحث کرنا چاہتی ہو تو میں گھنٹوں تک بول سکتا ہوں۔'' جمشید صاحب نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ''لیکن ایک بات تم یاد رکھنا کہ مجھے تمہارے سُکھ سے زیادہ دنیا کی کوئی چیز بھی عزیز نہیں ہے' لیکن اگر تمہاری پسند ہی غلط ہو تو تمہیں روکنا میرا فرض ہے جاوید اچھا لڑکا ہوگا تو بھی اس پر تمہاری مالی حیثیت کا اثر تو ہوگا ہی جس کی وجہ سے وہ ہر قیمت پر تم سے لپٹے رہنا چاہے گا اور یہ پیار نہیں ہوگا۔''

''ڈیڈی......''

''تم چپ رہو اور دھیان سے میری بات سنو۔'' جمشید صاحب نے اُسے درمیان میں ہی روک دیا اور بولے۔ ''شادی کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ عمر بھر کا سودا ہوتا ہے جس کے لیے جذبات سے نہیں' دل سے نہیں بلکہ دماغ سے سوچا جاتا ہے۔''

''آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں ڈیڈی۔'' روبی نے بہ مشکل کہہ دیا۔ ''لیکن ہم تو ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ اس کا کیا ہوگا؟''

''یہ بات پوچھ کر تم میری بات سے زیادہ اپنے سوال کو اہمیت دینے کی کوشش مت کرو' چاہت ایک الگ چیز ہے اور شادی ایک الگ چیز ہے۔ چاہت تو کبھی بھی کسی وقت بھی کسی کو کسی سے ہو جاتی ہے لیکن شادی کے لیے بہت سی باتوں کو سامنے رکھ کر سوچنا پڑتا ہے اور یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ جس شخص کی چاہت دل میں ہے وہ اس لائق ہے بھی یا نہیں؟''

''ڈیڈی......بس کیجئے۔'' روبی ایک دم جھنجھلا کر بولی۔ ''آپ کی بہت سی باتیں میں سن چکی ہوں مگر آپ مجھے صرف اتنا بتا دیجئے کہ کیا فاخرہ بیگم جس سے آپ نے شادی کی ہے کیا وہ آپ کے لائق تھی؟ کیا وہ آپ کے لائق ہے؟''

''روبی۔'' بیٹی کے اس ایک ہی سوال نے جمشید صاحب کو ہلا کر رکھ دیا اور وہ غصے سے لال پیلے ہو کر بولے۔ ''ان باتوں میں فاخرہ کو درمیان میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی پھر بھی تم نے اس کا ذکر چھیڑا ہے تو میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی دھوکا' کوئی فریب اور کوئی مطلب نہیں ہے اس لیے تم نے کوشش کی ہے لیکن اس کے لیے تم کوئی ثبوت ابھی تک پیش نہیں کر سکی ہو کہ وہ میری وفادار نہیں ہے۔ ہاں اس نے دو ایک غلطیاں ضرور کی ہیں جس کی وجہ سے میں اس سے ناراض ہوں لیکن وہ میرے ساتھ دھوکا کر رہی ہے اس کا کوئی ٹھوس ثبوت ابھی تک مجھے کہیں سے ملا نہیں ہے۔''

''اگر ایسا کوئی ثبوت آپ کو مل گیا تو آپ کیا کریں گے ڈیڈی؟'' روبی نے پوچھا۔

''تو پھر یہ میرا نجی معاملہ ہوگا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''اور اپنے معاملات کو نپٹانا میں جانتا ہوں بلکہ پوری کامیابی سے نپٹا لیتا ہوں یہ بات تم اچھی طرح سے جانتی ہو بس اس سے زیادہ تمہیں کچھ اور جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ فاخرہ کی بات تم نے بیکار ہی کی ہے۔''

''میں نے یہ بات بیکار نہیں کی ہے ڈیڈی۔'' روبی تڑپ کر بولی۔ ''میں جانتی ہوں' جاوید اسے پسند نہیں ہے۔ اور آپ اس کی رائے کے بغیر کچھ نہیں کرتے۔ آپ اس سے دبتے ہیں۔''

''روبی جہاں تمہاری خوشی کا سوال ہو۔ وہاں میں کسی کی رائے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو اہمیت دیتا ہوں۔''

''لیکن اس کے باوجود میرے معاملے میں آپ اسے اہمیت دے رہے ہیں۔'' روبی بولی۔

''یہ سب میں اپنی مرضی اور اپنے تجربے کی روشنی میں کر رہا ہوں۔'' جمشید صاحب نے اٹل لہجے میں کہا۔ ''کسی سے دب کر نہیں کر رہا ہوں۔''

''ڈیڈی اگر واقعی آپ کو میری خوشی عزیز ہے۔ تو میں ابھی آپ کو بتا چکی ہوں کہ میری خوشی کس میں ہے۔'' روبی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ ''اب مجھے صرف آپ کا جواب چاہیے۔''

''اگر جواب سننا چاہتی ہو تو سنو' جاوید تمہارے لائق نہیں ہے۔ یہ میں پورے یقین سے جانتا ہوں اس لیے میری طرف سے اس سے شادی کی اجازت نہیں ہے۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اس کی تم کبھی امید بھی مت رکھنا۔'' جمشید صاحب نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ ''تم اگر اپنے باپ سے زیادہ اسے چاہتی ہو اور میری خوشی سے زیادہ اس کی خوشی تمہیں عزیز ہے تو ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے تمہیں جو فیصلہ کرنا ہو کر سکتی ہو۔ میں تمہارے درمیان نہیں آؤں گا اور نہ ہی تمہاری کوئی مدد کروں گا۔ اب بولو کیا جواب ہے تمہارا؟''

''میں سوچ کر بتاؤں گی۔'' روبی نے دھیرے سے جواب دیا۔

''اگر سوچنا ہی ہے تو اس کے لیے میں ایک راستہ اور بھی تمہیں دکھاتا ہوں۔'' جمشید صاحب نے ذرا نرمی سے کہا۔ ''میں نے تمہارے لیے ایک لڑکا پسند کر رکھا ہے امریکہ میں اس کے خاندان کے کئی ڈیپارٹمنٹل اسٹورز ہیں لڑکا بھی وہیں رہتا ہے۔ اس کا باپ میرا بہت پرانا دوست ہے دو تین مہینے قبل وہ یہاں آیا تھا تو تم اس وقت مری گئی ہوئی تھیں لیکن تمہاری

تصویریں دیکھ کر اس نے تمہیں پسند کر لیا تھا۔ لڑکے نے بھی اپنی پسند کا اظہار کیا تھا لیکن میں نے کوئی بات طے نہیں کی تھی۔ اب پھر دو تین مہینے کے بعد وہ یہاں آنے والے ہیں۔ تو تم دونوں ایک دوسرے سے مل لینا۔ اب یہ سوچنا تمہارا کام ہے کہ تم اس کا انتظار کرو گی یا اپنے فیصلے پر قائم رہو گی؟''

''ڈیڈی...... آپ شاید مجھے لالچ دے رہے ہیں؟'' روبی نے کہا۔

''تم اگر اس بہترین پیشکش کو لالچ سمجھتی ہو' تو لالچ ہی سمجھو۔'' جمشید صاحب بولے۔ ''لیکن ایک باپ کی حیثیت سے جو بہترین چیز میں تمہیں دے سکتا تھا وہ دے رہا ہوں۔ اب اسے قبول کرنا یا ٹھکرا دینا تمہاری مرضی پر منحصر ہے تم سوچنا چاہتی ہو نا؟ تو جاؤ اب جا کر سوچو۔ خوب اچھی طرح سے سوچو۔ مجھے تمہارے جواب کی کوئی جلدی نہیں ہے۔''

جمشید صاحب کے خاموش ہوتے ہی روبی دھیرے سے اس جگہ سے اُٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے لیے سوچنا اور غور کرنا اب بہت ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ حالات کا رُخ بالکل اچانک ہی بدل گیا تھا' اور اب وہ سوچنے پر مجبور ہو چکی تھی۔

☆=====☆=====☆

روبی کو یقین تھا کہ اس کے ڈیڈی کبھی اس کی پسند کی مخالفت نہیں کریں گے۔ سوتیلی ماں کی وجہ سے ان دونوں میں کچھ نا اتفاقی ضرور ہو گئی تھی لیکن دونوں میں سے کوئی کسی کو جان بوجھ کر تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا۔ اب روبی کے سامنے سب سے اہم سوال یہ تھا کہ ڈیڈی کی مرضی کے بغیر کیا وہ اتنا بڑا قدم اُٹھا سکتی ہے؟ اسے اپنے ڈیڈی کے اس صدمے کا بھی احساس تھا جو اس کی مرضی کے فیصلے پر انہیں پہنچنے والا تھا اور اگر ایسا ہو گیا تو کیا وہ زندگی کا سُکھ حاصل کر سکے گی؟ لیکن یہ بات یہاں ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اس کے ڈیڈی نے تو اس کے لائق کوئی لڑکا بھی دیکھ رکھا تھا۔ اس معاملے پر بھی اُسے غور کرنا تھا۔

اور اب روبی یہ سوچ رہی تھی کہ اگر اس کے ڈیڈی یہ بات اُسے پہلے بتا دیتے تو وہ غور کرنے کے بعد اپنے دل کی بات انہیں بتاتی لیکن اب تو بات نکل ہی چکی تھی۔ اس کے لیے یہ سوال بھی بڑا اہم تھا کہ وہ یہ ساری باتیں جاوید کو کیسے سمجھا سکے گی؟ باپ بیٹی کے درمیان شادی کے معاملے پر جو چھوٹا سا اختلاف تھا۔ وہ ایسا تھا کہ آسانی سے کسی کو سمجھایا نہیں جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جاوید کو جواب دینے سے پہلے اُسے بہت سوچنا پڑا تھا۔ ڈیڈی سے تو بات وہ کر چکی تھی مگر ابھی تک جاوید کو اس کے نتیجے سے آگاہ کرنے کا موقع اُسے نہیں ملا تھا لیکن

چونکہ وہ ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پائی تھی۔ اس لیے دو چار روز تک تو جاوید کو یہ کہہ کر ٹالتی رہی کہ ابھی ڈیڈی سے بات نہیں ہوئی ہے۔

مگر پانچویں روز اس نے فیصلہ کر لیا کہ اسے جاوید کو ساری بات بتانے کی بجائے صرف وہی باتیں بتانی چاہئیں جو ضروری ہوں اور اسی روز شام کو جاوید نے اس سے مل کر کہا۔

''دیکھو روبی اگر تم اپنے ڈیڈی سے بات کرنے میں دیر کرو گی تو تمہاری ممی سارا کھیل بگاڑ دے گی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی چال چل جائے تم ڈیڈی سے بات کر لو۔''

''ڈیڈی سے میری بات ہو چکی ہے جاوید۔'' روبی کو مجبوراً کہنا پڑا۔

''اچھا تو پھر بولتی کیوں نہیں؟ کیا کہا انہوں نے؟ کیا وہ مان گئے ہیں؟'' جاوید نے بڑی بے صبری سے دو تین سوالات پوچھ لیے۔

''نہیں ان کا خیال ہے کہ لڑکی والوں سے لڑکے والوں کی مالی حیثیت بہتر ہونی چاہیے۔'' روبی نے کہا۔ ''جبکہ ہم دونوں کے درمیان ایسا نہیں ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ تمہاری دولت اور میری غریبی کا ملاپ نہیں ہو سکتا' یہی نا؟'' جاوید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''ہر امیر باپ دولت کے ترازو میں ہی پیار کو تولنا چاہتا ہے یہ لوگ غریبی اور امیری کے درمیانی فاصلے کو کبھی کم کرنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن ہمیں یہ فاصلہ مٹانا ہی ہو گا۔''

''دیکھو جاوید تم ہماری فلموں کے ہیرو کی طرح باتیں مت کرو۔'' روبی نے کہا۔ ''تم جانتے ہی ہو کہ میرے ڈیڈی کتنے رحم دل ہیں وہ امیری غریبی کی فلمی فلاسفی پر یقین نہیں رکھتے وہ ہر چیز کو حقیقت کی نظروں سے دیکھنے کے عادی ہیں اور میرے سُکھ دُکھ کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں۔ وہ جب بھی کوئی دلیل پیش کریں تو اس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ سوچے سمجھے بغیر جلد بازی میں کوئی ایسا قدم اٹھا لیا جائے کہ بعد میں ہمیں پچھتانا پڑے۔''

''میں جانتا ہوں روبی کہ تم اپنے ڈیڈی کو بہت چاہتی ہو لیکن اگر وہ نہیں چاہتے کہ ہماری شادی ہو تو ہمیں ایک سرد سی آہ بھر کر بیٹھے تو نہیں رہنا چاہیے۔'' جاوید نے کہا۔ ''اس طرح کی مخالفت کرنے والے ہر ماں باپ دیر سویر ٹھکانے پر آ جاتے ہیں۔ تم چاہے کچھ بھی سمجھو لیکن یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ اگر ہم لوگ ان کی مرضی کے خلاف شادی کر لیں تو دو چار مہینے کے بعد وہ ہمیں اپنا لیں گے۔ ایسے معاملوں میں ماں باپ کی ناراضگی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی۔''

"دو چار مہینے؟" روبی نے چونک کر جاوید کی طرف دیکھا اور بولی۔ "اتنے عرصے تک وہ لوگ کس تکلیف میں کس پریشانی کس الجھن میں رہتے ہوں گے اس کا تمہیں کوئی اندازہ نہیں ہے جاوید۔ میں تو اپنے ڈیڈی کو ایک دو روز کے لیے بھی ایسا دکھ نہیں دے سکتی مہینوں کی بات تو بہت دور ہے۔ ویسے بھی اگر وہ چار چھ مہینوں بعد بھی ہمیں اپنا لیتے ہیں تو اس میں وہ خوش نہیں ہوں گے۔ اندر سے وہ دکھی ہوں گے اور کبھی بھی ہمیں دل سے معاف نہیں کریں گے وہ اندر ہی اندر جلتے اور گھلتے رہیں گے اور میں اپنے ڈیڈی کو اس دردناک اور قابلِ رحم حالت میں ڈال دینا نہیں چاہتی۔"

"تو کیا ہمیں شادی کا خیال ہمیشہ کے لیے دل سے نکال دینا ہے؟" جاوید نے پوچھا۔

"ہمیشہ کے لیے نہیں۔" روبی نے کہا۔ "لیکن فی الحال تو ہمیں ایسا ہی کچھ کرنا پڑے گا۔"

"مگر روبی اگر ہم نے فوراً ہی کچھ نہیں کیا تو بعد میں کچھ بھی نہیں کرسکیں گے۔" جاوید نے روبی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری ممی ہمیں کبھی ایک ہونے نہیں دے گی۔ آج کل جبکہ ان میں اختلافات ہیں تو وہ تمہارے فیصلے کی مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ ان حالات میں انہیں تمہاری سخت ضرورت ہے وہ محبت کرنے والے آدمی ہیں بھلا وہ تمہارے بغیر کیسے جی سکیں گے؟ اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہی موقع بہترین موقع ہے۔"

"جاوید تم سمجھ رہے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" روبی نے کہا۔ "یہ تو ایک طرح کی بلیک میلنگ ہوگئی۔ میں تو ان کے جذبات اور ان کی محبت سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔"

"تو پھر اب ہمارے پاس کرنے کے لیے کیا ہے؟"

"کچھ نہیں۔" روبی بولی۔ "جیسا اب تک چل رہا تھا چلا کرے گا۔ ممکن ہے یہ تمہاری بھول ہو کہ اس وقت تم نے مجھ سے ڈیڈی سے بات کرنے کے لیے کہا تھا۔ حالانکہ ان دنوں ڈیڈی بہت پریشان ہیں اور مجھے ان سے یہ بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔ بہرحال اب چپ رہنا ہی بہتر ہے اور ہمیں یہ کوشش بھی کرنی پڑے گی کہ ڈیڈی کے دل میں جو رائے تمہارے بارے میں ہے اس میں کچھ تبدیلی آجائے۔"

"تم بلاوجہ ہی ڈر رہی ہو روبی۔" جاوید نے کہا۔ "جبکہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر ہم آج شادی کرلیں تو تمہارے ڈیڈی چند روز میں ہی ہمیں اپنا لیں گے۔"

"نہیں جاوید تم ابھی میرے ڈیڈی کو نہیں جانتے۔" روبی نے کہا۔ "کبھی کبھی تو وہ

اچانک کوئی ایسا فیصلہ کرلیتے ہیں۔ جس کے بارے میں کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ ان کی دوسری شادی کا فیصلہ بھی ایک ایسا ہی فیصلہ تھا۔ وہ مجھے بہت چاہتے ہیں جاوید اور مجھے ان کی ایسی چاہت سے ڈر لگتا ہے میں ان کی محبت اور چاہت سے دھوکا نہیں کرسکتی۔ اگر ایسا ہوگیا تو مجھے یقین ہے کہ وہ زندگی بھر میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کریں گے۔ میں اپنے ڈیڈی کو جس طرح سے جانتی ہوں اس طرح سے سوچنے سے مجھے تو یہی لگتا ہے کہ ہمارا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔"

"لیکن میں زیادہ عرصے تک انتظار نہیں کرسکتا۔" جاوید بولا۔

"کوئی خاص وجہ ہے؟"

"خاص وجہ یہی ہے کہ میں تم سے زیادہ دیر تک دور نہیں رہ سکتا۔"

"اتنا صبر کیا ہے تو تھوڑا اور کرلو۔" روبی مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو کرلوں گا۔" جاوید بھی مسکرا کر بولا۔ "لیکن یہ جدائی اب میرے لیے ناقابلِ برداشت ہوتی جارہی ہے۔"

"اوہ..... نو....." روبی اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ "مشکل تو یہ ہے جاوید کہ میں اپنے ڈیڈی سے اتنا پیار کرتی ہوں کہ کسی دوسرے آدمی کی وجہ سے میں ان کو ناراض کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی میری جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو ضرور تمہارا مشورہ مان لیتی لیکن میں یہ نہیں کرسکتی۔ ڈیڈی کو دکھی کرکے میں خوشیاں سمیٹنا نہیں چاہتی۔"

"اور ایک یہ تمہارے ڈیڈی ہیں جنہیں تمہاری خوشی منظور نہیں ہے۔" جاوید پھر بولا۔

"بالکل ایسا بھی نہیں ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔" روبی نے کہا۔ "میں نے غلط وقت پر بات چھیڑی جس کے لیے تم نے ہی ضد کی تھی۔ بھول ہماری ہی ہے۔ جس کے نتیجے میں ہمیں کچھ دنوں کی سزا تو بھگتنی ہی پڑے گی۔"

"ٹھیک ہے..... اب میں تم سے ایک سیدھا سا سوال پوچھتا ہوں۔ جاوید نے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی نے اگر تمہیں مجھ سے شادی کی اجازت نہ دی تو تم کیا کروگی؟"

"اوّل تو تمہیں یہ سوال پوچھنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" روبی نے کہا۔ "لیکن اب پوچھ ہی لیا ہے تو اس کا جواب بھی سن لو۔ ڈیڈی نے اگر راضی خوشی سے شادی کی اجازت نہ دی تو میں کسی اور سے بھی شادی نہیں کروں گی۔"

"بس بس....." جاوید خوش ہو کر بولا۔ "میں یہی چاہتا تھا۔"

''میں تمہیں ایک بات بتادوں؟'' روبی نے کہا۔

''کیا؟''

''اپنے ڈیڈی کو کس طرح منانا ہے یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔'' وہ بولی۔ ''اور وقت آنے پر میں انہیں منا بھی لوں گی لیکن اس میں کچھ وقت لگے گا۔ شاید جتنا تم سوچتے ہو اس سے زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے مگر اس درمیان مہربانی کر کے تم پرانی فلموں کے ہیرو مت بن جانا۔ چلو اب تم بھی میرے چند سیدھے سوالوں کا جواب دے دو۔''

''کیسے سوالات؟'' جاوید نے پوچھا۔

''یہ بالکل نجی اور عام سے سوالات ہیں جاوید۔'' روبی نے کہا۔ ''ہماری دوستی، دوستی کی حد سے آگے نکل کر شادی تک آ پہنچی ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہارے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتی۔ اگر یہ مان لو کہ میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر تمہارے ساتھ شادی کر لیتی ہوں تو مجھے تمہارے ساتھ کن حالات میں زندہ رہنا ہوگا؟ اس کے بارے میں مجھے کچھ نہ کچھ تو جاننا ہی چاہیے......''

''پوچھو۔ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟'' جاوید نے کہا تو روبی نے اسی طرح کے چند سوالات پوچھے اور جاوید اسے جواب دیتا رہا۔ جب اسے لگا کہ اس نے روبی کو مطمئن کر دیا ہے تو وہ بولا۔ ''میں لکھ پتی تو نہیں ہوں روبی لیکن اتنا تو میں جانتا ہوں کہ ہم ایک خوش حال زندگی گزار سکتے ہیں۔ کیونکہ میں کتنا کما سکتا ہوں اس کا اندازہ تو تم لگا سکتی ہو؟''

''مجھے ایسے اندازے لگانے کی ضرورت نہیں تھی۔'' روبی نے کہا۔ ''میں تو صرف تمہارے بارے میں جاننا چاہتی تھی ویسے تم میری ایک بات مانو گے؟''

''کہو۔''

''تم اپنے کام دھندے پر زیادہ سے زیادہ توجہ دو اور اپنی مالی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرو۔'' روبی نے مسکرا کر کہا۔ ''یہ میری خواہش ہے۔''

''اچھی بات ہے میں اپنے کاروبار پر ضرور توجہ دوں گا شاید تمہاری خواہش...... بلکہ ہم دونوں کی خواہش پوری ہو جائے......او کے......'' جاوید بھی مسکرا دیا۔

''او کے...... چلو اب مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' روبی نے کہا اور دونوں اُٹھ گئے۔

☆=====☆=====☆

کچھ دن گزر گئے مگر شفیق کی طرف سے کوئی ہلچل نہیں ہوئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس

نے اپنی دھمکیوں پر عمل کرنے کا فیصلہ تبدیل کر دیا ہو۔ اس لیے فاخرہ کے دل سے اس کا خوف دھیرے دھیرے کم ہوتا جا رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اس کے خوف سے پوری طرح نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید شفیق کو کسی فلم میں کوئی چھوٹا موٹا کردار مل گیا ہے یا کسی اور کام کے سلسلے میں اسے کچھ دنوں کے لیے شہر سے باہر جانا پڑ گیا ہے۔ یا پھر وہ کوئی نئی ترکیب سوچنے میں مصروف ہو گیا ہوگا؟ فاخرہ اکثر اس کے بارے میں طرح طرح کے اندازے لگانے کی کوشش کرتی رہتی تھی اس کے ذہن میں یہ خیال بھی اُبھرا تھا کہ شاید وہ اچانک ہی چھاپہ مار بیٹھے گا۔ شفیق جیسے آدمی سے سب کچھ ممکن تھا۔ اس لیے اس کے خوف کو آسانی سے دل سے نہیں نکالا جا سکتا تھا۔ فاخرہ سوچ رہی تھی کہ اس کی یہ خاموشی کہیں کوئی بہت بڑا طوفان نہ کھڑا کر دے۔ اس لیے وہ یہ جاننے کے لیے بے قرار تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ کیا کرنے والا ہے؟ وہ اس کی طرف سے غفلت برت کر کوئی نقصان برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ شفیق کے ارادوں اور اس کی خفیہ مصروفیات کا اس کے علم میں ہونا ضروری تھا۔ یہ سب باتیں جاننے کے لیے ایک ہی راستہ تھا کہ وہ جا کر شفیق سے ملے لیکن شفیق سے روبرو ملنے پر بھی اسے یہ امید کم ہی نظر آ رہی تھی کہ اسے سچی بات معلوم ہی ہو جائے گی اس کے علاوہ ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ جمشید صاحب نے نہایت سختی سے اسے منع کر دیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی شفیق سے ملنے نہ جائے۔ اس وارننگ کے بعد تو اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ اس گلی سے گزرنے تک کا بھی سوچ سکتی۔ ایک بار وہ یہ غلطی کر کے ایک مصیبت تو مول لے ہی چکی تھی لیکن دوسری بار وہ یہ غلطی کر کے اپنا گھریلو سکون اور زیادہ برباد کرنا نہیں چاہتی تھی وہ ایک عجیب ہی کشمکش میں مبتلا تھی۔ شفیق کی طرف سے بالکل بے فکر ہو کر بیٹھے رہنا بھی اس کے لیے مشکل تھا اور اسے یاد کرنے میں بھی خوف تھا وہ کیا کرنا چاہتا ہے؟ یہ سوال جب اس کے ذہن میں ابھرتا تو وہ بے چین ہو جاتی تھی وہ ڈر خوف اور ذہنی تناؤ سے اپنے آپ کو نکالنا چاہتی تھی لیکن اس کے لیے اسے کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

کافی سوچ بچار کے بعد فاخرہ آخر کار ایک فیصلے پر پہنچ ہی گئی لیکن اس فیصلے پر عمل کرنے اور نہ کرنے کے سوال پر بھی اسے بہت سوچنا پڑا تھا اور پھر ایک دن اپنے دل کو سمجھانے کے بعد اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد کسی کی بھاری آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی ''ہیلو۔''

"ہیلو.....کون کمال صابر.....؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں میں کمال ہی ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ.....کمال میں فاخرہ بول رہی ہوں.....فاخرہ....." اس نے خوش ہو کر کہا۔

"میں تمہاری آواز پہچان گیا تھا۔" کمال نے کہا۔ "اور سوچ رہا ہوں کہ آج سورج کدھر سے طلوع ہوا ہے؟"

"طویل عرصے تک تم سے بات نہیں ہوئی۔" فاخرہ نے کہا۔ "کہو کیسی گزر رہی ہے؟"

"فائن.....وری فائن.....تم کیسی ہو؟"

"خیریت ہے....."

"اور تمہارے جمشید صاحب؟"

"وہ بھی مزے میں ہیں۔ تمہارا کام کیسا چل رہا ہے؟" فاخرہ نے پوچھا۔

"اچھا ہے' ابھی ایک فلم کی شوٹنگ مکمل کی ہے اور دوسری کا شیڈول تیار ہو رہا ہے۔ ایک مہینے کے اندر اندر سیٹ پر آنے کی تیاری ہو رہی ہے۔" دوسری جانب سے کمال صابر نے کہا۔ "کیا خیال ہے تمہارا؟ دوبارہ آنا ہے اس لائن میں؟ میں نے تو تم سے کہہ رکھا ہے تم جب چاہو واپس آ سکتی ہو۔"

"اب کیا فلموں میں آؤں گی؟" فاخرہ دھیرے سے ہنس کر بولی۔ "پینتیس سال کی ہو چکی ہوں۔"

"بھئی مزاج عاشقانہ ہو اور صحت اچھی ہو تو یہ پینتیس چالیس سال کی عمر کچھ بھی نہیں ہے تقریباً چھ سات مہینے قبل جب میں نے تمہیں مارکیٹ میں دیکھا تھا تو بہت حسین لگ رہی تھیں۔ کریکٹر رول کرتے ہوں تو تمہارے لیے کبھی دیر نہیں ہو سکتی۔ بولو ارادہ ہے؟ میری آئندہ فلم میں ایک بہترین رول ہے اگر تم ہاں کر دو تو اس رول کو اور اچھا بنا دوں؟"

"نہیں کمال شکریہ۔" فاخرہ نے جواب میں کہا۔ "میں دوبارہ فلموں میں اداکاری کرنا نہیں چاہتی۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" دوسری طرف سے کمال نے کہا۔ "ویسے بہت دنوں بعد تم نے مجھے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے کیا؟"

"ہاں.....خاص بات ہے۔ اسی لیے تمہیں یاد کیا ہے بات دراصل یہ ہے کمال کہ میرے ماموں شفیق نے پھر سے میرے لیے مشکلیں کھڑی کر دی ہیں اور اس سلسلے میں مجھے

تمہارے مشورے کی ضرورت ہے۔"

"یعنی وہ.....ایکسٹرا سپلائر شفیق؟" کمال نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"لیکن وہ تو جیل میں تھا؟"

"ہاں لیکن کچھ دن ہوئے رہا ہو کر آ گیا ہے۔" فاخرہ نے کہا۔ "جیل سے باہر آتے ہی وہ پیسے لینے میری کوٹھی پر آ گیا تھا میں اس کی مدد کرنے سے انکار نہیں کرتی لیکن تم تو جانتے ہی ہو کہ ماضی میں اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اب وہ پھر دھمکیاں دے کر مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے مجھے پریشان کرنا چاہتا ہے۔"

"ہوں!" دوسری طرف سے کمال نے پوچھا۔ "تو تم اب کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"سچ پوچھو.....تو میں اس کی موت چاہتی ہوں۔"

"اس حد تک تنگ آ چکی ہو اس سے؟"

"ہاں۔"

"سوری فاخرہ! میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔" کمال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "میں کوئی مرڈر بیورو نہیں چلاتا ورنہ یقیناً تمہاری خواہش پوری کر دیتا۔ اب بتاؤ اس کے علاوہ میں اور کیا تمہاری مدد کر سکتا ہوں؟"

یہ سن کر فاخرہ نے اسے ساری تفصیل سے آگاہ کر دیا اور پھر بولی۔ "اب میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ تم اسے کام کا لالچ دے کر میرے بارے میں چند خراب باتیں کہہ کر یا کسی اور طریقے سے اسے پھانس لو۔ اور اس طرح اس سے اس کے دل کی بات نکلوا لو کہ اگر میں روپے نہ دوں تو وہ کیا کرنا چاہتا ہے؟ بس میں اتنا ہی جاننا چاہتی ہوں۔"

"اچھی بات ہے میں کوشش کروں گا۔" کمال نے کہا۔ "لیکن اگر وہ واقعی اس طرح کی دھمکیاں دے رہا ہے تو تم پولیس کو خبر کیوں نہیں کرتیں؟"

"پولیس ثبوت کے بغیر کچھ نہیں کرتی۔" فاخرہ نے کہا۔ "شکایت درج کر لینے کے بعد پولیس والے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں کہ کب کوئی واقعہ رونما ہو اور وہ دوڑ دھوپ میں لگ جائیں اور پھر ثبوت ملے تو کارروائی آگے بڑھے نہیں تو فائل بند۔ لیکن اگر تم یہ معلوم کر لو کہ اس کا ارادہ کیا ہے اور اس کا کچھ ثبوت بھی مل جائے تو پولیس سے مدد لی جا سکتی ہے۔"

''میں سمجھ گیا۔'' کمال نے کہا۔''میں ضرور کوشش کروں گا اور کچھ ہو سکے گا تو تمہیں ضرور خبر کروں گا۔''

''تھینک یو کمال۔'' فاخرہ نے کہا۔''اب اس کا پتا نوٹ کر لو۔'' یہ کہہ کر فاخرہ نے اسے شفیق کے کمرے کا پتا لکھوایا۔ اس کے بعد بھی وہ دیر تک باتیں کرتے رہے۔

☆=====☆=====☆

فاخرہ نے جس ایک فلم میں ہیروئن کا رول ادا کیا تھا اس کا ہدایت کار کمال صابر ہی تھا۔ اس کے بعد بھی وہ کمال صابر کی دو اور فلموں میں کام کرنے والی تھی لیکن جمشید صاحب سے ملاقات اور پھر شادی ہو جانے کے بعد اس نے فلم لائن سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔

لیکن فلم لائن چھوڑنے کے کئی سال بعد تک بھی اپنی پہلی اور آخری فلم کے ہدایت کار کمال صابر سے اس کے تعلقات قائم رہے تھے۔ اصل میں کمال صابر اس کی اور جمشید صاحب کی شادی کا گواہ بھی تھا اس کی خواہش تھی کہ فاخرہ شادی کے بعد فلموں میں کام جاری رکھے لیکن فاخرہ نے یہ لائن ترک کر دینے کا پکا فیصلہ کر لیا تھا۔ جمشید صاحب سے بھی کمال صابر کے اچھے تعلقات تھے۔ اسی لیے شادی کے بعد بھی اس نے کئی بار ان دونوں کو اپنی نئی فلم کی مہورت اور پریمئر شو کے موقعوں پر مدعو کیا تھا اکثر وہ سب ایک دوسرے کے یہاں کھانے وغیرہ میں بھی شریک ہوتے اور غیر ملکی فلمیں وغیرہ بھی دیکھنے جایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند سالوں تک تو اسی طرح جاری رہا پھر اس میں آہستہ آہستہ کمی آتی گئی فاخرہ اپنی نئی زندگی کی مصروفیات میں ڈوب گئی اور کمال صابر بھی اپنی مصروفیات میں کھو گیا۔ اس طرح ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ اتنا کم ہو گیا کہ دو چار مہینے بعد فون کے ذریعہ خیریت پوچھ لینے جیسے تعلقات بھی نہیں رہے تھے۔ کبھی اتفاقاً کہیں ملاقات ہو گئی تو ہو گئی ورنہ کوئی خاص طور پر ایک دوسرے کے یہاں ملاقات کے لیے نہیں جاتا تھا۔

اور اب ان حالات میں جب فاخرہ کا فون آیا تو کمال صابر کو یہ بات بڑی اچھی لگی اسے اس بات پر بے حد خوشی ہوئی تھی کہ فاخرہ نے اس پر بھروسا کیا تھا اور ایک انتہائی اہم کام میں اس سے مشورہ مانگا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں فاخرہ کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ان دونوں کے تعلقات فلم کی شوٹنگ کے دوران اتنے گہرے ہو گئے تھے کہ اگر اچانک جمشید صاحب سامنے نہ آ جاتے تو فاخرہ اور کمال ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب آ جاتے۔

جمشید صاحب کو بھی ان کی دوستی کا علم تھا لیکن شادی کے بعد جب فاخرہ نے کمال صابر

کی شدید خواہش کے باوجود فلموں میں کام نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو جمشید صاحب کو اطمینان ہو گیا کہ فاخرہ اپنی ازدواجی زندگی کے لیے سنجیدہ ہے۔ شادی کے بعد بھی کمال صابر اور فاخرہ کی ملاقاتیں ہوئی تھیں لیکن فاخرہ نے کبھی اس سے تنہائی میں ملنے کی کوشش نہیں کی وہ جب بھی اس سے ملتی تو اپنے شوہر کی موجودگی میں ہی ملتی تھی اور اسی بات سے جمشید صاحب کو یقین ہو گیا تھا کہ فاخرہ سچے دل سے اپنے گھر اور ان سے محبت کرتی ہے اور اگر ماضی میں اس کے دل کے کسی گوشے میں کمال کی محبت رہی بھی ہوگی تو اب اس محبت کا انجام ہو چکا ہے۔

فاخرہ کے ماموں شفیق سے تعلقات بڑھانے کی غرض سے کمال صابر نے دوسرے ہی روز اپنے ایک آدمی کو اس پتے پر روانہ کر دیا جو فاخرہ نے اسے فون پر نوٹ کرایا تھا لیکن اس کے آدمی نے واپس آ کر اسے بتایا کہ شفیق اب وہاں نہیں رہتا وہ پانچ چھ روز قبل وہ کمرا چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا ہے۔ اُسے یہ اطلاع ملی تو اس نے فاخرہ کو آگاہ کرنے کے خیال سے اس کے گھر فون کیا لیکن وہ غسل خانے میں تھی اور فون روبی نے اٹھا لیا۔ روبی نے کمال صابر کا پیغام نوٹ کر لیا پھر جیسے ہی ریسیور رکھ کر مڑی تو اس کے پیچھے ہی اس کے ڈیڈی جمشید صاحب آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کے پوچھنے پر روبی نے کہا۔''ڈیڈی یہ کمال صابر صاحب...... وہی فلموں کے مشہور ہدایت کار ہیں نا؟''

''ہاں...... کیوں؟ کیا یہ ان کا فون تھا؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''ہاں...... ان کا ایک پیغام ہے لیکن آپ کے لیے نہیں بلکہ فاخرہ بیگم کے لیے ہے۔'' روبی نے بڑی معنی خیز نظروں سے اپنے ڈیڈی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''ان کا پیغام ہے کہ فاخرہ بیگم کے دیئے ہوئے پتے پر اب شفیق نہیں رہتا ہے۔ اس لیے اب کیا کرنا ہے اس کے بارے میں انہیں فون پر بتا دیں......'' روبی آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ٹھیک اس وقت کمرے میں جاوید داخل ہوا اور روبی آگے نہ کہہ سکی۔ جاوید کو دیکھ کر روبی مسکرا دی پھر اس نے اپنے ڈیڈی سے کہا۔''ڈیڈی جاوید نے نئی کار خریدی ہے۔ میں ذرا اس کے ساتھ ڈرائیو پر جا رہی ہوں ایک آدھ گھنٹے میں واپس آ جاؤں گی۔'' اتنا کہہ کر وہ جاوید کی جانب مڑی اور کہا۔ ''میں ابھی دو منٹ میں آئی۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ جمشید صاحب اچانک بہت زیادہ اپ سیٹ نظر آنے لگے۔ کمال صابر، فاخرہ، شفیق، جاوید، شفیق کا گھر چھوڑ کر چلے جانا اور جاوید کی خریدی ہوئی نئی کار ...... ان سب معاملوں نے مل کر ان کے دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچا دی تھی لیکن وہ ان سب باتوں پر ایک ساتھ غور نہیں کر سکتے

تھے مگر جاوید چونکہ اس وقت ان کے سامنے ہی تھا۔ اس لیے انہوں نے ایک معاملے سے نپٹنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ وہ جاوید کی جانب دیکھ کر بولے۔ ''تم آج کئی دنوں کے بعد نظر آئے ہو۔ کہاں رہے اتنے دنوں؟''

''جی ذرا کام میں مصروف تھا۔'' جاوید نے دھیرے سے کہا۔ ''آج کل کام ذرا زوروں پر ہے مارکیٹ اچھی جارہی ہے۔''

''ہاں تم نے نئی گاڑی خریدی ہے یقیناً کام دھندہ اچھا ہی چل رہا ہوگا۔'' جمشید صاحب نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ ''لیکن جاوید میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔''

''کیا؟'' جاوید نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

''دیکھو جاوید تمہاری اور روبی کی دوستی پر تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر تم دونوں نے شادی کا فیصلہ کیا تو میں کسی حالت میں بھی اس کی اجازت نہیں دوں گا۔'' جمشید صاحب کے لہجے میں حد درجہ سختی آ گئی اور وہ ایک لمحہ رُک کر آگے بولے۔ ''اور یہ بات صرف تمہاری اطلاع کے لیے کہہ رہا ہوں۔'' اتنا کہہ جمشید صاحب تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

☆=====☆=====☆

جمشید صاحب کے آخری الفاظ سن کر جاوید دنگ رہ گیا تھا۔ یہ بات جمشید صاحب نے جس انداز سے کہی تھی اس سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس کی شادی روبی کے ساتھ کسی قیمت پر بھی نہیں ہونے دیں گے اور روبی نے بھی اس بات کا اظہار کر دیا تھا کہ وہ اپنے ڈیڈی کی اجازت کے بغیر یہ شادی نہیں کر سکے گی۔ روبی کے ساتھ اس کے جو محبت کے تعلقات پیدا ہو چکے تھے۔ وہ اب اس کے لیے ایک چیلنج بن چکے تھے اور روبی کے تعاون کے بغیر وہ اس چیلنج کو قبول کرنے کی جسارت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ روبی اپنے ڈیڈی کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر اس سے شادی کر لے اور ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ روبی کو اس کے سوا دنیا کی اور کسی شے سے دلچسپی ہی نہ رہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو پھر روبی کو بیوی بنانے کا جو خواب اس نے دیکھا ہے اسے سچ مچ کا ہی خواب سمجھ کر بھول جانا ہوگا۔

وہ روبی کے انتظار میں بیٹھا یہی سب باتیں سوچ رہا تھا کہ روبی اندر سے تیار ہو کر آ گئی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اور اس کی خوشی کی وجہ شاید یہی تھی کہ جاوید نے اس کے کہنے کے مطابق ایک نئی کار خرید لی تھی جس کی وجہ سے یقیناً اس کے ڈیڈی کی نظروں میں جاوید کی

اہمیت بڑھ گئی ہوگی۔ اس کے ڈیڈی کے خیالات بدلنے کے لیے جاوید نے بھی جس تیزی سے پہلا قدم اٹھایا تھا اس کو دیکھتے ہوئے وہ یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکی کہ جاوید اس سے کتنی شدید محبت کرتا ہے اور اس خیال سے وہ اور بھی خوش ہو گئی تھی۔ جاوید اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ دونوں فوراً ہی لمبی ڈرائیو کے لیے باہر نکل گئے۔ جمشید صاحب کی باتیں سن کر جو الجھن جاوید کے دل میں پیدا ہوئی تھی اسے اس نے دل سے جھٹک دینے کی کوشش کی تھی وہ اب اپنے چہرے اور اپنی باتوں سے یہی ظاہر کرنے کی کوشش میں مصروف تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

''گاڑی تمہیں پسند آئی؟'' ڈرائیونگ کرتے کرتے جاوید نے پوچھا۔

''ہاں بہت......'' روبی مسکرا کر بولی۔ ''کتنے میں لی؟''

''بہتر میں۔ کنڈیشن بہت اچھی ہے۔ صرف تین مہینے ہی چلی ہوئی ہے۔'' جاوید نے کہا۔

''ناٹ بیڈ۔'' روبی ڈیش بورڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ ''برانڈ نیو ہی لگتی ہے۔''

''صرف لگتی ہی نہیں بلکہ ہے ہی برانڈ نیو......''

''ہاں اور اب ڈیڈی یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ میں جس سے شادی کرنا چاہتی ہوں اس کے پاس کوئی کار بھی نہیں ہے۔'' روبی نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''یعنی اب تم بے کار نہیں ہو۔''

''وہ تو پہلے بھی نہیں تھا۔'' جاوید نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''تم نے جب فون کر کے بتایا کہ میں گاڑی خرید چکا ہوں اور نئی گاڑی میں تمہیں سیر کرانے کے لیے آ رہا ہوں تو میں اسی وقت یہ خبر ڈیڈی کو دینے والی تھی۔'' روبی نے کہا۔ ''مگر کچھ سوچ کر رُک گئی۔''

''کیوں؟''

''اس لیے کہ میں نے سوچا کہ ڈیڈی کو یہ خبر اس طرح عام اور معمولی لہجے میں سُنائی جائے...... جیسے ایک نئی کار خریدنا تمہارے لیے کوئی بڑی بات نہ ہو۔'' روبی نے کہا۔ ''یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنے خوشی کے جذبات کو چھپا کر اس وقت تک صبر کیا جب تک تم اپنی نئی کار پر کوٹھی پر نہیں آ گئے۔''

''یہ تم نے اچھا کیا۔'' جاوید نے کہا۔ ''یقیناً اس کا اچھا اثر ان پر پڑا ہوگا مگر انہوں نے اپنی مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔''

"شاید میرے گھر واپس جانے کے بعد وہ کریں۔" روبی بولی۔

"اچھا! اب بتاؤ کار تو آ گئی اور ہمیں آگے کیا کرنا ہے؟" جاوید نے رفتار کم کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے کاروبار پر بھرپور توجہ دینی ہے۔" روبی نے کہا۔

"اور ڈیڈی کو ہمیشہ یہی بتانا ہے کہ تمہارا کام اچھا چل رہا ہے۔"

"یہ تو میں نے آج بھی ان سے کہا تھا۔"

"گڈ! اگر تم میرے مشورے پر چلو گے تو بہت جلد ڈیڈی کے خیالات بدل جائیں گے اور وہ ہمیں شادی کی اجازت دے دیں گے۔"

جمشید صاحب کی آخری بات جس لہجے میں کہی گئی تھی اسے دیکھتے ہوئے روبی کی بات مان لینے کی کوئی وجہ ہی نہیں تھی لیکن پھر بھی جاوید نے اس کا اظہار نہیں کیا اور وہ اپنے خدشات کو دل میں چھپا کر بولا۔ "میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے روبی کہ تمہارے مشورے پر ہی عمل کروں گا۔ تم جو کہو گی وہ کرنے کے لیے میں تیار ہوں لیکن شادی جس قدر جلد ممکن ہو...... ہو جائے تو اچھا ہے۔"

"اس کے لیے میں اپنی پوری کوشش کر رہی ہوں جاوید۔" روبی نے کہا۔ "لیکن اس معاملے میں ہماری جلد بازی کوئی کام نہیں آئے گی۔ پھر بھی مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں کی محبت ڈیڈی پر اپنا اثر ضرور کرے گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ہاں! امید تو مجھے بھی ہے۔" جاوید نے کہا۔ "خیر اب یہ بتاؤ کہ ہم دونوں آج ساتھ کھانا کھائیں تو کیسا رہے گا؟"

"نئی کار خریدنے کی خوشی میں؟" روبی نے مسکرا کر پوچھا۔

"اگر ایسا سمجھتی ہو تو ایسا ہی سہی۔"

"سوری جاوید۔" روبی بولی۔ "دراصل میں نے گھر میں کہا نہیں اس لیے ڈیڈی میرا انتظار کریں گے۔"

"انہیں فون کر دیں گے۔"

"نہیں' ڈیڈی اسے پسند نہیں کریں گے۔"

"جی تو چاہتا ہے کہیں تنہائی میں بیٹھیں۔" جاوید بولا۔ "بڑی تھکن ہو رہی ہے۔"

"اس پر تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" روبی نے کہا۔ "لیکن کھانے کا پروگرام پھر کبھی

ہوگا۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔" جاوید نے کہا۔ "کیا تھوڑی دیر میرے گھر میں بیٹھنا پسند کرو گی؟"

"چلو لیکن کھانے کے وقت سے پہلے تمہیں مجھے گھر چھوڑنا ہوگا۔" روبی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ پھر ان کی گاڑی تھوڑی ہی دیر میں جاوید کے اپارٹمنٹ کے سامنے آ کر رک گئی۔

جاوید کے ساتھ اس کے فلیٹ میں اس کی ادھیڑ عمر بیوہ خالہ رہتی تھی۔ مگر اس وقت وہ فلیٹ میں موجود نہیں تھی۔ نیاز بیگ میں اس کی ایک بیٹی رہتی تھی جس کے یہاں رات رہ کر وہ صبح واپس آنے والی تھی۔ جاوید کی خالہ ہی اس کے فلیٹ کی دیکھ بھال اور اس کے کھانے پینے کی ذمے داری سنبھالے ہوئے تھی۔ خالہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے روبی کو جاوید کے ساتھ بند دروازے والے فلیٹ کے اندر اکیلے بیٹھنا کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا حالانکہ اسے جاوید سے کوئی خوف نہیں تھا لیکن یہ تنہائی اسے خاصی پریشان کن محسوس ہو رہی تھی۔ دونوں اپنے اپنے خیالوں میں الجھے ہوئے تھے۔ جاوید تو جمشید صاحب کی کہی ہوئی باتوں میں ڈوبا ہوا تھا جبکہ روبی اس خیال سے خوش ہو رہی تھی کہ وہ جاوید کی پوزیشن کو مزید بہتر بنا کر ڈیڈی کے سامنے پیش کر کے انہیں شادی کے لیے رضامند کر لے گی۔

دونوں آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھے ہوئے گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد روبی نے کہا۔ "تمہیں اچانک کیا ہو گیا ہے جاوید تمہیں جو کہنا ہے کہہ ڈالو شاید تمہارے دل میں میری طرف سے کوئی شک ہے؟"

"مجھے تم پر کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے۔" جاوید بولا۔

"تو پھر تمہیں یہ بات کرتے کرتے اچانک ہو کیا جاتا ہے؟"

"میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

"تو کہہ ڈالو..... میں سن رہی ہوں بولو۔" روبی نے کہا۔

"میں تمہیں چاہتا ہوں روبی۔ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"اوہو......" روبی جھنجلا کر بولی۔ "یہ بات تو مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے چاہتے ہو اور میرے بغیر رہ نہیں سکتے۔" اتنا کہہ کر روبی ایک لمحے کے لیے چپ ہو گئی۔ مگر پھر بولی۔ "تو کیا ہم دونوں اتنی دیر سے یہی سوچ رہے ہیں؟"

"سوچتے سوچتے تو اب یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سوچیں؟" جاوید گمبھیر لہجے میں

بولا۔ ''میں سچ کہتا ہوں روبی کہ میں زیادہ عرصے تک انتظار نہیں کر سکتا۔ ہم دونوں دل سے تو ایک دوسرے کے قریب آ چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے درمیان یہ فاصلہ کب تک حائل رہے گا؟''

''جب تک ہماری شادی نہیں ہو جاتی یہ فاصلہ تو رہے گا ہی۔'' روبی نے کہا۔

''تو پھر چلو ہم شادی کر ڈالیں۔'' جاوید جذباتی ہو کر بولا۔ ''کچھ بھی کرو روبی مجھے ہر قیمت پر اس حال سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تمہاری یہ جدائی میرے لیے ایک کرب بن گئی ہے۔ تم میری تکلیف کو سمجھتی کیوں نہیں ہو؟''

''میں سمجھتی ہوں...... جاوید مگر......''

''لیکن سمجھ کر بھی کیا فائدہ؟'' جاوید جوش میں آ کر بولا۔ ''ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ شادی کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں ابھی تک کیا ملا ہے؟ میں پوچھتا ہوں ایسا کب تک چلے گا روبی۔ کب تک؟''

''تمہارے اندر جو صبر اور جو قوت برداشت ہے' وہ مجھے بہت پسند ہے جاوید۔''

''لیکن صبر و ضبط کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔'' جاوید اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کرتا ہوا بولا۔ ''جذبات کے طوفانوں کا سامنا کرنے کی جو طاقت آدمی میں ہوتی ہے اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے روبی اور یہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟ آخر یہ سب برداشت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر ہماری شادی نہ ہو سکے تو بھی کوئی ہمارے دلوں سے ایک دوسرے کی چاہت کو نہیں نکال سکتا۔ ہم ایک دوسرے کے بن کر رہیں تو ہمیں بھلا کون روک سکتا ہے؟''

''یعنی ہمیں شادی کے بعد جو کرنا ہے وہ ہم شادی سے پہلے کر لیں' کیوں؟'' روبی نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور بولی۔ ''اگر تمہارے ذہن میں یہی بات ہے تو پھر یہ بھی بتاؤ کہ شادی کے بعد ہمارے پاس کرنے کے لیے کیا رہے گا؟''

''ہم بھی وہی کریں گے جو اور لوگ شادی کے بعد کرتے ہیں۔'' جاوید بولا۔

''نہیں جاوید۔'' روبی نے اس کا ہاتھ دھیرے سے اپنے کندھے پر سے ہٹا دیا اور بولی۔ ''شادی کے رشتے کو اگر پاک رکھنا ہے تو سارے جذباتی خیالات ہمیں دل سے نکال دینے ہوں گے۔''

''اگر تمہاری نظر میں اس کی اتنی ہی اہمیت ہے تو ہم عزیزوں اور رشتے داروں کو بتائے

بغیر خفیہ طور پر شادی کر لیں گے اور میاں بیوی کی حیثیت سے رہیں گے۔'' جاوید نے کہا۔ ''میں تیار ہوں روبی اگر تم میری بات مان لو تو کل ہی......''

''نہیں جاوید!'' روبی اس کی بات درمیان میں کاٹ کر بولی۔ ''ابھی ایسی کوئی جلدی نہیں ہے' نہ تم کہیں بھاگ رہے ہو اور نہ میں کہیں جا رہی ہوں۔ خفیہ شادی کرنا ایک طرح کی خود فریبی ہے۔ چپکے سے شادی کرنا اور چپکے چپکے میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے شادی کے بغیر کوئی عورت اور مرد ساتھ رہ رہے ہوں اور یہ بات سوائے خود کو دھوکا دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ میں شادی ظاہری طور پر کرنا چاہتی ہوں اور وہ بھی بزرگوں کی رضامندی اور ان کی مرضی سے۔''

''لیکن روبی مجھے یقین نہیں ہے کہ تمہارے ڈیڈی اس کی اجازت دیں گے۔ میں اب انتظار نہیں کر سکتا۔'' یہ کہہ کر جاوید نے پھر روبی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور پھر انتہائی جذباتی لہجے میں بولا۔ ''تم جانتی ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں؟'' اس نے روبی کو اپنی طرف اور زیادہ کھینچا۔

''میں تمہارے بغیر اب ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا۔'' باتوں باتوں میں جاوید نے روبی کو اپنے سینے سے لگانے کی کوشش کی اور پھر اس کا ہاتھ روبی کے کندھے سے سرکتا ہوا اس کی پیٹھ پر آ گیا۔ جاوید کی یہ حرکت دیکھ کر روبی ہوشیار ہو گئی اور فوراً ہی اس کی گرفت سے نکل گئی۔ جاوید نے جب دیکھا کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوا ہے تو وہ سنبھل گیا اور بولا۔ ''آئی ایم سوری روبی مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں ذرا جذباتی ہو گیا تھا؟''

''میں تمہارے جذبات کو سمجھتی ہوں۔'' روبی نے بات دھیرے سے ٹال دی۔

''اگر تمہیں بُرا لگا ہو تو مجھے معاف کر دینا۔'' جاوید دھیمی آواز میں بولا۔

''چلو معاف کیا۔'' روبی ہنس کر بولی۔ ''اب اٹھو مجھے گھر جانا ہے۔''

''اتنی بھی جلدی کیا ہے۔'' جاوید بولا۔ ''تھوڑی دیر اور بیٹھو میں تمہیں چھوڑ آؤں گا۔''

''تم بہت زیادہ اَپ سیٹ ہو گئے ہو اس لیے آرام کرو میں خود چلی جاؤں گی۔'' یہ کہہ کر روبی اُٹھ کھڑی ہوئی تو جاوید نے اسے روکنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر یکا یک ہی اس کا ہاتھ چھوڑ کر خود بھی اٹھتے ہوئے بولا۔ ''چلو میں تمہیں گھر تک چھوڑ آتا ہوں۔''

☆=====☆=====☆

فاخرہ یہ بات خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ روبی کو اس کے چال چلن پر شک ہے اور وہ

اس کی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ اسی لیے جب روبی کی تحریر میں اس نے فلم کے ہدایت کار کمال صابر کا پیغام پڑھا تو اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ کمال کا پیغام پڑھنے کے بعد وہ سوچ رہی تھی کہ یہ بات روبی نے یقیناً جمشید صاحب کو بتا دی ہوگی اور جمشید صاحب یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اتنے دنوں بعد پھر کمال صابر سے تعلقات کیوں استوار ہونے لگے ہیں؟ وہ یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ کمال کی معرفت میں شفیق سے مل کر کوئی سازش تو نہیں کر رہی ہوں؟ اگر ایسا ہوگیا تو اس کے اور جمشید صاحب کے درمیان جو غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے اس کی دیوار کچھ اور اونچی ہو جائے گی۔ سوچتے سوچتے فاخرہ کو یقین ہوگیا کہ اب کسی وقت بھی جمشید صاحب یہ بات اس سے پوچھ سکتے ہیں کہ کمال صابر کو شفیق کے بارے میں تم نے کیوں اور کیا بتایا ہے؟

اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور وہ ابھی سے اس سوال کا جواب ڈھونڈ رہی تھی۔ اسی اُلجھن میں کئی دن گزر گئے لیکن جب جمشید صاحب نے کمال صابر اور اس کے دیے ہوئے پیغام کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تو یہ خاموشی اسے اور زیادہ تشویش ناک محسوس ہونے لگی لیکن اس تشویش کے باوجود اس نے اپنے دل کو یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ چونکہ روبی کمال صابر اور شفیق سے واقف نہیں اس لیے ہوسکتا ہے اس نے اس پیغام کو کوئی اہمیت نہ دی ہو اور شاید اس نے جمشید صاحب کو بھی اس بارے میں بتانے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی ہو۔

مگر فاخرہ کا یہ اندازہ غلط تھا۔ اصل بات تو یہ تھی کہ جب سے روبی نے کمال صابر نامی شخص کا پیغام جو کہ فاخرہ بیگم کے لیے تھا۔ نوٹ کیا تھا اس وقت سے وہ اپنے ڈیڈی سے اس کے متعلق تفصیل سے بات کرنے کے لیے بے چین تھی لیکن اس کے ڈیڈی اپنے کاموں میں بے حد مصروف تھے اور خود روبی بھی جاوید کی جلد بازی اور بے صبری کا حل ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھی۔ اس لیے اس پیغام کے بارے میں بات کرنے کا موقع اسے نہیں ملا تھا۔

کمال صابر کو وہ صرف اس کے نام سے جانتی تھی۔ فاخرہ بیگم کی پہلی اور آخری فلم کا ہدایت کار یہی شخص تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کبھی کمال صابر سے اس کے ڈیڈی کے اچھے تعلقات تھے لیکن اب پچھلے کئی سالوں سے یہ تعلقات صرف جان پہچان کی حد تک رہ گئے ہیں لیکن یہ شفیق نامی شخص کون ہے؟ اس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے تھے لیکن اس کے دل میں اس شخص کے بارے میں کچھ جاننے کا تجسس ضرور موجود تھا۔

فاخرہ نے شفیق سے اس کے گھر پر جا کر ملنے کی جو غلطی کی تھی اور اس کے بعد جو کچھ ہوا تھا۔ ان باتوں پر سوچنے کے بعد جمشید صاحب کے خیالات بیوی کی طرف سے کچھ بدل گئے تھے۔ کمال صابر نے ٹیلی فون پر روبی کو جو پیغام نوٹ کرایا تھا۔ اس کے متعلق انہوں نے جان بوجھ کر فاخرہ سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ وہ چپ چاپ اور انجان رہ کر یہ دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اندر اندر ہو کیا رہا ہے؟ ان کا خیال تھا کہ چونکہ انہوں نے فاخرہ کو سختی سے منع کر دیا ہے کہ وہ شفیق سے ملنے کی کوشش نہ کرے۔ اس لیے ہوسکتا ہے فاخرہ نے کمال صابر کے ذریعہ شفیق سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہو اور اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر ان کے دل میں شک وشبے کا پیدا ہونا بھی لازمی تھا۔ ان کے ذہن میں بہت سارے سوالات اٹھ رہے تھے۔ آخر فاخرہ کو اتنے دنوں بعد کمال صابر سے دوبارہ تعلقات بڑھانے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟ اس نے کمال صابر کو شفیق کے گھر کا پتا کیوں دیا؟ اور کمال صابر کو کیا ضرورت تھی کہ وہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ شفیق اب اس پتے پر رہتا ہے یا نہیں؟ وہ سوچ رہے تھے کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ انہیں اس بات کا پورا یقین ہو چکا تھا کہ فاخرہ انہیں ضرور اندھیرے میں رکھ کر کوئی خطرناک کھیل کھیل رہی ہے لیکن وہ کھیل کیا ہوسکتا ہے؟ جمشید صاحب چپ چاپ اندھیرے میں رہ کر اور کسی کی نظروں میں آئے بغیر سچائی کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ اپنی اس کوشش کے بارے میں وہ کسی کو کچھ بتانا نہیں چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے دل کی بات انہوں نے اپنی بیٹی روبی سے بھی خفیہ رکھی ہوئی تھی۔

روبی اپنے ڈیڈی کو ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتی تھی اور جمشید صاحب بھی دل سے یہی چاہتے تھے کہ ان کی اکلوتی بیٹی خوش رہے۔ انہوں نے اس کے شریک سفر کے لیے ایک لائق لڑکا بھی دیکھ رکھا تھا لیکن جاوید کی اور روبی کی دوستی بڑھتے بڑھتے شادی کی بات تک آ پہنچی ہے۔ یہ جان لینے کے بعد اب جمشید صاحب کو اس معاملے میں کچھ نہ کچھ کرنا بہت ضروری محسوس ہو رہا تھا۔ شادی کی حد تک بڑھی ہوئی بات کو دوبارہ صرف دوستی کی حد تک لے آنا انہیں کافی دشوار لگ رہا تھا لیکن اس کے باوجود یہ مشکل کام اگر روبی اور جاوید کر سکیں تو انہیں ان دونوں کی دوستی پر کوئی اعتراض نہیں تھا مگر وہ اندر ہی اندر اس بات سے بھی خوف زدہ تھے کہ اگر دونوں کی دوستی اسی طرح قائم رہی تو وہ دونوں دوبارہ بھی شادی پر غور کر سکتے ہیں۔ اس لیے وہ سوچ رہے تھے کہ انہیں ان دونوں کی بڑھتی ہوئی قربت کے درمیان ایسا فاصلہ قائم کر دینا چاہیے کہ خطرے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جاوید کے

بارے میں کچھ ایسی معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ روبی کا دل اس کی جانب سے بدظن کرا سکتے لیکن ابھی تک کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی جس سے انہیں کچھ اطمینان محسوس ہوتا۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی سوچا تھا کہ اگر جاوید میں کوئی خرابی نہ ہوئی اور وہ واقعی ایک اچھا اور شریف لڑکا نکلا اور ان کی دولت پر نظر ڈالنے کی بجائے اس نے روبی سے شادی کی کوشش کی تو انہیں کیا کرنا چاہیے؟ ان سارے الجھے ہوئے سوالوں نے جمشید صاحب کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا جس کی وجہ سے وہ بے حد فکر مند رہنے لگے تھے۔ فاخرہ انہیں کئی دنوں سے اداس اور پریشان دیکھ رہی تھی لیکن اس میں جمشید صاحب سے پوچھنے کی ہمت نہیں تھی۔ روبی بھی انہیں کئی دنوں سے اداس دیکھ رہی تھی اور اس نے ایک دن پوچھ ہی لیا۔

''ڈیڈی کئی روز سے آپ کچھ فکر مند سے ہیں ٹھیک سے بات بھی نہیں کرتے۔ رات کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک بیٹھنے اور باتیں کرنے کی ایک عادت سی پڑ گئی ہے۔ اس لیے آپ بیٹھ جاتے ہیں لیکن میں کتاب پڑھتی رہتی ہوں' فاخرہ بیگم ٹی وی دیکھتی رہتی ہیں اور آپ اخبار پڑھتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی آپ کے ہاتھ میں جو اخبار ہے وہ کل کا اخبار ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ توجہ سے اخبار نہیں پڑھتے بلکہ پڑھنے کی اداکاری کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح آپ اپنے دل کی بات کو کیوں چھپاتے ہیں؟ اگر روزانہ ہی ایسا ہونا ہے تو پھر ساتھ بیٹھنے سے کیا فائدہ؟''

''میں کسی فکر میں ہوں یہ سچ ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔

''اس اعتراف کا شکریہ۔'' روبی نے کہا۔ ''میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد کر سکتی ہوں؟''

''ہاں اگر تم چاہو تو میری مدد کر سکتی ہو۔''

''وہ کیسے ڈیڈی؟''

''اگر تم جاوید سے ملنا جلنا کم کر دو تو میری آدھی پریشانی دور ہو جائے گی۔'' جمشید صاحب نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ ''میں اس سلسلے میں تم سے بات کرنے ہی والا تھا لیکن خود تم نے بات چھیڑی ہے تو یہ بات آج ہی ہو جانی چاہیے۔'' باپ بیٹی کے درمیان اس نازک مسئلے پر بحث ہوتے دیکھ کر فاخرہ بیگم نے وہاں سے اُٹھ جانا ہی مناسب سمجھا۔ وہ جب اُٹھ کر کمرے سے جانے لگی تو جمشید صاحب نے اسے روکا نہیں بلکہ

اس کے جانے کے بعد انہوں نے روبی سے کہا۔ ''میں نے بہت سوچ کر ایک فیصلہ کیا ہے بیٹی اور یہ فیصلہ جتنا تمہیں ناگوار محسوس ہوگا اتنا ہی فاخرہ کو بھی لگے گا۔ اس لیے میں نے اسے روکا نہیں ہے۔ دراصل ابھی میں اسے کچھ بتانا نہیں چاہتا کیونکہ میرے اور فاخرہ کے درمیان پہلے ہی ایک سمجھوتہ طے پا چکا تھا کہ میری تمام دولت اور جائیداد میرے بعد تمہیں ہی ملے گی لیکن اب تم یہ سمجھنے لگی ہو کہ میری زندگی خطرے میں ہے اور یہ خطرہ خود فاخرہ بیگم نے کھڑا کیا ہے۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب چپ ہو گئے پھر تھوڑی دیر تک روبی کو دیکھتے رہنے کے بعد بولے۔ ''اگر یہ سچ ہے تو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری موت کے بعد وہ بیوی ہونے کے ناتے میری ساری دولت پر قبضہ جما لے اور تمہیں اس میں سے کچھ بھی نہ ملے اس کے علاوہ دوسری طرف یہ بھی ممکن ہے کہ جاوید محض دولت کی خاطر تم سے شادی کرنا چاہتا ہو۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر میں نے ایک وصیت نامہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔''

''کیسا وصیت نامہ؟'' روبی نے پوچھا۔

''یہی کہ میری موت کے بعد فاخرہ کو صرف گزر اوقات کے لائق خرچہ ملے اور اگر تم نے جاوید سے شادی کر لی تو تمہیں میری جائیداد سے کچھ نہ ملے۔'' جمشید صاحب نے کہا اور ایک لمحہ رُک کر بولے۔ ''یہ وصیت نامہ صرف چند ہی دنوں میں تیار ہو جائے گا۔ اس طرح کے وصیت نامے سے یہ ہوگا کہ اگر فاخرہ اور جاوید کی نگاہیں میری دولت پر ہوں گی تو انہیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس لیے تم دونوں کی ضروریات کے مطابق انتظام کرنے کے بعد میں بقیہ دولت کا ایک ٹرسٹ قائم کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر تم نے میری پسند کے لڑکے سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو پھر یہ وصیت نامہ بدل جائے گا اور میری ساری دولت تمہیں مل جائے گی لیکن فی الحال تو میں اپنے پہلے فیصلے پر ہی قائم ہوں۔ یہی ایک فیصلہ ایسا ہے جو مجھے ذہنی الجھنوں سے نجات دلا سکتا ہے مطلبی لوگوں کو اگر سیدھا کرنا ہو تو ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے کہ ان کا مطلب پورا نہ ہو اور ان کے خواب چُور چُور ہو کر رہ جائیں۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب اُٹھے اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ جب وہ روبی سے یہ باتیں کر رہے تھے تو فاخرہ اپنے کمرے کے بند دروازے کے پیچھے کھڑی ہوئی ایک پٹ ذرا سا کھول کر ان کی باتیں سن رہی تھی لیکن جب جمشید صاحب کو اٹھتے دیکھا تو اس نے دھیرے سے دروازہ بند کر دیا اور چپ چاپ اپنے پلنگ پر لیٹ گئی اور ایک کتاب اٹھا کر اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔

☆=====☆=====☆

"تم مانو یا نہ مانو مگر یہ حقیقت ہے کہ میرے ڈیڈی واقعی بڑے جینئس ہیں۔" روبی نے جاوید سے ہنستے ہوئے کہا تو جاوید اس کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا۔

"ایسا کس بات پر کہہ رہی ہو تم۔"

"ڈیڈی نے ایک ایسی شاندار ترکیب ڈھونڈ نکالی ہے کہ اگر فاخرہ بیگم ان کے خلاف کوئی سازش کر رہی ہو تو اس میں اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔" روبی نے کہا۔

"اچھا مگر ایسی کون سی ترکیب ہے؟" جاوید نے پوچھا

"وہ اپنا ایک وصیت نامہ تیار کر رہے ہیں۔" روبی نے بتایا۔ "اگر وہ حیات نہ رہیں تو ان کی بیوی فاخرہ بیگم کو ان کی چھوڑی ہوئی دولت میں سے صرف گزارے کے لائق ہی رقم ہر مہینے ملا کرے گی اور زمین جائیداد میں سے کوئی حصہ اُسے نہیں ملے گا۔"

"اوہ..." جاوید خوش ہو کر بولا۔ "تب تو ماننا پڑے گا کہ واقعی تمہارے ڈیڈی نے ایک بہترین ترکیب ڈھونڈ نکالی ہے۔ اگر اس وصیت نامے کا علم فاخرہ بیگم کو ہو گیا تو وہ یقیناً اپنی بازی سمیٹ لے گی اور ایک وفادار بیوی بن کر رہنے کی کوشش کرے گی۔"

"فاخرہ بیگم کے ہاتھ اب کچھ بھی نہیں آئے گا یہ بات تقریباً طے ہے۔" روبی نے کہا۔

"تب تو تمہیں بہت ہوشیار رہنا پڑے گا روبی۔"

"وہ کیوں؟"

"اس لیے کہ فاخرہ بیگم ایک کامیاب اداکارہ بھی رہ چکی ہے یہ بات ہمیں بھولنا نہیں چاہیے۔" جاوید نے کہا۔ "جب اسے یہ معلوم ہوگا کہ وصیت نامے کے مطابق اسے تمہارے ڈیڈی کی جائیداد سے کچھ نہیں ملے گا تو وہ ان سے بے پناہ محبت کا ڈرامہ رچا کر انہیں وصیت نامہ بدلنے پر مجبور کر سکتی ہے۔"

"یہ تو بعد کی بات ہے۔" روبی نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی اس کوشش میں بھی ناکام رہے گی۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ اس ناکامی کے بعد وہ کوئی دوسرا راستہ بھی اختیار کر سکتی ہے۔" جاوید نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "یہ ناممکن نہیں ہے کہ اس کے بچھائے ہوئے جال میں تمہارے ڈیڈی پھنس جائیں اور اپنا وصیت نامہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو گیا روبی تو جو کچھ تمہیں ملنے والا ہے وہ بھی وہ چھین لے گی۔"

"مگر مجھے تو یوں بھی کچھ ملنے والا نہیں۔" روبی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟" جاوید نے چونک کر پوچھا۔

"اپنی وصیت کے مطابق ڈیڈی مجھے بھی فاخرہ بیگم کی طرح اپنی دولت میں سے گزر اوقات کے علاوہ کچھ اور نہیں دیں گے" روبی نے بتایا۔

"کیوں؟" جاوید بولا۔ "اگر تم دونوں میں سے کوئی بھی جائیداد کا وارث نہیں ہوگا تو ان کی جائیداد کس کو ملے گی؟"

"پوری تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے۔" روبی نے کہا۔ "لیکن یہ ضرور معلوم ہے کہ ڈیڈی، اپنی ملکیت سے ایک ٹرسٹ قائم کرنا چاہتے ہیں مگر اس کے علاوہ ایک بات اور بھی جاوید۔"

"وہ کیا؟"

"اگر میں نے تمہارے ساتھ شادی نہ کی تو مجھے جائیداد میں سے حصہ ملے گا لیکن اگر شادی تم سے کر لی تو مجھے کچھ نہیں ملے گا۔"

"وہاٹ؟ دِس اِز ٹو مچ روبی۔" جاوید نے غصے سے کہا۔ "تمہارے ڈیڈی اگر یہی کرنا چاہتے ہیں تو پھر تمہیں اپنے حصے کے لیے ضرور لڑنا چاہیے۔"

"کس طرح؟" روبی نے کہا۔ "یہ زمین جائیداد ہماری خاندانی نہیں ہے یہ ساری جائیداد میرے ڈیڈی نے اپنی محنت سے بنائی ہے۔ اس لیے وہ زندگی میں اپنے ہاتھوں سے جسے چاہیں دے سکتے ہیں انہیں کوئی روک نہیں سکتا لیکن ایک بات شاید تمہاری سمجھ میں نہیں آئی ہوگی۔"

"وہ کیا؟" جاوید نے پوچھا۔

"ڈیڈی اگر ایسی وصیت تیار کرتے ہیں تو یہ ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی۔"

"فائدہ مند؟" جاوید نے حیرت سے روبی کی طرف دیکھا۔ "تمہیں کچھ دیے بغیر اگر وہ اپنی جائیداد سے ٹرسٹ بنا دیتے ہیں تو اس میں بھلا ہمارا کیا فائدہ ہوگا؟"

"ان کی جائیداد سے ہمیں کچھ نہیں ملے گا یہ جاننے کے بعد اگر ہم اپنی شادی کے ارادے پر قائم رہتے ہیں تو ڈیڈی کو اس بات کا یقین تو ہو ہی جائے گا کہ تم واقعی مجھے چاہتے ہو اور ان کی دولت سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ پھر شاید وہ ہمیں شادی کی اجازت بھی دے دیں۔"

"ان کی اجازت کی اب ضرورت بھی کس کو ہے؟" جاوید نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "وہ اگر تمہیں اپنی وراثت سے محروم کر دیتے ہیں تو پھر تم ان کی بیٹی ہی کہاں رہی؟ ایسی حالت میں

ہمیں ان کی اجازت کی ضرورت ہی کیا ہے؟ وہ اگر تمہیں بیٹی نہیں سمجھتے تو تمہیں بھی ان کو باپ سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

''لیکن ان کی جائیداد میں سے اگر مجھے حصہ نہ ملے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں ان کی بیٹی نہیں ہوں۔'' روبی نے کہا۔ ''فرض کرلو کہ اگر وہ دولت مند نہ ہوتے تو کیا میں ان کی اجازت کے بغیر ہی شادی کر لیتی؟''

''وہ ایسی وصیت تیار کرانے والے ہیں یہ جان کر بھی تم ان کی اجازت کے انتظار میں بیٹھی ہو؟'' جاوید نے کہا۔ ''مجھے تو تمہارے خیالات پر بھی حیرت ہوتی ہے۔''

''اس میں حیرت کی بات ہی کیا ہے؟'' روبی نے کہا۔ ''وصیت کا اور ان کی دولت کا ان کی رضامندی سے تعلق ہی کیا ہے۔ یہ اجازت تو میں ایک بیٹی ہونے کے ناتے ان سے مانگ رہی ہوں وہ مجھے اپنے وارث کی حیثیت سے محروم کر رہے ہیں لیکن بیٹی کی حیثیت سے نہیں۔''

''اس کا مطلب یہ ہے کہ اب بھی ان کی مرضی کے بغیر تم مجھ سے شادی نہیں کرو گی؟''

''میں کہہ تو چکی ہوں جاوید...... کہ نہیں کروں گی۔'' روبی نے جواب دیا۔

''تم بہت جذباتی لڑکی ہو روبی......'' جاوید بولا۔ ''بہت ہی عجیب۔''

''تم چاہے کچھ بھی سمجھو۔'' روبی بولی۔ ''لیکن میں اتنی مطلبی تو ہرگز نہیں ہوں کہ اگر مجھے باپ کی جائیداد میں سے حصہ نہ ملے تو میں اپنے دل سے ان کی محبت ہی نکال پھینکوں۔ ویسے بھی تم مجھ سے ان کی دولت کی خاطر شادی تو نہیں کر رہے ہو۔ اس لیے ڈیڈی اپنی دولت کا جو چاہیں کریں ہمیں اس سے کیا؟ ہم نے اپنی محبت کو ان کی دولت سے تو وابستہ نہیں کر رکھا ہے۔''

''لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر وہ تمہارے ساتھ اس قدر ظالمانہ سلوک کر سکتے ہیں تو پھر تمہیں بھی ان سے ہمدردی نہیں ہونی چاہیے۔'' جاوید ذرا غصے میں بولا۔

''وہ ظلم کرنا اور ظالم بننا نہیں چاہتے جاوید۔'' روبی نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ ''وہ تو مجھے، تمہیں اور فاخرہ بیگم کو اپنے پیمانے میں ناپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میرے ڈیڈی کو تم نہیں جانتے انہیں مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ فاخرہ بیگم بھی نہیں۔''

''اگر ایسی بات ہے تو مجھے اس معاملے پر پھر سے غور کرنا پڑے گا۔'' جاوید نے کہا۔

''ہاں سوچو۔ آرام سے سوچنا اب بہت ضروری ہو گیا ہے۔'' روبی ہنس کر بولی۔ ''اب

بتاؤ پھر کب ملو گے؟''

''دو ایک روز بعد فون کروں گا۔''

''دو دن بعد؟'' روبی نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''میں نے کہا نا کہ میں اطمینان سے سوچنا چاہتا ہوں۔'' جاوید نے روکھائی سے کہا۔ ''اس کے علاوہ دو ایک ضروری کام بھی ہیں جنہیں جلدی کرنا ہے۔ فارغ ہو کر فوراً ہی تمہیں فون کروں گا۔''

''اوکے......'' روبی نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆=====☆=====☆

شفیق کے بارے میں جب فاخرہ نے کمال صابر سے بات کی تھی تو اسے یقین تھا کہ کمال اس کے متعلق معلومات حاصل کر کے اسے فون ضرور کرے گا لیکن اسے یہ توقع نہیں تھی کہ اس کے نہ ملنے پر وہ اپنا پیغام گھر کے کسی فرد کو لکھوا دے گا۔ اسے کمال صابر کی اس حماقت پر تعجب ہو رہا تھا کہ اگر وہ فون پر موجود نہیں تھی تو اسے دوبارہ فون کرنے کا کہہ کر فون بند کر دینا چاہیے تھا۔ مگر غلطی اس کی اپنی بھی تو تھی اس نے کمال صابر کو اس کی تاکید ہی کب کی تھی؟ اس نے کمال صابر کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس سلسلے میں اس کے گھر کے کسی فرد کو کچھ معلوم ہونا نہیں چاہیے اس کا تو یہی خیال تھا کہ کمال صابر خود ہی سمجھ جائے گا کہ یہ بات کتنی سنجیدہ ہے؟ اور اسے دوسروں سے چھپا کر رکھنا ہے لیکن اس کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا تھا۔ کمال صابر نے شفیق کے معاملے کو ایک معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا ورنہ وہ ایسا کبھی نہ کرتا۔ اس خیال کے آتے ہی فاخرہ نے اسے آئندہ ہوشیاری سے کام لینے کے لیے کہہ دینا ہی مناسب سمجھا اور اس کے لیے اس نے موقع پا کر دو تین بار کمال صابر کو فون بھی کیے لیکن کمال صابر سے اس کا رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔

جس رات فاخرہ نے جمشید صاحب اور روبی کے درمیان وصیت نامے کے بارے میں ہونے والی بات چیت کو چھپ کر سنا تھا اس کے دوسرے روز گھر میں کوئی نہیں تھا اس لیے اس نے ایک بار پھر کمال صابر کے گھر نمبر ملایا تھا اور اس بار وہ کمال سے بات کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے فون پر اس کی آواز سنتے ہی پوچھا۔ ''ارے کہاں غائب ہو گئے تھے۔ یہ میرا چوتھا فون ہے اور تمہارا کہیں پتا ہی نہیں۔''

''سوری فاخرہ۔'' دوسری جانب سے کمال صابر نے بتایا۔ ''نئی فلم کی تیاری میں ان

دنوں بہت مصروف ہوں۔ صبح جاتا ہوں اور رات گئے میں واپس آتا ہوں اور ہاں ... وہ تمہارے شفیق نے تو اپنا گھر بدل لیا ہے۔ اسے کہاں ڈھونڈا جائے؟''

''ہیرا منڈی اور نسبت روڈ میں۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''وہاں اس کے بہت سے دوست ہیں۔''

''ٹھیک ہے میں پوری کوشش کروں گا۔''

''اور کمال دیکھو یہ بات ہمیں صرف اپنے درمیان ہی رکھنی ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''میرے گھر میں کسی کو اس کی خبر نہیں ہونی چاہیے۔ اب اگر تم کبھی فون کرو اور میری بجائے کوئی دوسرا فون پر موجود ہو تو برائے مہربانی اسے اپنا پیغام وغیرہ مت نوٹ کرانا۔ پچھلی بار یہ حماقت تم نے کی تھی۔''

''تو کیا یہ بات جمشید صاحب سے خفیہ رکھنی ہے؟'' کمال صابر نے پوچھا۔

''ہاں۔''

''لیکن کیوں؟''

''یہ میں تمہیں اس وقت نہیں بتا سکتی۔'' فاخرہ دھیرے سے بولی۔

''مگر جہاں تک میرے علم میں ہے تم کوئی بات ان سے چھپاتی نہیں ہو۔'' دوسری جانب سے کمال صابر نے کہا۔ ''یہاں تک کہ ہماری گہری دوستی کی بات بھی تم نے انہیں بتا دی تھی۔''

''یہ سچ ہے کہ میں ان سے کچھ چھپانا نہیں چاہتی تھی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''لیکن اب میں بہت سی باتیں انہیں نہیں بتاتی۔ اب تو کچھ ایسی مشکلیں پیدا ہو چکی ہیں کہ مجبوراً مجھے ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔''

''آئی سی۔ ویسے مجھے امید ہے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ڈونٹ وری۔'' کمال صابر نے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اسے تسلی دی۔

''لیکن سب ٹھیک نہیں ہے کمال۔'' فاخرہ کی آواز بھرا گئی۔ ''اسی لیے تو میں نے تمہیں یاد کیا ہے۔''

''ہر میاں بیوی کے ساتھ کبھی نہ کبھی کچھ غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔'' کمال نے کہا۔ ''ویسے بات کیا ہے؟''

''یہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''میں آج کل ذہنی طور پر اس قدر

الجھی ہوئی ہوں کہ خود پر قابو رکھنا بھی میرے لیے دشوار ہو گیا ہے۔ کمال میں ایسے حالات میں گھری ہوئی ہوں کہ کسی وقت بھی کچھ کر سکتی ہوں۔ ان حالات میں مجھے تم جیسے دوست کی ضرورت ہے جس سے میں مشورہ اور مدد لے سکوں۔''

''میں تمہارے ساتھ ہوں فاخرہ۔'' کمال صابر نے اسے سمجھایا۔ ''مگر مجھے بات کا علم تو ہونا چاہیے۔''

''کمال تم ہی میرے واحد دوست ہو۔'' فاخرہ سسکیوں کے درمیان بولی۔ ''آج اگر میرے اپنے لوگ میرے نہ رہیں تو دنیا میں تمہارے سوا میرا اور کون ہے؟ میں ساری بات بھی بتاؤں گی اور تم سے مدد بھی لوں گی۔''

''اگر ایسی بات ہے تو مجھ سے آ کر ملو۔'' کمال نے کہا۔ ''یہ ساری باتیں فون پر نہیں ہو سکتیں بتاؤ کب آنا چاہتی ہو؟''

''لیکن ابھی تو میں تمہیں مل بھی نہیں سکتی کمال۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''تم بھی کام میں مصروف ہو۔''

''تم ملنے کا وعدہ کرو تو میں ہر کام چھوڑ کر وقت نکال لوں گا۔'' کمال صابر نے کہا۔

''مجھے تم پر یقین ہے لیکن اس وقت ہمارا ملنا ٹھیک نہیں ہے۔''

''تم میری تشویش میں اضافہ کر رہی ہو۔'' کمال نے کہا۔ ''یہ بتاؤ کہ جمشید صاحب سے تمہارا کوئی بڑا جھگڑا تو نہیں ہوا؟ تمہاری گھریلو زندگی تو سلامت ہے نا؟''

''مجھے نہیں معلوم کمال۔ مجھے نہیں معلوم۔'' فاخرہ نے روتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ہذیانی تھا۔ ''مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے اور میں کیا کرنے والی ہوں؟ حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ہو کر ہی رہے گا اور اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی تو میں خاموش بیٹھی نہیں رہوں گی۔''

''فاخرہ...... اب پوری بات جانے بغیر مجھے چین نہیں پڑے گا۔'' کمال صابر نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ ''اگر تم نہیں آ سکتیں تو کہو میں خود تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔''

''نہیں...... نہیں کمال یہاں آنے کی غلطی ابھی مت کرنا۔'' فاخرہ نے فوراً ہی کہا۔ ''تمہیں یہ بات بھی پوشیدہ رکھنی ہے کہ ہماری فون پر بات ہوئی ہے۔''

''لیکن کیوں؟ مجھے سمجھاؤ فاخرہ کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟''

''تمہیں صرف اتنا ہی سمجھ لینا ہے کمال کہ میں مصیبت میں ہوں۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور

اس مصیبت سے نکلنے میں مجھے تمہاری، دلی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

"میں تمہاری مدد کروں گا......مگر......"

"شکریہ۔اب میں فون بند کرتی ہوں۔" فاخرہ نے کہا۔"میں کوشش کروں گی کہ تم سے آ کر مل لوں اور کبھی اچانک فون بھی کر لوں لیکن تم مجھے فون مت کرنا اور شفیق کو تلاش کرنا بھی مت بھولنا۔" اتنا کہہ کر فاخرہ نے ریسیور رکھ دیا۔

☆=====☆=====☆

جمشید صاحب ایک مکمل کاروباری آدمی تھے۔لاہور میں ان کا امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر تو تھا ہی لیکن پنڈی میں ان کی ایک آئل پینٹ کی بہت بڑی فیکٹری بھی تھی۔جس کی دیکھ بھال ان کی فیکٹری کے پارٹنر سجاد حسین کیا کرتے تھے۔یعنی پروڈکشن کی ذمے داری سجاد حسین نے سنبھال رکھی تھی اور سیل کی دیکھ بھال خود جمشید صاحب لاہور میں رہ کر کیا کرتے تھے۔کاروباری حلقوں میں جمشید صاحب کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔سب ہی لوگ ان کی سمجھ بوجھ کے قائل تھے اور ان کے فیصلوں کی قدر کرتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ وہ پچھلے کئی سالوں سے بزنس آرگنائزیشن کے جنرل سیکرٹری کے عہدے پر بھی فائز تھے۔ہر سال آرگنائزیشن کی جانب سے ایک بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا جاتا تھا۔یہ تقریب کاروباری حضرات محض آپس میں مل بیٹھنے کے لیے منعقد کرتے تھے۔جس میں سب لوگ اپنے اپنے اہل خانہ کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور اس طرح انہیں کاروبار سے ہٹ کر ایک دوسرے کے خاندانوں سے متعارف ہونے کا موقع مل جاتا تھا۔ڈنر کی یہ شاندار تقریب ہمیشہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں منعقد کی جاتی تھی۔جمشید صاحب اس تقریب میں ہر بار بڑی خوشی سے شریک ہوتے تھے۔پہلے روبی کی ممی اس موقع پر ان کے ساتھ ہوتی تھیں، پھر بعد میں یہ جگہ فاخرہ بیگم نے سنبھال لی تھی۔

لیکن اس بار جمشید صاحب بہت بجھے بجھے سے تھے جب ڈنر کا پروگرام ان کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے کسی خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کیا لیکن آرگنائزیشن کی دیرینہ رسم کے مطابق تو یہ تقریب ہونی ہی تھی اس لیے انہوں نے ہوٹل وغیرہ کی بکنگ کرادی تھی۔مگر اس کے باوجود ان کا تقریب میں جانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ہر سال جب وہ اس تقریب میں شریک ہوتے تھے تو پوری محفل ان کے قہقہوں سے گونجنے لگتی تھی۔لوگ ان کی خوش مزاجی اور فاخرہ کے حسن کی تعریف کرتے نہ تھکتے تھے لیکن اس سال ایسی کوئی بات نہیں تھی۔وہ ذہنی طور

پر پریشان اور بجھے بجھے سے تھے اور فاخرہ کا حسن بھی کئی دنوں سے مرجھایا ہوا سا تھا۔دراصل وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان دونوں کے درمیان جو تلخی پیدا ہو گئی ہے اس کا علم ان کے سارے دوستوں کو بھی ہو جائے یہی وجہ تھی کہ وہ چند دنوں سے کوئی ایسی ترکیب ڈھونڈ رہے تھے کہ بات بھی بن جائے اور کسی کو کوئی شک بھی نہ ہو۔

پھر جب ڈنر کا دعوت نامہ فاخرہ کو ملا تو اس نے جمشید صاحب سے کہا۔"آپ کو معلوم تو ہو گا لیکن پھر بھی کہہ رہی ہوں کہ ہفتے والے دن شام کے وقت ہمیں بزنس آرگنائزیشن کی سالانہ ڈنر پارٹی میں جانا ہو گا۔"

"ہاں......ہاں......" جمشید صاحب نے جان بوجھ کر چونکنے کی اداکاری کی۔"مجھے یاد ہے مگر ابھی تو دو دن باقی ہیں۔"

"میں اس پارٹی میں یہ ساڑھی پہن کر جاؤں گی۔" فاخرہ نے ایک نئی ساڑھی انہیں دکھاتے ہوئے کہا۔"کیسی ہے؟"

"لیکن اس بار پارٹی میں جانے کی میری خواہش نہیں ہے۔" جمشید صاحب نے کہا۔

"وہ کیوں؟" فاخرہ نے پوچھا۔"کوئی خاص وجہ......؟"

"وجہ کچھ بھی نہیں۔بس جی نہیں چاہتا۔" جمشید صاحب نے بے دلی سے کہا۔"لیکن چونکہ تم نے تیاری کر لی ہے تو تھوڑی دیر کے لیے چلے چلیں گے۔" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے اور فاخرہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔

☆=====☆=====☆

ہر سال کی طرح بزنس آرگنائزیشن کی ڈنر پارٹی اس بار بھی بڑی شاندار رہی۔فاخرہ کی توقع کے مطابق جمشید صاحب نے اپنی باتوں سے کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ ان کی بیوی سے ان بن ہے۔وہ پارٹی کے دوران میں فاخرہ سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے رہے۔جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔پارٹی تک تو جمشید صاحب کا موڈ بہت اچھا رہا' لیکن جب وہ پارٹی سے گھر واپس آئے تو پہلے کی طرح گمبھیر اور سنجیدہ دکھائی دینے لگے۔ڈرائنگ روم سے گزرتے ہوئے جب ان کی نظر روبی کے کمرے کے کھلے ہوئے دروازے پر پڑی تو وہ اسی جانب بڑھ گئے اور دروازے سے اندر جھانک کر بولے۔"کیا بات ہے بیٹی' تم ابھی تک سوئی نہیں ہو؟"

"نہیں ڈیڈی۔" روبی نے کتاب پر سے نظریں اٹھا کر کہا۔"میں آپ کو گڈ نائٹ کہنے

کے لیے جاگ رہی ہوں۔"

"تو پھر کہہ ڈالو گڈ نائٹ۔" جمشید صاحب نے مسکرا کر کہا۔ "اگر مجھے گڈ نائٹ کہنے کے لیے ہی جاگ رہی تھیں تو کار کی آواز سن کر باہر کیوں نہیں آئیں؟"

"پیراگراف ختم کر کے اُٹھنے ہی والی تھی۔" روبی نے ہنس کر کہا۔ "مگر اتنے میں تو آپ خود ہی اُوپر آ گئے۔"

"تو گویا یہ ناول اس قدر دلچسپ ہے کہ تم اسے چھوڑ کر اُٹھ نہ سکیں۔" جمشید صاحب مسکرا کر آگے بولے۔ "کیا کوئی تھرل ہے؟"

"نہیں ڈیڈی مسٹری ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔" جمشید صاحب ذرا سنجیدگی سے بولے۔ "مگر رات کو دیر تک پڑھنے کی عادت کو ترک کر دو۔ اس قسم کی کہانیوں کو پڑھنے سے فائدہ بھی کیا ہے؟"

"اب تو پڑھنا بہت ہی کم کر دیا ہے ڈیڈی میں نے۔" روبی نے جلدی سے کہا۔ "لیکن رات کے وقت پڑھے بغیر نیند ہی نہیں آتی۔"

"اچھا۔ جاؤ اب سو جاؤ گڈ نائٹ۔"

"گڈ نائٹ ڈیڈی۔" روبی نے کہا اور جمشید صاحب کے مڑتے ہی پھر کتاب کو کھول کر پڑھنے لگی لیکن اچانک فون کی گھنٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑی اور کتاب بند کر کے بڑبڑا کر بولی۔ "اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے؟"

"میں دیکھتا ہوں۔" جمشید صاحب کمرے کے دروازے تک پہنچ کر واپس آتے ہوئے بولے۔ ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سن کر فاخرہ بھی ڈرائنگ روم کے دروازے پر آ کر رک گئی تھی۔ جمشید صاحب نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا اور بولے ہیلو...... کون؟ پنڈی سے؟ ہاں...... ہاں...... میں جمشید صاحب ہی بول رہا ہوں۔ کون رحیم داد؟ آواز صاف نہیں آ رہی ہے۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا؟ اچھا۔ اچھا کیا؟ سجاد بھائی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے؟ حالت سیریس ہے؟ ہاں ہاں میں ابھی روانہ ہو رہا ہوں۔ ذرا فون بھابی کو دو میں بات کروں گا۔ کیا کہا؟ گھر کا فون خراب ہے؟ تو کیا کہیں باہر سے فون کر رہے ہو؟ ٹھیک ہے تم بھابی کو بتا دو کہ وہ فکر مند نہ ہوں۔ میں اسی وقت نکل رہا ہوں۔ ڈاکٹر سے کہنا کہ وہ سجاد بھائی کے پاس ہی رہیں۔ ہاں...... ہاں...... میں اپنی کار پر آ رہا ہوں۔" جمشید صاحب نے ریسیور رکھ دیا اور باری باری فاخرہ اور روبی کو دیکھنے لگے۔

"کیا بات ہے؟" فاخرہ نے ان سے پوچھا۔

"کیا سجاد انکل کو اٹیک ہوا ہے ڈیڈی؟" روبی نے بھی پوچھا۔

"ہاں...... پنڈی سے منشی رحیم داد کا فون تھا۔" جمشید صاحب نے جلدی جلدی کہا۔ "صبح کا انتظار کرنا بیکار ہے اس لیے میں ابھی بذریعہ کار روانہ ہو رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر فوراً ہی فون کر دوں گا لیکن نہیں گھر کا فون خراب ہے خیر صبح کے وقت کہیں سے فون کر دوں گا۔"

اتنا کہہ کر انہوں نے فاخرہ کی جانب دیکھا اور بولے۔ "تم میرے چھوٹے سفری بیگ میں دو جوڑے کپڑے اور شیونگ کا سامان وغیرہ ڈال دو۔" فاخرہ کو یہ ہدایت دینے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلے گئے اور پھر چند منٹوں بعد ہی وہ اپنی کار پر بیٹھ کر پنڈی کے لیے روانہ ہو گئے۔

سجاد حسین صاحب ان کے پارٹنر تھے اور آئل پینٹ کی فیکٹری وہی چلاتے تھے۔ ان کا جسم ذرا موٹاپے کی جانب مائل تھا لیکن انہیں ہارٹ کی کوئی شکایت نہیں تھی۔ مگر بعض اوقات پہلا حملہ بھی جان لیوا ثابت ہوتا ہے یہی سوچ کر جمشید صاحب پریشان ہو گئے تھے۔ فاخرہ اور روبی بھی فکر مند نظر آنے لگی تھیں۔

☆=====☆=====☆

اپنے کمرے سے نکل کر روبی جب ڈرائنگ روم میں آئی تو اس وقت صبح کے پونے چھ بج رہے تھے۔ اس رات فاخرہ اور روبی ٹھیک سے سو نہیں سکیں تھیں۔ روبی کے ساتھ ساتھ فاخرہ بھی اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ رات کو سونے سے قبل وہ ٹیلیفون سیٹ کا تار اتار کر اپنے بیڈروم میں لے گئی تھی۔ سب سے پہلے اس نے ٹیلیفون سیٹ کا تار ڈرائنگ روم کے کنکشن میں لگایا۔ پھر ٹیلیفون سیٹ کو تپائی پر رکھنے کے بعد وہ بھی روبی کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد روبی نے پوچھا۔ "رات کو کوئی خبر آئی تھی؟"

"نہیں۔" فاخرہ نے جواب میں کہا۔

"ہم خود ہی فون کر کے پوچھ لیں تو......؟" روبی نے کہا۔

"سجاد صاحب کے گھر کا فون خراب ہے۔ کیسے بات ہو گی؟" فاخرہ نے کہا۔

"اس وقت تک شاید انکل کی طبیعت بہتر ہو گئی ہو۔"

"ویسے تم چاہو تو فون کر کے دیکھ لو شاید فون ٹھیک ہو گیا ہو۔" فاخرہ نے کہا۔ "لیکن اگر ایسا ہوتا تو تمہارے ڈیڈی اپنی اور ان کی خیریت کی اطلاع ضرور ہمیں دیتے۔ شاید سجاد

صاحب کی طبیعت سنبھل گئی ہوگی اور تمہارے ڈیڈی تھوڑی دیر کے لیے سو گئے ہوں گے۔ ممکن ہے تھوڑی دیر بعد ان کا فون آ جائے ابھی تو صرف پونے چھ ہی بجے ہیں۔ ہمیں تھوڑی دیر اور انتظار کر لینا چاہیے۔''

لیکن روبی نے فاخرہ کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور ٹیلیفون سیٹ کو صوفے پر رکھ کر خود ہی نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ دو چار بار کی ڈائیلنگ کے بعد لائن مل گئی۔ دوسری جانب گھنٹی بجنے کی آواز سن کر روبی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور فاخرہ کی دیکھ کر بولی۔ ''گھنٹی تو بج رہی ہے۔'' پھر اچانک اسے دوسری طرف سے سجاد حسین صاحب کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر اس آواز کو سنا اور پھر بڑی حیرت سے بولی۔

''انکل...... آپ؟ کیسی طبیعت ہے آپ کی؟''

''میری طبیعت کو کیا ہوا ہے بیٹی۔'' دوسری جانب سے سجاد حسین صاحب نے کہا۔ ''لیکن تم نے اتنی صبح کو کیوں فون کیا ہے۔ جمشید صاحب تو ٹھیک ہیں نا؟''

''وہ تو رات کو ہی آپ کے پاس آنے کو نکلے ہیں۔'' روبی نے جلدی جلدی انہیں بتایا۔ ''رات کو دس بجے آپ کے منشی رحیم داد کا فون آیا تھا کہ آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اس لیے ڈیڈی فوراً ہی بائی کار یہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔''

''لیکن یہاں تو وہ آئے نہیں ہیں۔'' سجاد حسین نے کہا۔

''کیا؟ ڈیڈی وہاں نہیں پہنچے؟'' روبی کی آواز کانپ گئی۔

''نہیں اور منشی رحیم داد تو دو روز سے چھٹی پر ہے...... پھر یہ فون کس نے کیا ہے؟''

''ڈیڈی کو آواز صاف نہیں آ رہی تھی۔'' روبی نے کہا۔ ''انہوں نے رحیم داد سے اس کی آواز کے بارے میں پوچھا بھی تھا۔ رحیم داد نے بتایا تھا کہ گھر کا فون خراب ہے اس لیے وہ باہر سے فون کر کے اطلاع دے رہا ہے۔''

''یہ بالکل جھوٹ ہے بیٹی۔'' سجاد صاحب نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''میرا فون بالکل ٹھیک ہے اور رحیم داد چھٹی پر ہے اور جمشید صاحب یہاں نہیں آئے ہیں۔''

''تو ڈیڈی......'' اتنا کہہ کر روبی نے ایک لمحے کے لیے فاخرہ کی طرف دیکھا۔ پھر یکا یک اس نے ریسیور کو زور سے پٹخ دیا اور بھری ہوئی شیرنی کی طرح دھاڑتی ہوئی فاخرہ سے بولی۔ ''میرے ڈیڈی کہاں ہیں فاخرہ بیگم؟ جواب دو کہاں ہیں میرے ڈیڈی؟''

☆=====☆=====☆

ٹیلیفون خود سجاد صاحب نے اٹھایا تھا اور روبی نے انہی سے بات کی تھی۔ اس گفتگو کے بعد تو اب کسی شک کی گنجائش ہی نہیں تھی کہ سجاد صاحب خیریت سے ہیں اور جمشید صاحب کو دھوکا دے کر بلایا گیا ہے۔ روبی نے مشکوک نظروں سے جب فاخرہ بیگم کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہ اسے خاصی مطمئن اور پُرسکون نظر آ رہی تھی۔ روبی نے یہ بات بھی محسوس کی تھی کہ اس کے ڈیڈی کے ساتھ ہونے والے دھوکے کی خبر سن کر بھی فاخرہ بیگم نے کسی ردِعمل کا اظہار نہیں کہ جیسے جو کچھ بھی ہوا ہے وہ اس کی توقع کے مطابق ہی ہوا ہو۔

''تم تو اس طرح پوچھ رہی ہو روبی جیسے میں نے تمہارے ڈیڈی کو کہیں گم کر دیا ہو؟'' تھوڑی دیر بعد فاخرہ بیگم نے روبی کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی پنڈی نہیں پہنچے ہیں اور سجاد انکل کی طبیعت بھی ٹھیک ہے' انہوں نے اپنے منشی کے ذریعہ ڈیڈی کو فون بھی نہیں کرایا۔ اس لیے صاف ظاہر ہے کہ ڈیڈی کو اغوا کر لیا گیا ہے؟ اور اس میں یقیناً تمہارا ہاتھ ہے۔'' روبی دھاڑتی ہوئی بولی۔

''تم جذباتی بن کر سوچ رہی ہو۔'' فاخرہ پُرسکون لہجے میں بولی۔ ''ممکن ہے وہ اغوا نہ ہوئے ہوں اور......''

''اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کب کے پنڈی پہنچ چکے ہوتے۔'' روبی نے اس کی بات کاٹ دی۔

''شاید راستے میں گاڑی خراب ہو جانے کی وجہ سے وہ نہ پہنچ سکے ہوں...... رات کے وقت اگر اس راستے پر کار خراب ہو جائے تو پھر گھنٹوں لگ جاتے ہیں۔'' فاخرہ نے کہا۔

''لیکن اگر ایسا ہوتا تو وہ فون ضرور کرتے۔'' روبی نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کہاں سے کرتے؟ اور کب کرتے؟'' فاخرہ نے جواب دیا۔ ''کیا وہاں پر ہر فرلانگ پر ٹیلیفون بوتھ لگے ہوئے ہیں؟ کار کے سفر میں بہت سی دشواریاں بھی پیش آ سکتی ہیں لیکن ان سب کو نظر انداز کر کے تم صرف مجھ پر ہی شک کر رہی ہو؟ آخر تم ہر وقت میرے خلاف ہی کیوں سوچتی رہتی ہو؟''

''تم جس طرح بات کر رہی ہو اسے دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ تمہیں ڈیڈی کی رتی بھر بھی پروا نہیں ہے۔'' روبی نے نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔ ''تمہارے چہرے اور تمہاری باتوں سے یوں لگ رہا ہے جیسے تمہیں بے حد خوشی ہوئی ہو۔''

''سجاد انکل خیریت سے ہیں۔ انہیں ہارٹ اٹیک نہیں ہوا ہے۔ یہ خبر کیا اس خوشی کے

لیے کافی نہیں ہے؟'' فاخرہ نے پوچھا۔

''بالکل ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن ڈیڈی وہاں نہیں پہنچے جبکہ انہیں بہت دیر پہلے وہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔ کیا یہ تشویش کی بات نہیں ہے؟''

''وہ ضرور پہنچ جائیں گے۔'' فاخرہ پُرسکون لہجے میں بولی۔ ''دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔ مجھے اس پر تشویش ضرور ہے لیکن تم اس قدر جذباتی ہوگئی ہو کہ میری پریشانی تمہیں نظر نہیں آ رہی۔''

''میں سب دیکھ رہی ہوں۔'' روبی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''اور اب میں یہ سوچ رہی ہوں کہ انہیں دھوکے سے فون کر کے گھر سے باہر بلانے والا کون شخص ہو سکتا ہے؟''

''یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اس قدر گھبرا جانے سے کام نہیں چلے گا۔ انہیں کس نے فون کیا تھا؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ سب معلوم کرنے کے لیے ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہوگا۔ اور اگر کوئی ایسی ویسی بات نظر آئی تو صرف پولیس ہی ہماری مدد کر سکتی ہے۔''

''تو پھر میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں۔'' کہہ کر روبی فون کی جانب بڑھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ روبی نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔ اس کا خیال تھا کہ فون اس کے ڈیڈی کا ہی ہوگا۔ فاخرہ بھی تیزی سے وہاں آ گئی تھی لیکن دوسری جانب سے کسی مرد کی ایک اجنبی سی آواز سنائی دی جو صرف فاخرہ بیگم سے بات کرنا چاہتا تھا' اور روبی اس سے پوچھ رہی تھی۔ ''لیکن آپ کون ہیں؟ آپ کو فاخرہ بیگم سے کیا کام ہے؟''

روبی کے اس سوال کے جواب میں وہ بھاری اور کڑک دار آواز کچھ اور زیادہ کڑک دار ہوگئی۔ اس اجنبی شخص نے جب فوراً ہی فاخرہ بیگم کو فون پر بلانے کی تاکید کی تو روبی نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں انہیں بلاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے ریسیور فاخرہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

''ہیلو کون ہیں آپ؟ ہاں میں فاخرہ بول رہی ہوں ہاں۔ ہاں...... مگر آپ کون ہیں؟'' فاخرہ کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔ ''اچھا۔ اچھا ویٹ اے منٹ...... میں فون دوسرے کمرے میں لے جا رہی ہوں۔ پلیز ہولڈ آن......'' یہ کہہ کر جب فاخرہ فون کا پلگ کھول کر ٹیلی فون دوسرے کمرے لے جانے لگی تو روبی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''یہ کون ہے؟ کیا کہنا چاہتا ہے؟ تم اس سے تنہائی میں بات کرنے کے لیے فون یہاں سے ہٹا رہی ہو لیکن میں ایسا نہیں کرنے دوں گی۔ تمہیں جو بات بھی کرنا ہے میری موجودگی

میں میرے سامنے کرو۔''

لیکن فاخرہ نے اس کی بات اَن سنی کر دی اور اسے دھکا دے کر اپنے سامنے سے ہٹاتی ہوئی تیزی سے ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

اس کی اس حرکت سے روبی کو یقین ہو گیا کہ فاخرہ ضرور کوئی خطرناک کھیل' کھیل رہی ہے اور اس کے ڈیڈی یقیناً اس خطرناک کھیل کا شکار ہو چکے ہیں جس کے پیچھے فاخرہ کا ہی ہاتھ ہے اور فون پر بات کرنے والا شخص اس سازش کے بارے میں ضرور کوئی خاص اطلاع فاخرہ کو دینا چاہتا ہے۔ جب ہی تو وہ فون اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئی ہے تاکہ تنہائی میں وہ بات سن سکے' ایک کڑک دار آواز والے شخص کو فاخرہ نے شاید ڈارلنگ کہہ کر مخاطب کیا تھا اور روبی کو دھکیلتی ہوئی ٹیلیفون اٹھا کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔ فاخرہ کی ان سب باتوں سے صاف اندازہ ہوتا تھا کہ اب اسے کسی کی پروا ہے اور نہ کسی کا خوف اس کے دل میں ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اسے دھکا مارنے کی ہمت کبھی نہ کرتی یقیناً کوئی خطرناک سازش اس کے ڈیڈی کے خلاف ہو رہی ہے۔ روبی کا ذہن بار بار یہی سوچ رہا تھا۔ سوچتے سوچتے اچانک جو خیال سب سے پہلے اس کے ذہن میں ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ اسے فاخرہ کے کمرے کا دروازہ توڑ دینا چاہیے اور دوسرا خیال یہ تھا کہ اسے اپنے غصے پر قابو رکھ کر اصل راز پر سے پردہ ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ اس لیے اس نے فوراً ہی ان خیالوں کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا اور فون پر ہونے والی گفتگو کو سننے کے لیے فاخرہ کے کمرے کے بند دروازے کی جانب لپکی۔ دروازہ اندر سے بند تھا جس کے پیچھے بھاری پردہ پڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے اندر سے فاخرہ کی آواز صاف سنائی نہیں دے رہی تھی۔ چند لمحوں تک دروازے سے کان لگا کر کھڑی رہنے کے بعد دوسری جانب کھلنے والی کھڑکی کی طرف بڑھی۔ مگر وہ بھی بند تھی کھڑکی کے دائیں جانب ذرا اوپر ایک روشندان تھا جو آدھا کھلا ہوا تھا۔ اس نے گردن اٹھا کر اس روشندان کو دیکھا اور پھر کھڑکی پر پاؤں رکھ کر اوپر روشندان میں جھانکنے لگی۔ فاخرہ کی آواز اب اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔ اس نے فاخرہ کے چند آخری الفاظ سنے وہ ٹیلی فون پر اس کرخت آواز والے اجنبی شخص سے کہہ رہی تھی۔ ''یہ تو بہت بڑی رقم ہے اور اتنے کم وقت میں اس کا انتظام کیسے ہو سکتا ہے؟ اچھا اچھا ہاں...... میں سمجھ گئی۔ میں کوشش کروں گی ڈارلنگ' ڈونٹ وری جلد سے جلد کرنے کی کوشش کروں گی۔ ٹھیک ہے۔ فون کا انتظار کروں گی۔ او کے......'' یہ کہہ کر فاخرہ نے ریسیور رکھ دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتی روبی پھرتی سے کھڑکی سے نیچے کود پڑی اور دبے پاؤں آگے بڑھ کر برآمدے کی کرسی پر بیٹھ کر فاخرہ کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی' پھر جیسے ہی فاخرہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلی روبی اس سے پوچھ بیٹھی۔ ''یہ کس کا فون تھا؟ مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو نہیں تو آج اچھا نہیں ہوگا۔''

''کس کا فون تھا یہ تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں ہے؟'' فاخرہ اس کے لہجے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خود بھی سخت لہجے میں بولی۔ ''تم اپنے کمرے میں جاؤ اور جا کر آرام کرو۔''

''میں آرام کروں؟ اور اس وقت؟'' روبی بپھر کر بولی۔ ''تم نے میرے ڈیڈی کو اغوا کروایا ہے اور فون پر ان غنڈوں سے معاملات طے کر رہی ہو اور مجھ سے کہہ رہی ہو کہ میں اپنے کمرے میں جا کر آرام کروں۔ آخر تم مجھے سمجھتی کیا ہو؟''

''تم ایک نادان' ناسمجھ اور بے وقوف لڑکی ہو۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''تمہیں دوسروں پر شک کرنے کے سوا کچھ نہیں آتا' تم حاسد بھی ہو اور ضدی بھی۔''

''تو تمہیں پتا ہے کہ میں ضدی لڑکی ہوں؟'' روبی غراہٹ بھری آواز میں بولی۔ ''اب مجھے جواب چاہیے کہ وہ فون کس کا تھا اور تم کس سے بات کر رہی تھیں؟''

''دیکھو روبی آج پہلی بار میں تمہاری سوتیلی ماں کے حق کے ساتھ تم سے کہہ رہی ہوں کہ مجھ سے اس لہجے میں بات نہ کرو اور نہ ہی مجھ سے اس طرح کے سوالات پوچھو بلکہ جو میں کہتی ہوں وہی کرو۔'' فاخرہ نے رعب دار لہجے میں کہا۔ ''جاؤ چپ چاپ اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔''

''میں اپنے ڈیڈی کے سوا کسی کا حکم ماننے کی عادی نہیں ہوں۔'' روبی تلخ آواز میں بولی۔

''تو اب تمہیں عادی بننا پڑے گا۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔

''ایسی کیا بات ہوئی ہے کہ مجھے تمہارا حکم ماننا ہی پڑے گا؟'' روبی نے کہا۔ ''تم نے میرے ڈیڈی کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ یکا یک تم میں حکم چلانے کی ہمت کہاں سے آ گئی؟''

''میں اس گھر کی مالکن ہوں روبی۔'' فاخرہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔ ''اور میں جو کہوں گی وہ تمہیں کرنا ہوگا۔''

''آخر یہ اچانک کیا ہو گیا ہے کہ صرف ایک فون آنے کے بعد تم اس گھر کی مالکن بھی

بن گئیں؟'' روبی نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

''مالکن میں اس فون کے آنے کی وجہ سے نہیں بنی ہوں۔'' فاخرہ نے اطمینان سے جواب دیا۔ ''اس گھر کی مالکن تو میں تمہارے ڈیڈی سے شادی کرنے کے ساتھ ہی بن گئی تھی لیکن اپنا یہ حق استعمال کرنے اور تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت میں نے آج پہلی بار محسوس کی ہے اس لیے کہہ رہی ہوں کہ تم مجھ سے سوالات نہ پوچھو۔ اپنے کمرے میں جاؤ اور مجھے میرا کام کرنے دو۔''

''ٹھیک ہے تم اپنا کام کرو۔'' روبی غصے سے بولی۔ ''اور مجھے بھی اپنا کام کرنا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے کی جانب جانے لگی تو فاخرہ نے آواز دے کر اس سے پوچھا۔

''کہاں جا رہی ہو تم؟''

''پولیس کو فون کرنے۔'' روبی نے پلٹ کر کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' فاخرہ نے بھی غصے سے جواب دیا۔ ''ٹیلیفون آج سے میرے کمرے میں رہے گا اور تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''تمہارے کمرے میں تو میں کبھی جاتی بھی نہیں۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن اگر تم ٹیلیفون وہاں رکھو گی تو مجھے جانا پڑے گا اور اگر تم یہ چاہتی ہو کہ میں تمہارے کمرے میں نہ جاؤں تو ٹیلیفون سیٹ باہر رکھ دو۔''

''لیکن میں تمہیں پولیس کو فون نہیں کرنے دوں گی۔''

''مگر ابھی تھوڑی دیر قبل تو تم نے ہی کہا تھا کہ پولیس کی مدد کے سوا تمہارے ڈیڈی کو تلاش کرنا آسان نہیں ہوگا۔'' روبی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس وقت میں تمہیں سب کچھ سمجھانے کی حالت میں نہیں ہوں۔'' فاخرہ ذرا بے چینی سے بولی۔ ''مگر یہ ضرور کہوں گی کہ ابھی پولیس میں رپورٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اگر ضروری سمجھوں گی تو یہ کام خود ہی کروں گی۔''

''جب سارے ثبوت ضائع ہو جائیں گے اور لاش کو ٹھکانے لگا دیا جائے گا تب پولیس کو خبر کرو گی؟'' روبی نے تلخ لہجے میں کہا۔ ''لیکن میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی۔'' یہ کہہ کر وہ جب پھر فاخرہ کے کمرے کی جانب بڑھی تو اس بار فاخرہ نے جھپٹ کر اس کا راستہ روک لیا اور پھر چھلانگ لگا کر اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

''ٹھیک ہے۔'' روبی بند دروازے پر ہاتھ مار کر زور سے بولی۔ ''تمہاری اس حرکت

سے یہ صاف ظاہر ہے کہ تم نے کیا کیا ہے؟ میں اب پولیس کو خبر دینے میں ذرا سی بھی تاخیر نہیں کروں گی۔ تم اپنا فون اپنے پاس رکھو۔ باہر بہت سے فون ہیں۔'' روبی یہ کہہ کر تیزی سے زینے کی طرف جانے لگی تو اچانک فاخرہ نے اپنے کمرے کا دروازہ کھول دیا اور بولی۔

''ٹھہر جاؤ روبی۔ مہربانی کر کے پولیس کو اطلاع مت دو۔''

''مگر کیوں؟'' روبی نے پلٹ کر پوچھا۔

''اس لیے کہ جاسوسی ناولیں پڑھنے والی لڑکی' وہ بھی تمہارے جیسی لڑکی پولیس کے رابطے میں آ جائے یہ بات مجھے پسند نہیں ہے۔'' فاخرہ نے وہیں کھڑے کھڑے کہا۔

''تمہاری پسند ناپسند سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' کہہ کر وہ زینے سے اتر ہی رہی تھی کہ فاخرہ نے پھر کہا۔ ''ٹھہر جاؤ روبی...... اگر تم نے پولیس کو خبر دی تو تمہیں اپنے ڈیڈی کی قسم ہے۔'' فاخرہ کے آخری لفظ نے روبی کے پیروں میں سو من وزنی زنجیر ڈال دی اور وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔ اب وہ اپنے قدموں میں بندھن ڈالنے والی فاخرہ کو بڑی چبھتی ہوئی نگاہوں سے گھور رہی تھی۔ اس کا جسم غصے سے تھر تھر کانپ رہا تھا اور اس غصے کو روکنے کے لیے اس نے زینے کی ریلنگ پر زور سے گھونسہ مارا۔ پھر چیخ کر بول اٹھی۔

''نہیں...... نہیں۔ میں اس قسم کا احترام نہیں کروں گی......'' اور پھر وہ دو دو زینے پھلانگتی ہوئی تیزی سے باہر کی جانب دوڑ گئی جب وہ لان سے گزر کر دروازے سے باہر نکلی تو اچانک اسے خیال آیا کہ وہ ابھی تک نائٹ سوٹ میں ہی ملبوس ہے اور اپنا پرس لینا بھی بھول گئی تھی۔ وہ واپس مڑی اندر آ کر اس نے دیکھا تو فاخرہ ڈرائنگ روم میں نہیں تھی وہ اپنے بیڈ روم میں جا چکی تھی اور کمرے کا دروازہ اندر سے بند ہو چکا تھا۔ روبی اپنے کمرے میں آ گئی اور جلدی جلدی اپنے کپڑے تبدیل کیے بالوں کو سنوارا اور اپنا پرس اٹھا کر دوبارہ کمرے سے باہر آ گئی۔ یکا یک زینے کے قریب آ کر اس کے قدم رک گئے اس کے ذہن میں یہ خیال بڑی تیزی سے ابھرا تھا کہ اس وقت فاخرہ اپنے کمرے کے اندر کیا کر رہی ہوگی؟

وہ یہ جاننے کے لیے بے قرار سی ہوئی اور ایک بار پھر اس کے قدم اسی کھڑکی کی جانب بڑھ گئے۔ قریب جا کر اس نے کھڑکی کی گرل میں اپنا پاؤں رکھا اور سیدھی کھڑی ہو کر اوپر کے روشندان سے اندر جھانکنے لگی۔ فاخرہ اپنی الماری کھول کر اپنے زیورات اور نقد رقم کی گڈیاں نکال کر ایک جانب رکھ رہی تھی۔ روبی چند لمحوں تک بڑی حیرت سے اس کی حرکتوں کو دیکھتی رہی پھر جلدی سے کھڑکی سے نیچے اتر آئی اور تیز تیز چلتی ہوئی بنگلے سے باہر نکل گئی۔

بنگلے سے تھوڑی ہی دور ایک جنرل اسٹور میں آ کر اس نے ٹیلیفون پر پولیس اسٹیشن کا نمبر ڈائل کیا۔ فون انگیج تھا۔ ریسیور ہاتھ میں لے کر وہ انتظار کرنے لگی کہ ٹھیک اسی وقت اسے فاخرہ کی دی ہوئی قسم یاد آ گئی۔ فاخرہ نے اسے اس کے ڈیڈی کی قسم دی تھی۔ اس قسم کا خیال آتے ہی اسے لگا کہ کہیں کوئی بدشگونی نہ ہو جائے اگر اس نے ڈیڈی کی قسم کی پروا نہیں کی تو شاید بات اور بگڑ بھی سکتی ہے وہ ریسیور رکھ کر چند منٹ تک سوچتی رہی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کے ڈیڈی کسی اور مصیبت میں پھنس جائیں۔ یکا یک اسے جاوید کا خیال آ گیا اور اس نے پولیس اسٹیشن کا نمبر ڈائل کرنے کی بجائے جاوید کا نمبر ملا دیا۔ دوسری جانب سے جلد ہی فون اٹھا لیا گیا۔ جاوید کی آواز پہچان کر روبی نے اسے مختصراً سب کچھ بتا دیا اور پھر یہ کہہ کر فون بند کر دیا کہ وہ ابھی اور اسی وقت اس کے یہاں آ رہی ہے۔ جنرل اسٹور سے باہر نکل کر اس نے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو روکا اور اس میں بیٹھ کر جاوید کے گھر کی جانب چل پڑی۔

جاوید اس کے انتظار میں دروازے پر ہی کھڑا تھا۔ روبی نے اندر آ کر اسے سارا واقعہ تفصیل سے بتا دیا۔ جاوید خاموشی سے سنتا رہا۔ ''کیا خیال ہے تمہارا؟'' ساری بات بتانے کے بعد روبی نے پوچھا۔ ''میرے ڈیڈی کے ساتھ وہ عورت کیا کر سکتی ہے؟''

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ تو یہی ہے کہ تمہارے ڈیڈی جو وصیت نامہ تیار کرنا چاہتے تھے اس کا علم فاخرہ بیگم کو ہو گیا ہوگا۔'' جاوید نے کہا۔ ''چونکہ وہ وصیت نامہ اس کے مفاد میں نہیں ہونا تھا۔ اس لیے شاید اس نے تمہارے ڈیڈی کو......''

''نہیں......نہیں......'' روبی جلدی سے بولی۔ ''میں یہ نہیں مان سکتی کیونکہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو فون آنے کے بعد وہ اطمینان سے ڈیڈی کی موت کی خبر کا انتظار کرنے لگتی۔ میرا خیال ہے اس کا منصوبہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوا کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی خامی ضرور رہ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے فاخرہ بیگم بہت گھبرا گئی ہے لیکن بازی ابھی اس کے ہاتھوں میں ہی ہے اور اسے اس بات کا یقین بھی ہے کہ جو کوئی اڑچن پیدا ہو گئی ہے وہ جلد ہی دور بھی ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہوا تو اپنی جان بچانے کو بھاگنے کے لیے بھی وہ تیار نظر آتی ہے۔ جب ہی تو وہ اپنے زیورات اور جمع کی ہوئی رقم کو سمیٹنے میں مصروف نظر آئی تھی۔ شاید اس کا کوئی ساتھی ہے جس کے ساتھ وہ فرار ہو جائے گی۔''

''لیکن سوال یہ ہے کہ کس کے ساتھ؟'' جاوید نے کہا۔

''یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن شاید میں نے جسے بنگلے سے نکلتے

ہوئے دیکھا تھا اور بعد میں ہم دونوں نے اسے پکی بھٹی والی پرانی بلڈنگ میں بھی جا کر دیکھا تھا۔ اس آدمی کا اور ڈیڈی کی گمشدگی کا آپس میں کوئی تعلق ہے ضرور۔''

''مگر یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ فاخرہ بیگم اس آدمی کے ساتھ بھاگ جائے۔'' جاوید بولا۔

''لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس جیسی عورت کس آدمی سے کیسے تعلق رکھتی ہوگی؟'' روبی نے کہا۔ ''اس کا ماضی کوئی اچھا بھی تو نہیں ہے۔''

''پھر بھی۔'' جاوید گمبھیر لہجے میں بولا۔ ''وہ اس جیسے آدمی کے ساتھ تو جا ہی نہیں سکتی ایک تو وہ عمر میں اس سے بہت بڑا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کی حیثیت بھی ایسی نہیں ہے کہ وہ اسے ٹھاٹ سے رکھ سکے۔ ہاں یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ تمہارے ڈیڈی کو نقصان پہنچانے کے لیے فاخرہ بیگم نے اس شخص کو استعمال کیا ہو۔ اس شخص کے علاوہ کیا تمہیں علم ہے کہ فاخرہ بیگم کے تعلقات کسی اور سے بھی ہیں؟''

''نہیں۔'' روبی جلدی سے بول گئی مگر پھر اسے خیال آیا تو وہ بولی۔ ''ارے ہاں کوئی صابر کمال نام کا آدمی ہے جو فلم ڈائریکٹر ہے۔ اس کے ساتھ فاخرہ بیگم کے گہرے مراسم لگتے ہیں کیونکہ کچھ روز قبل اس کا فون بھی آیا تھا۔''

''فلم والے لوگ تو پیسوں کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔'' جاوید نے کہا۔ ''ممکن ہے اس نے فاخرہ بیگم کو ورغلایا اور پھسلایا ہو۔ یہ ایک شاندار منصوبہ تھا اور اس کے پیچھے کام کرنے والا دماغ بھی شاندار بھی ہو سکتا ہے۔ اسے اس بات کا پورا علم ہے کہ پنڈی میں تمہارے ڈیڈی کا کارخانہ ہے۔ وہاں ان کا پارٹنر رہتا ہے اسے منشی اور اس کی آواز سے بھی واقفیت ہے۔''

''ہاں اور پنڈی کی یہ ساری معلومات اسے فاخرہ بیگم نے ہی فراہم کی ہوں گی۔''

''ہو سکتا ہے۔'' جاوید بولا۔ ''لیکن پھر بھی یہ ایک گہری اور خطرناک سازش ہے۔ اس لیے اس میں صابر کمال جیسے آدمی کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے۔ خیر میں اس کو بھی چیک کرلوں گا۔''

روبی کو فاخرہ نے اس کے ڈیڈی کی قسم دے دی تھی اور اسی قسم کی وجہ سے روبی خود پولیس اسٹیشن جا کر کوئی رپورٹ درج کرانا نہیں چاہتی تھی لیکن [illegible] کچھ [illegible] چکا تھا یا ہو رہا تھا۔ اس کی معلومات وہ جاوید کی معرفت پولیس تک پہنچانا ضرور چاہتی تھی تا کہ جلد سے جلد کوئی قدم اٹھایا جا سکے۔ جاوید نے کافی سوچ بچار کے بعد پولیس اسٹیشن کے انچارج سے اس سلسلے میں ٹیلیفون پر بات کی پھر وہاں سے جو جواب اسے ملا۔ اس پر وہ دونوں کافی دیر تک باتیں کرتے

رہے۔ پھر روبی کے ساتھ جاوید بھی اس کے بنگلے کی طرف چل پڑا۔

☆=====☆=====☆

گھر میں اور بنک کے لاکر میں فاخرہ کے جو زیورات وغیرہ تھے۔ اس کی اس نے ایک فہرست بنا رکھی تھی اور اب اسی فہرست کو سامنے رکھ کر وہ ایک ایک چیز کی قیمت اپنے اندازے سے لکھتی جا رہی تھی۔ تمام زیورات کی قیمت کا اندازہ لگا کر اس نے ایک کاغذ پر حساب لگایا اور پھر گھر میں جو نقدی موجود تھی وہ بھی اس حساب میں جمع کر دی پھر سر پکڑ کر گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ کافی دیر بعد کسی فیصلے پر پہنچ کر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد جب دوسری جانب سے کسی نے فون اٹھایا تو وہ بولی۔

''کون؟ سلطان صاحب؟ ہاں میں مسز فاخرہ جمشید ہوں۔''

''کہئے بھابی آج کیسے فون کر لیا؟'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''دراصل آپ سے ایک انتہائی ضروری کام آ پڑا ہے۔ آپ تو ہمارے پرانے دوست ہیں اور کاروباری لحاظ سے بھی گہرا تعلق ہے۔ اس لیے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔''

''مگر بات کیا ہے مسز فاخرہ؟'' دوسری جانب سے سلطان صاحب نے پوچھا۔

''مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے اور آپ کتنی رقم دے سکتے ہیں یہ بتا دیں...... دیکھیے میں آپ کو ساری تفصیل تو نہیں بتا سکتی۔ بیس پچیس ہزار تو چلتے پھرتے ہم ایک دوسرے سے لینے کا حق رکھتے ہیں لیکن اس وقت مجھے ایک بڑی رقم کی ضرورت ہے۔''

''لیکن یہ رقم کتنی بڑی ہوگی؟'' سلطان صاحب نے پوچھا۔

''دس لاکھ!'' فاخرہ نے کہا۔ ''مگر آپ گھبرائیں نہیں اس کے بدلے میں بنگلے کے کاغذات آپ کے حوالے کر دوں گی۔ یہ بنگلہ میرے نام پر نہیں ہے لیکن جمشید صاحب کی بیوی ہونے کے ناتے آپ کو مجھ پر بھروسا کرنا ہوگا۔''

''تو کیا بھائی جمشید صاحب گھر پر نہیں ہیں؟'' سلطان صاحب نے ذرا ٹھہر کر پوچھا۔

''نہیں، وہ کسی ضروری کام سے لاہور سے باہر گئے ہوئے ہیں۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور مطلوبہ رقم جمع کرنے کا کام میرے سپرد کر گئے ہیں۔ نہیں نہیں مجھے اس کا علم تو نہیں ہے مگر میرا خیال ہے کہ کسی مال کے لین دین میں، یا ریس یا جوئے میں بڑا بھاری نقصان ہو گیا ہے اور جاتے وقت انہوں نے ہی مجھے آپ سے بات کرنے کو کہا تھا اور یہ بات کچھ ایسی ہے سلطان بھائی کہ اس کے لیے دو چار روز کا انتظار کرنا بھی مشکل ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو تکلیف دینی

پڑی ہے۔"

"لیکن یہ کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے مسز جمشید...... بہر حال میں کوشش کروں گا...... مگر......"

"آپ فکر مند نہ ہوں۔" فاخرہ نے جلدی سے کہا۔ "رقم ملتے ہی جمشید صاحب واپس آ جائیں گے اور فوراً ہی آپ سے ملیں گے۔ نہیں مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ مگر رقم کے بارے میں وہ مجھے فون کر کے پوچھیں گے...... ایسا لگتا ہے...... ہاں...... میں بہت اپ سیٹ ہوں سخت پریشانی محسوس کر رہی ہوں۔"

"اچھی بات ہے...... مگر کیا آپ مجھ سے مل سکتی ہیں؟" سلطان صاحب نے دوسری جانب سے پوچھا۔

"جی ہاں کیوں نہیں؟ روپے تو مل جائیں گے نا؟" فاخرہ نے کہا۔ "اوہ...... او کے...... تھینک یو ویری مچ...... میں ایک گھنٹے کے اندر آپ کے پاس پہنچ رہی ہوں...... شکریہ......"

روپے ملنے کی امید پیدا ہوتے ہی فاخرہ نے اطمینان کا سانس لیا اور میز پر بکھرے ہوئے زیورات اور نوٹوں کی گڈیوں کو جلدی جلدی سمیٹنے لگی۔ پھر جب وہ چیک بک کو اپنے پرس میں ڈالنے لگی تو ٹھیک اسی وقت اس کے کمرے کے بند دروازے پر دستک ہوئی اور وہ بُری طرح چونک پڑی۔ "کون؟" وہ ڈری ڈری سی دروازے کی جانب بڑھی:

"جاوید" اسے جواب ملا لیکن اس کی آنکھیں دروازے پر ہی چپکی ہوئی تھیں۔ یکا یک دروازے کے برابر والی کھڑکی کا پردہ ذرا سا ہٹ گیا اور فاخرہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس پردے کے پیچھے اسے روبی کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ روبی کی نگاہیں سنٹرل ٹیبل پر رکھے ہوئے اس کے پرس اور نوٹوں کی گڈیوں اور زیورات پر جمی ہوئی تھیں......

☆=====☆=====☆

فاخرہ نے بے خیالی میں کھڑکی کھلی چھوڑ دی تھی اور روبی اندر جھانک کر جو کچھ دیکھ رہی تھی وہ جاوید اس سے پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ فاخرہ ایک پل کے لیے گھبرا گئی کیونکہ سارے زیورات اور نوٹوں کی گڈیاں اس کو مشکوک ٹھہرانے کے لیے کافی تھے لیکن پھر بھی اس نے بڑی ہمت سے خود کو روبی اور جاوید کا سامنا کرنے کے لیے تیار کر لیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اسے دیکھتے ہی جاوید نے کہا۔ "آنٹی مجھے روبی نے اپنے ڈیڈی کے بارے میں ساری بات بتا دی ہے اور میں اسی لیے آپ سے ملنے آیا ہوں۔ ان حالات میں گھر میں کسی مرد کا ہونا اچھا ہوتا ہے کیا پنڈی سے کوئی خبر آئی ہے؟"

"نہیں...... ویسے تمہارا بہت بہت شکریہ۔" فاخرہ نے جواب دیا۔

"اس میں شکریے کی کیا بات ہے؟" جاوید بولا۔ "یہ تو میرا فرض ہے۔ ویسے کیا آپ نے پولیس کو خبر دے دی ہے؟"

"نہیں۔" فاخرہ کو ان سے اس قدر ہمدردانہ لہجے کی توقع نہیں تھی اس لیے اسے کچھ حیرت ہو رہی تھی۔ "کیا روبی نے پولیس کو اطلاع دے دی ہے؟"

"نہیں۔ آپ نے اسے قسم دے دی تھی پھر یہ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟" جاوید بولا۔

فاخرہ نے یہ سن کر کچھ سکون سا محسوس کیا اور اب وہ باتیں کرتے کرتے کمرے کے اندر صوفے تک آ گئے تھے۔ روبی اور جاوید کو بیٹھنے کا اشارہ کرنے کے بعد فاخرہ خود بھی ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"کوئی بھی معاملہ ہو پولیس کو درمیان میں لانے سے پہلے تھوڑا سوچنا چاہیے۔"

"اب اگر آپ نے سوچ لیا ہو تو رپورٹ درج کرا دی جائے۔" جاوید نے دھیرے

سے کہا۔

''مجھے ایسا کرنا ٹھیک نہیں لگا۔'' فاخرہ نے کہا۔

''کیوں؟''

''یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔'' فاخرہ بولی۔ ''لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی واپس آ جائیں گے۔ یا ان کا فون آ جائے گا۔ شاید کوئی چھوٹا موٹا حادثہ ہو گیا ہو گا یا کار خراب ہو گئی ہو گی۔''

''اگر ایسا بھی ہو تو پولیس کو خبر دینے میں حرج ہی کیا ہے؟'' جاوید بولا۔ ''کسی نے انہیں دھوکے سے فون کیا تھا۔ اس لیے رات گئے انہیں گھر سے باہر نکلنا پڑا تھا۔ یعنی انہیں دھوکے سے گھر سے باہر نکالا گیا تھا۔ ان حالات میں آپ خود بھی پولیس کو اطلاع نہ دیں اور روبی کو بھی منع کر دیں تو کوئی آپ کے بارے میں کیا سوچے گا؟ اس کے علاوہ زیورات اور نقدی اکٹھی کر کے آپ یہ بنگلہ گروی رکھ کر دس لاکھ روپے کے لیے کسی کو فون کریں تو اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟''

''تم دونوں اس کا کیا مطلب سمجھتے ہو؟'' فاخرہ نے تیز نگاہوں سے دونوں کی طرف دیکھا۔

''اس کا مطلب کیا ہے یہ مجھے کہنے دو جاوید۔'' روبی اچانک بپھر کر بولی۔ ''سنو فاخرہ بیگم، تم نے ہی کسی کے ذریعہ ایسا فون کرایا تھا کہ ڈیڈی کو گھر سے پنڈی جانے کے لیے نکلنا پڑا تھا اور پھر تم نے انہیں اغوا کروا دیا۔ ان کی وصیت کے بارے میں علم ہوتے ہی اب تم نے انہیں قتل کرا دینے کی سازش بھی تیار کر لی ہے اور جتنی رقم ہاتھ آتی ہے وہ لے کر اب تم یہاں سے فرار ہو جانا چاہتی ہو۔''

''یہ سب جھوٹ ہے سراسر بکواس ہے۔'' فاخرہ اونچی آواز میں بولی۔ ''اور تم یہ کس وصیت کی بات کر رہی ہو؟''

''ڈیڈی نے ایک ایسا وصیت نامہ تیار کرانے کا فیصلہ کیا تھا کہ اگر خدانخواستہ وہ زندہ نہ رہے تو ان کی جائیداد میں سے تمہیں سوائے گزر اوقات کی رقم کے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔'' روبی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ ''اور تمہیں ان کے اس ارادے کا علم ہو گیا تھا۔''

''مجھے ایسی کسی وصیت کا علم نہیں ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''لیکن تم دونوں میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہو یہ میں سمجھ گئی ہوں مگر تم لوگ میری بات غور سے سن لو کہ میں اس گھر کو اور

تمہارے ڈیڈی کو چھوڑ کر کہیں جانے والی نہیں ہوں۔ تم دونوں کے اندازے کتنے غلط ہیں۔ یہ چند روز میں ہی معلوم ہو جائے گا اور اس وقت تک تم دونوں براہِ مہربانی خاموش رہو تو بہتر ہے۔''

''لیکن چند روز میں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔'' روبی اس کے چپ ہوتے ہی بول پڑی۔ ''ہم چند گھنٹوں کے لیے بھی تمہارا اعتبار نہیں کر سکتے تم کیا کرنا چاہتی ہو یہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ ہمارا اندازہ اگر غلط ہے تو اسے تم ثابت کرو اور اس بات کا بھی ثبوت دو کہ تم فرار ہونے کا پروگرام نہیں بنا رہی ہو۔''

''لیکن میں یہاں سے فرار کیوں ہونے لگی؟'' فاخرہ ناراضگی سے بولی۔ ''اور فرار ہو کر میں جاؤں گی بھی کہاں؟''

''اسی کے پاس جسے تم اپنے ہوش و حواس کھو کر فون پر ہی ڈارلنگ کہہ رہی تھی۔'' روبی غراہٹ بھرے لہجے میں بولی۔ ''ہمیں پورا یقین ہے کہ تم اپنے ماضی کے کسی یار کے ساتھ بھاگ جانے کا......'' روبی ابھی اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ فاخرہ کا ایک زوردار ہاتھ اس کے گال پر پڑا۔ چٹاخ کی آواز سے کمرا گونج اُٹھا اور پھر فاخرہ کی تیز آواز اُبھری۔

''بدتمیز لڑکی۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اپنی ماں کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔''

''نہیں...... نہیں آتی اس لیے کہ میرے ڈیڈی کو اپنے حسن کے جال میں پھانس کر ان کی دولت پر قبضہ کرنے کی نیت سے تم اس گھر میں آئی ہو۔ تم ایک ہلکی عورت ہو اور میں تمہیں اچھی طرح پہچان گئی ہوں۔'' روبی اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر غصے سے بولی۔

فاخرہ نے پھر دوسرا تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ جاوید نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور روبی سے بولا۔ ''تمہیں ایسی بات نہیں کرنا چاہیے روبی۔'' یہ کہہ کر وہ فاخرہ کا ہاتھ چھوڑ کر اس سے بولا۔ ''اور آپ کو روبی پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ ایسا کرنے سے پہلے آپ کو سوچ لینا چاہیے تھا کہ آپ کے دو ہاتھ کے مقابلے میں ہمارے چار ہاتھ ہیں جو بہت مضبوط ہیں۔''

ابھی جاوید کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ فاخرہ کے کمرے میں رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اندر جاتی روبی تیزی سے دوڑتی ہوئی فون کے پاس چلی گئی اور فاخرہ وہیں کھڑی جاوید کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ تھوڑی دیر بعد روبی فون سن کر واپس آ گئی۔

"کس کا فون تھا؟" فاخرہ نے پوچھا۔

"پنڈی سے سجاد انکل کا فون......" روبی نے بتایا۔"کل جب میں نے فون کیا تھا تو بات ادھوری رہ گئی تھی۔ مگر اب تھوڑی دیر بعد وہ یہاں کے لیے روانہ ہونے والے ہیں۔ وہ ڈیڈی کے وہاں نہ پہنچنے پر بے حد پریشان ہیں اور انہوں نے پولیس میں رپورٹ بھی درج کرا دی ہے۔"

"اوہ نو......" فاخرہ تقریباً چیخ پڑی۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟" جاوید نے چونک کر اس سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" فاخرہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔"میں نہیں جانتی کیا ہونے والا ہے اور اب تم لوگ کیا کرنے والے ہو؟ بہر حال اب میری ضرورت نہ ہو تو میں جاؤں کیونکہ مجھے کئی ضروری کام نپٹانے ہیں۔"

"ہمیں اندھیرے میں رکھ کر تم کوئی کام نہیں کرو گی۔" روبی غرا کر بولی۔"جب تک ڈیڈی کا پتا نہیں چل جاتا اس وقت تک تم کچھ نہیں کرسکتیں۔"

"لیکن تمہارے کہنے سے میں بیٹھی رہنے والی نہیں ہوں۔" فاخرہ نے غصے سے کہا۔ "میں جا رہی ہوں اپنے کمرے میں۔"

"سِٹ ڈاؤن آنٹی۔" جاوید ذرا سخت لہجے میں بولا تو فاخرہ گھبرا کر بیٹھ گئی اور دونوں کو باری باری گھورتے ہوئے بولی۔"تو کیا تم لوگ مجھے اپنا قیدی بنانا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔" روبی نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارے ڈیڈی کبھی واپس نہیں آسکیں گے۔" فاخرہ نے بھی غراہٹ بھری آواز میں جواب دیا۔ اس کا یہ انداز دیکھ کر جاوید اور روبی چونک پڑے۔

پھر روبی نے ہی پوچھا۔"یہ تمہاری دھمکی ہے یا شرط؟"

"یہ دھمکی بھی نہیں ہے اور شرط بھی نہیں۔" فاخرہ نے کہا۔"میں جو کچھ کر رہی ہوں وہ تمہارے ڈیڈی کی سلامتی کی خاطر ہی کر رہی ہوں روبی! میری کوشش انہیں خیریت سے گھر واپس لانے میں ہے۔ ان کی جان لینے یا انہیں گم کر دینے کے لیے نہیں ہے۔"

"میرے ڈیڈی کہاں ہیں؟ اور تم انہیں گھر واپس لانے کی کیا کوشش کر رہی ہو؟" روبی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔"تم جو کہہ رہی ہو وہ اگر سچ ہے تب تو تم نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا

ہوتا اور اس سلسلے میں ہماری مدد بھی مانگی ہوتی لیکن تم تو ہمیں دور رکھنا چاہتی ہو اور اس معاملے سے پولیس کو بھی دور رکھنا چاہتی ہو۔ ہمیں اندھیرے میں رکھ کر تم اپنا کام پورا کرنا چاہتی ہو۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہو سکے گا۔ ڈیڈی کے بارے میں تم کچھ جانتی ہو یہ تو تم نے قبول کر ہی لیا ہے اب یہ بھی بتا دو کہ کیا جانتی ہو تم؟"

"میں نے جو کچھ بھی کہا ہے اس سے زیادہ میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتی۔" فاخرہ نے کہا۔

"لیکن ہم تمہیں کچھ بھی کرنے نہیں دیں گے۔" روبی نے دوٹوک کہا۔"اور نہ ہی کہیں جانے دیں گے۔ جب تک ڈیڈی کی طرف سے یا پولیس کی جانب سے کوئی اطلاع نہیں آ جاتی۔ اس وقت تک تمہیں اپنے کمرے میں ہی رہنا ہوگا۔"

"یہ کیا بے وقوفوں جیسی باتیں کر رہے ہو تم لوگ؟" فاخرہ چلا کر بولی۔"پولیس میں رپورٹ درج نہیں ہوئی ہے۔"

"لیکن ہم رپورٹ درج......" اتنا کہہ کر جاوید نے روبی کی طرف دیکھا اور پھر آگے بولا۔"آپ نے روبی کو اس کے ڈیڈی کی قسم دی تھی کہ وہ رپورٹ درج نہ کرائے اس نے چونکہ یہ بات مجھے بتائی ہے۔ اس لیے ایک دوست ہونے کے ناتے میں نے رپورٹ درج کرا دی ہے میری یہ رپورٹ آن ریکارڈ نہیں ہوگی۔ میں نے پولیس سے ذاتی طور پر مدد کی درخواست کی ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے پولیس والے یہاں اس بنگلے میں آئیں گے۔" فاخرہ گھبراہٹ بھرے لہجے میں بولی۔"اور مجھ سے جیسے چاہے سوالات پوچھیں گے؟"

"ہاں اور اس طرح پولیس آپ کو یہ موقع بھی دے گی کہ آپ رپورٹ درج کرا دیں۔" جاوید نے کہا۔"اور اگر پھر بھی آپ نے ایسا نہ کیا تو پولیس خود اپنا کام شروع کر دے گی۔"

"اوہ...... یہ سب تم لوگ کیا کر رہے ہو؟" فاخرہ نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا۔"پولیس کو اس واقعے کی خبر نہیں دینی چاہیے تھی ایسا کر کے تم لوگوں نے ان کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔"

"مگر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر پولیس کو خبر دے دی جائے تو ڈیڈی کی زندگی کو کیا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے؟" روبی نے کہا۔

"یہ میں کسی کو نہیں بتا سکتی۔" فاخرہ نے کہا۔

"تو پھر ہم بھی اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتے۔" روبی نے پُر اعتماد لہجے میں کہا اور پھر جاوید کی طرف دیکھ کر بولی۔ "جاوید ان کو ان کے کمرے میں چھوڑ آؤ اور ٹیلیفون اندر سے باہر نکال لاؤ۔"

"آل رائٹ!" فاخرہ جاوید کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی بولی۔ "مگر میری بات کان کھول کر سن لو کہ تمہیں اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا۔ پھر مت کہنا کہ میں نے تم لوگوں کو آگاہ نہیں کیا تھا۔" یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس کے پیچھے جاوید بھی کمرے میں داخل ہوا اور ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر باہر واپس آ گیا۔ اس کے باہر آتے ہی روبی نے جھپٹ پر فاخرہ کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر دونوں ڈرائنگ روم میں واپس آ گئے۔ جاوید نے ٹیلیفون کا پلگ لگا دیا اور روبی کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روبی نے دھیمی آواز میں اس سے پوچھا۔ "اب کیا خیال ہے جاوید تمہارا؟"

"تمہاری یہ اداکارہ ممی اپنی اداکاری سے ہم پر یہ تاثر چھوڑنا چاہتی ہے کہ تمہارے ڈیڈی کی گمشدگی کے پیچھے کوئی بھیانک راز پوشیدہ ہے۔" جاوید نے گمبھیر لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "اور اگر ہمیں یا پولیس کو یا کسی کو بھی کچھ بتایا گیا تو اس کا خطرناک نتیجہ برآمد ہو گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ کرائے کے آدمیوں کی مدد سے تمہاری ممی نے ہی انہیں غائب کر دیا ہے اور ان کی غیر موجودگی میں جس قدر مال لوٹا جا سکتا ہے لوٹ کر اپنے کسی آشنا کے ساتھ فرار ہو جانے کا ارادہ ہے۔ اس کے اپنے پاس جو نقدی اور زیورات وغیرہ ہیں وہ تو ہیں ہی مگر اس کے علاوہ بھی وہ کچھ اور نقدی حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے اسے وقت کی ضرورت ہے اور ایسے ہی کسی وقت کے لیے اس نے جمشید صاحب کو اغوا کروایا ہے۔"

"مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔" روبی نے اس کی بات غور سے سننے کے بعد کہا۔ "لیکن مجھے اس بات کی پر حیرت ہو رہی ہے جاوید کہ فاخرہ بیگم نے ایسا کرنے سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ میں اس کے ضرور آڑے آؤں گی؟ ڈیڈی کہیں غائب ہو جائیں اور میں خاموش بیٹھی رہوں گی' یہ اس نے کیسے سمجھ لیا؟"

"اس میں تو مجھے کچھ اس کے منصوبے کی خامی لگتی ہے۔" جاوید بولا۔ "تم نے خود ہی پنڈی فون نہ کیا ہوتا تو شاید کبھی یہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ ہوا کیا ہے؟ وہ تو تم سے یہ جھوٹ بھی کہہ

دیتی کہ تمہارے ڈیڈی خیریت سے پہنچ گئے ہیں اور اس بات پر تمہیں یقین بھی آ جاتا۔ اس طرح اسے ضرور وقت مل جاتا لیکن تم نے پنڈی فون کر کے اس کا منصوبہ ہی چوپٹ کر دیا۔"

"بالکل ٹھیک۔" روبی بولی۔ "اب ایک دوسری بات' ایسا کرنے کی بجائے فاخرہ بیگم اگر ڈیڈی کو قتل کرا دے تو اسے زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ڈیڈی کی زندگی اس کے لیے موت بن سکتی ہے وہ کبھی بھی واپس آ کر اس پر اغوا اور چوری کا الزام عائد کر سکتے ہیں۔"

"لیکن قتل ایک بہت بڑا جرم ہے روبی۔" جاوید بولا۔ "قاتل پکڑا جائے تو پھر اس کا بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جس کو اتنے سال تک بیوی بنا کر رکھا جائے ایسی عورت اگر دو چار لاکھ روپے لے کر بھاگ بھی جائے تو بھی شوہر اپنی عزت کی خاطر خاموش ہی رہتا ہے یا اسے معاف کر دیتا ہے۔ زندہ شخص معاف کر سکتا ہے لیکن مُردہ آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے فاخرہ بیگم نے قتل کا منصوبہ بھی بنا لیا ہو لیکن عین وقت پر کسی وجہ سے وہ اس پر عمل نہ کر سکی ہو۔"

"وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتی ہے اب شاید نہ کر سکے۔" روبی نے کہا۔ "کیونکہ ہم نے اسے کمرے میں بند کر دیا ہے اس کی طرف سے تو ذرا اطمینان ہے لیکن اب ڈیڈی کے بارے میں ہم کیا کریں؟ ہمیں جلد سے جلد انہیں تلاش کر کے واپس لانا ہو گا۔"

"فاخرہ آنٹی کی جانب سے تھوڑی بے فکری تو ہو گئی ہے۔" جاوید بولا۔ "اور اب ہمیں ساری توجہ تمہارے ڈیڈی کی بازیابی کی جانب لگا دینی ہو گی' لیکن ابتدا کہاں سے اور کیسے کی جائے؟ یہی بات سمجھ میں نہیں آتی ہم دونوں کیا کر سکتے ہیں؟ پولیس کو تو میں نے اپنی طرف سے اطلاع کر دی ہے مگر قانونی طور پر رپورٹ تو تم یا تمہاری ممی ہی درج کرا سکتی ہیں۔ میری درخواست پر تو کوئی ایک انسپکٹر پوچھ گچھ کے لیے آ جائے گا لیکن تمہاری ممی ہی اس سے سیدھے منہ بات نہ کرے' ٹھیک ٹھیک جواب نہ دے تو نتیجہ کیا نکل سکتا ہے؟"

"لیکن پولیس کو بیان نہ دینے کے لیے وہ کیا بہانہ کر سکتی ہے؟" روبی نے پوچھا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا روبی!" جاوید نے کہا۔ "وہ شاید پولیس کو یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ ہم دونوں کی چونکہ اس سے بنتی نہیں ہے اس لیے ہم اسے پریشان کر رہے ہیں اور پولیس کو جمشید صاحب گمشدگی کی جھوٹی اطلاع دی ہے اور وہ یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ جمشید صاحب کاروبار کے سلسلے میں چند روز کے لیے شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور ایسی حالت میں بیٹی ہونے کے ناتے تم رپورٹ درج کرا دو کہ تمہیں اپنی ممی کی بات پر بھروسا نہیں ہے۔ تب پولیس لوٹی

کارروائی کرسکتی ہے۔"

"اگر فاخرہ بیگم نے ایسی ویسی کوئی بات کی تو میں بھی اس کی دی ہوئی قسم کا پاس نہیں رکھوں گی۔" روبی نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ "مجھے اپنے ڈیڈی کی سلامتی عزیز ہے اور میں کسی چیز کی پروا کیے بغیر رپورٹ درج کرادوں گی۔ تم پولیس اسٹیشن فون کر کے پوچھ لو کہ تمہاری درخواست پر کوئی انسپکٹر یہاں آرہا ہے یا نہیں؟ کوئی اگر آرہا ہے تو کب تک آجائے گا؟"

"اچھی بات ہے۔" کہہ کر جاوید نے ریسیور اٹھایا لیکن اس سے پہلے کہ وہ نمبر ڈائل کرتا فاخرہ اپنے کمرے کے بند دروازے کو زور زور سے پیٹنے لگی اس کی آواز سن کر وہ دونوں چونک کر اس کے کمرے کی جانب دوڑ گئے۔ دروازے کے قریب رُک کر روبی نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ کیا چاہیے تمہیں؟"

"میں باہر آنا چاہتی ہوں روبی۔" اندر سے فاخرہ نے کہا۔ "پلیز دروازہ کھول دو۔"

"لیکن کیوں؟"

"میں تم دونوں سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔" فاخرہ نے کہا۔ "پولیس میں رپورٹ درج کرانے کے سلسلے میں۔"

روبی نے پلٹ کر پیچھے کھڑے ہوئے جاوید کی طرف دیکھا تو جاوید نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ فاخرہ گھبرائی ہوئی سی باہر آگئی اور بولی۔ "میں اس کے خلاف ہوں کہ اس گھر میں پولیس آئے یا تم لوگ پولیس میں رپورٹ درج کراؤ۔ میں یہ سب نہیں چاہتی لیکن تم دونوں میری مرضی کے خلاف یہ کر رہے ہو۔ پھر بھی اگر پولیس یہاں آنے ہی والی ہے تو میں اس سے ایک درخواست کرنا چاہوں گی حالانکہ میری اس درخواست پر وہ کوئی توجہ نہیں دیں گے لیکن اس سلسلے میں اگر تم میری مدد کرو گے تو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔"

"کیسی درخواست ہے؟" روبی نے پوچھا۔

"یہی کہ پولیس کا کوئی آدمی اگر یہاں آئے تو سادہ لباس میں آئے۔" فاخرہ نے کہا۔ "تم ان سے یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم لوگ ایک عزت دار اور شریفانہ محلّے میں رہتے ہیں۔ اگر پولیس والوں کو لوگ یہاں دیکھیں گے تو نہ جانے کیا کیا باتیں بنائیں گے۔ اس سے ہمیں ناحق پریشانی اٹھانی پڑے گی اور اس کے علاوہ پنڈی سے جو بناوٹی فون آیا تھا اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ کسی نے انہیں اغوا کرنے کا پلان بنایا ہے۔ بات اگر ایسی ہی ہے تو پلان بنانے والے لوگ یقیناً اس بات پر بھی نظر رکھے ہوئے ہوں گے کہ ہم پولیس کی مدد لے رہے

ہیں اس لیے اس معاملے میں پولیس کی مدد ہمارے لیے مفید تو ہوسکتی ہے۔ مگر جمشید صاحب کی سلامتی کے لیے خطرہ بھی بن سکتی ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ اگر پولیس کو یہ ساری باتیں سمجھا دیں تو وہ ہماری یہ درخواست مان لے گی۔" روبی نے کہا۔ "لیکن میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم رپورٹ درج کرانا چاہتی ہو یا نہیں؟"

"میں جانتی ہوں روبی کہ تم میری کوئی بات نہیں مانو گی۔" فاخرہ نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ "لیکن اب جبکہ پولیس تک بات پہنچ ہی چکی ہے تو میں تمہیں اپنی دی ہوئی قسم سے آزاد کرتی ہوں اور اب یہ رپورٹ اگر تمہارے نام سے درج ہو تو اچھا ہے۔ میں پولیس کے سوالوں کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ ہر طرح سے تم لوگوں کی مدد کے لیے تیار ہوں لیکن رپورٹ درج کرانے والے کی حیثیت سے میرا نام پولیس کے ریکارڈ پر نہ آئے۔"

"مگر یہ بات اتنی ضروری کیوں ہے؟"

"پلیز مجھ سے زیادہ سوالات مت پوچھو۔" فاخرہ بڑی بے بسی سے بولی۔ "میں اب جبکہ ہر طرح کی مدد کے لیے آمادہ ہوگئی ہوں تو تم لوگ مجھے مزید تنگ نہ کرو۔ تم لوگوں کی ضد کی وجہ سے مجھے جھکنا پڑا ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا اس کی مجھے بڑی فکر ہے۔" اتنا کہہ کر فاخرہ غصے اور اداسی کے تاثرات کو چھپانے کی کوشش کرتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ فاخرہ کے جانے کے بعد جاوید اور روبی چند لمحوں تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر جاوید نے پولیس اسٹیشن سے رابطہ قائم کرنے کے لیے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھالیا۔

جاوید کی کوشش سے پولیس نے فاخرہ بیگم کی درخواست مان لی اور سادہ لباس میں ملبوس پولیس کے دو افسران نے آکر روبی کی بات سنی اور اس کی رپورٹ درج کرلی گئی۔ انہوں نے بے شمار سوالات پوچھے۔ روبی نے سوچ سمجھ کر ان کے سارے سوالوں کے جواب دے دیئے۔ آخر میں ایک انسپکٹر نے پوچھا۔ "جھوٹا فون کر کے آپ کے ڈیڈی کو پنڈی بلانے والا شخص کون ہوسکتا ہے آپ بتا سکتی ہیں؟ اور کیا آپ یہ بھی بتا سکتی ہیں ایسا کرنے میں اس شخص کا کیا مقصد ہوسکتا ہے؟"

"یعنی آپ کو کسی خاص آدمی پر شک ہے؟ کیا آپ اس کا نام بتا سکتی ہیں؟" دوسرے انسپکٹر نے سوال کیا تو روبی ایک لمحے کے لیے چپ چاپ کچھ سوچتی رہی پھر دھیرے سے بولی۔ "ہاں...... لیکن میں کسی کی موجودگی میں کچھ نہیں کہوں گی۔"

"مگر یہ تو آپ کا اپنا گھر ہے اور یہاں آپ کے لوگوں کے سوا کوئی اور آدمی نہیں ہے۔ کیا آپ کو اپنے ہی آدمیوں کی موجودگی پر اعتراض ہے؟" ایک انسپکٹر نے پوچھا۔

"ہاں مجھے ایسی بہت ساری باتیں کہنا ہیں جو میں نے ابھی تک آپ لوگوں کو نہیں بتائی ہیں۔" روبی نے کہا۔ "مجھے جس پر شک ہے میں اس کا نام بھی آپ کو بتانا چاہتی ہوں اگر آپ لوگ چاہیں تو تھوڑی دیر کے لیے میرے کمرے میں آجائیں۔"

"ضرور ضرور۔" کہہ کر پولیس افسران اٹھ کھڑے ہوئے اور رپورٹ لکھنے والے محرر کو ساتھ لے کر روبی کے کمرے میں آگئے۔

کافی دیر بعد جب پولیس کے افسران روبی کے کمرے سے باہر نکلے تو ایسا لگا کہ پولیس والے بھی بڑی عجیب نظروں سے اسے گھور رہے ہیں۔ باہر آتے ہی انہوں نے فاخرہ سے کئی سوالات پوچھے اور آخر میں یہ بھی پوچھا کہ اسے کس پر شک ہے؟ تو فاخرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اگر میری موجودگی میں یہاں کسی کو بات کرنے پر اعتراض ہوسکتا ہے تو میں بھی کسی کی موجودگی میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔" اتنا کہہ کر فاخرہ نے بڑی چبھتی ہوئی نظروں سے روبی کی طرف دیکھا اور پولیس افسران سے بولی۔ "اگر آپ لوگوں کو اعتراض نہ ہو تو میرے کمرے میں آجائیں۔" یہ کہہ کر فاخرہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اور پولیس افسران روبی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے فاخرہ بیگم کے پیچھے اس کے کمرے کی جانب چل دیے۔

"اپنی کار پر گھر سے باہر جانے والا شخص اگر وقتِ مقررہ پر گھر واپس نہ آئے تو یہی سوچ لیا جاتا ہے کہ یا تو کار راستے میں خراب ہوگئی ہے۔ یا کوئی حادثہ پیش آگیا ہوگا لہٰذا میں نے بھی یہی سمجھ لیا تھا کہ کوئی ایسی ہی بات ہوئی ہوگی۔" ایک پولیس افسر نے فاخرہ بیگم کے کمرے میں آکر بیٹھتے ہی کہا۔ "اور میں ایک عام سی رپورٹ لکھنے کے لیے ہی یہاں آیا تھا لیکن آپ کی اور آپ کی بیٹی مس روبی کا اندازِ گفتگو دیکھ کر کچھ اور ہی لگتا ہے۔ آپ دونوں کے بیانات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بہر حال مجھے اب بھی یہی لگتا ہے کہ آپ کے شوہر کو کسی نے مذاق میں پنڈی بلایا تھا اور راستے میں کار کی خرابی یا کوئی حادثہ ہو جانے کی وجہ سے وہ وہاں نہیں پہنچ پائے ہوں گے۔ اپنا یہ اندازہ میں نے آپ کی بیٹی کو بھی بتایا ہے لیکن وہ میری بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہے کیا آپ میری بات پر متفق ہیں؟"

"شاید ایسا ہی ہوا ہو لیکن پھر بھی اصل واقعہ جانے بغیر دل کا بوجھ تو نہیں اترے گا۔" فاخرہ نے انسپکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ یہ مانتی ہیں کہ کسی نے ان سے مذاق کیا ہوگا؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"شاید کسی نے یہ مذاق کیا ہو۔" فاخرہ نے کہا۔ "لیکن مجھے پکا یقین نہیں ہے۔"

"آپ کے شوہر جیسے سنجیدہ شخص سے کوئی ایسا مذاق بھی کرسکتا ہے۔ کیا ان کے کسی ایسے دوست سے آپ واقف ہیں۔"

"میری نظر میں تو کوئی ایسا آدمی نہیں ہے۔" فاخرہ نے جواب دیا۔ "مگر کوئی بھی ہوسکتا ہے۔"

"تو آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ آپ اپنے شوہر کے دوستوں سے واقف نہیں ہیں؟"

"نہیں میں واقف تو ہوں پھر بھی کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں میں نہیں جانتی۔"

"اگر فرض کیا جائے کہ ایسا کوئی مذاق نہیں ہوا ہے اور کسی نے واقعی انہیں اغوا کرلیا ہے تو آپ کو شک کس پر ہوسکتا ہے؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"روبی نے کس پر شک کا اظہار کیا ہے۔" فاخرہ نے پوچھا۔

"سوال میں پوچھ رہا ہوں مسز جمشید!" انسپکٹر نے کہا۔ "جواب دینا نہ دینا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔"

"مگر مجھے کسی پر کوئی شک نہیں ہے۔"

"تو کیا آپ یہ کہنا چاہتی کہ آپ کے شوہر کا اغوا نہیں ہوا ہے؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"پنڈی کے اس جھوٹے فون کی بات سمجھ میں نہیں آئی۔" فاخرہ نے کہا۔ "پھر بھی میرا دل کہتا ہے کہ وہ جہاں بھی ہیں خیریت سے ہیں اور خیریت سے ہی واپس آئیں گے۔"

"ایسا آپ کس بنا پر سمجھتی ہیں؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"کسی بنا پر نہیں۔" فاخرہ نے کہا۔ "یہ صرف میرے دل کا یقین ہے۔ معاف کیجیے گا انسپکٹر صاحب ایک عورت کے دل کا یقین اور اس کا احساس آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں اتنا تو سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کچھ چھپا رہی ہیں۔" انسپکٹر بولا۔

"شاید روبی کی بات پر آپ نے ایسا سمجھ لیا ہوگا؟" فاخرہ نے پوچھا۔

"کوئی بات سمجھنے کے لیے ہمارے پاس کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔" انسپکٹر نے کہا "آپ کا سلوک دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ مجھے آپ سے کچھ اور بھی سوالات پوچھنے پڑیں گے۔ مثال کے طور پر ایک غنڈوں جیسا شخص اس بنگلے میں دو بار آیا تھا۔ پھر بعد میں ایک دن ایک بدنام محلے میں آپ خود اس سے ملنے گئی تھیں۔ اب آپ بتائیں گی کہ وہ آدمی کون ہے؟"

"جب میں فلم لائن میں تھی اس وقت کا وہ میرا عزیز ہے۔" فاخرہ نے کہا۔

"آپ اُس سے ملنے کیوں وہاں گئی تھیں؟"

"لیکن اس کی ملاقات سے میرے شوہر کی گمشدگی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔" فاخرہ بولی۔

"تعلق ہو بھی سکتا ہے۔" انسپکٹر نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"اگر کوئی تعلق ہو تو یہ ڈھونڈنا آپ کا کام ہے۔"

"وہ تو ہم ڈھونڈ ہی لیں گے۔" انسپکٹر نے ذرا سخت لہجے میں کہا۔ "اور تب آپ دونوں کے تعلقات کا پتا بھی ہمیں چل جائے گا۔"

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔" فاخرہ نے بے پروائی سے شانے اچکائے۔

"کیا آپ کو یہ لگتا ہے کہ اس آدمی نے آپ کے شوہر کا اغوا کیا ہوگا؟"

"نہیں اس میں اتنی ہمت نہیں ہو سکتی۔"

"اس کا مطلب ہے آپ اسے بہت اچھی طرح جانتی ہیں۔" انسپکٹر کے لہجے میں طنز تھا۔ "ورنہ آپ اس کی ہمت کے بارے میں وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟"

"جی ہاں میں اُسے اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"اس کا نام بتانا آپ پسند کریں گی؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"شفیق احمد...... عرف شیفو......"

"پتا؟"

"پرانے پتے پر اب نہیں رہتا اور نئے ٹھکانے کا مجھے علم نہیں ہے۔" فاخرہ نے کہا۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ وہ پرانے پتے پر نہیں رہتا؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"میں نے یہ معلوم کرایا تھا۔"

"کیوں؟"

اس سوال پر فاخرہ ذرا گھبرا سی گئی مگر پھر فوراً ہی سنبھل کر بیٹھ گئی اور انسپکٹر کی طرف دیکھنے لگی لیکن جب تھوڑی دیر تک اس نے کوئی جواب نہیں دیا تو انسپکٹر نے پھر کہا۔ "شاید اس لیے آپ کو اس کی تلاش تھی کہ اس کی مدد سے آپ اپنے شوہر کو اغوا کراتیں' ہیں نا؟"

"مجھے یہ لگتا ہے انسپکٹر کے آپ کے ہر سوال میں روبی کی کہی ہوئی باتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر آپ کے پاس پوچھنے کے لیے کوئی سوال نہیں ہے تو مجھے تنگ نہ کریں۔" فاخرہ نے ناگوار لہجے میں کہا۔ "اگر آپ لوگ روبی کی باتوں پر یقین کرتے رہیں گے تو کچھ بھی معلوم نہیں کر

سکیں گے وہ لڑکی ہر وقت جاسوسی ناولیں پڑھتی رہتی ہے اور اس لیے اس کا دماغ شکّی بن گیا ہے آپ لوگ اپنے طور پر سوچیں اور اپنے طور پر کام کریں۔"

"ہمیں کس طرح سوچنا ہے اور کس طرح کام کرنا ہے یہ سیکھنے کے لیے ہم یہاں پر نہیں آئے ہیں۔" انسپکٹر کا لہجہ بھی درشت تھا۔

"پھر بھی میں آپ لوگوں کو کچھ سکھانا چاہتی ہوں۔" فاخرہ نے بڑے ہی پُرسکون لہجے میں کہا۔ "میں اگر آپ کی جگہ پر ہوتی تو اس نکتے پر بھی غور کرتی کہ بہت سے دولت مند لوگ آرام سکون اور عیاشی کے لیے بھی دو چار دن کے لیے کسی کو بتائے بغیر گھر سے غائب ہو جاتے ہیں۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟" انسپکٹر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"مطلب یہ کہ...... یہ بھی ممکن ہے کہ پنڈی سے کوئی فون آیا ہی نہ ہو۔ ممکن ہے کہ میرے شوہر کے کسی دوست نے یہیں سے فون کیا ہو۔" فاخرہ نے دلیل پیش کرتے ہوئے کہا۔ "اور میرے شوہر نے ہم سے یہ کہا ہو کہ پنڈی سے بلاوا آیا ہے یا تو انہوں نے خود ہی پنڈی سے فون کرایا ہو اور گھر سے پنڈی کا بہانہ بنا کر اپنے کسی دوست کے یا کسی آشنا کے یہاں جا کر عیش و عشرت کی محفل سجالی ہو۔ اس طرح میرے شوہر جیسے آدمی کے لیے دو چار دن گم رہنا کوئی مشکل بات بھی نہیں ہے۔"

"اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ کے شوہر کے پارٹنر مسٹر سجاد حسین صاحب جو کہ پنڈی میں رہتے ہیں وہ اس قدر پریشان نہ ہوتے۔" انسپکٹر نے کہا۔ "وہ تو خود پنڈی سے یہاں آ رہے ہیں۔"

"میرا خیال ہے میرے شوہر انہیں وقت پر اطلاع نہیں دے سکے ہوں گے۔ نہیں تو ایسی بات نہ ہوئی ہوتی۔" فاخرہ نے کہا۔ "دوست لوگ اور پارٹنر وغیرہ ایسے معاملوں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو شاید اس قسم کے کھیلوں کا تجربہ نہیں ہوگا لیکن مجھے اس کا تجربہ ہے اور اسی لیے مجھے امید ہے کہ میرے شوہر جہاں بھی ہوں گے وہاں سے ہمیں اپنی خیریت کا فون ضرور کریں گے۔ رنگین مزاج لوگوں کو گھر آنے میں دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔"

"تو آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ آپ کے شوہر دولت مند ہونے کے ساتھ رنگین مزاج بھی ہیں؟" انسپکٹر نے چبھتی ہوئی نظروں سے فاخرہ کی طرف دیکھا۔ "اور وہ عیش و عشرت کی

محفلیں سجانے کے شوقین ہیں؟''

''کیوں نہ ہوں؟'' فاخرہ نے فوراً ہی کہا۔ ''وہ دولت مند ہیں' صحت مند ہیں اور رومانٹک بھی ہیں۔''

''آئی سی......'' انسپکٹر نے ایک گہرا سانس لے کر کہا۔

''دیکھیے بہت سی باتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔'' فاخرہ نے دھیرے سے کہا۔ ''جو ایک پولیس آفیسر ہونے کے ناتے آپ کو سمجھ لینا چاہیئے میں ان باتوں کا ذکر تو اپنی بیٹی کے سامنے کر ہی نہیں سکتی۔''

''رائٹ......رائٹ!''

فاخرہ نے سوچا کہ ان بے وقوف لوگوں کو ایسی ہی دلیلوں سے قائل کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے وہ پھر بولی۔ ''مجھے پریشانی تو ہو رہی ہے انسپکٹر صاحب لیکن میں کچھ دیر تک اور انتظار کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آج نہیں تو کل میرے شوہر کا کہیں سے فون آئے گا اور اپنی غیر حاضری کا کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے وہ سب کی پریشانیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔''

''کیا اس کی آپ کو قوی امید ہے کہ فون ضرور آئے گا؟'' انسپکٹر نے پوچھا۔

''ایک اندازہ ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''جو شاید غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ اپنے طور پر ضرور تفتیش کریں۔''

''وہ تو ہم کریں گے ہی لیکن پہلے آپ قانونی طور پر اپنی رپورٹ درج کرا دیں اور اس پر اپنے دستخط کر دیں۔'' انسپکٹر نے کہا۔

''نہیں مجھے کوئی رپورٹ نہیں کرنی ہے۔ میں اپنے شوہر کے خیریت سے ہونے پر یقین رکھتی ہوں۔'' فاخرہ نے اٹل ارادے سے کہا۔ ''اگر میرا یہ یقین میرے اندر رہا تو میں آپ کو فون کر دوں گی۔ فی الحال میں انتظار کرنا چاہتی ہوں۔''

''مگر یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ آپ کو اپنے گمشدہ شوہر کی کوئی فکر......''

''جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ واقعی وہ گم ہو گئے ہیں تو میں سب کچھ کر گزروں گی۔''

فاخرہ نے انسپکٹر کی بات درمیان میں کاٹ دی اور بولی۔ ''اس درمیان روبی کی کہی ہوئی باتوں کو نظر انداز کر کے آپ اپنے دماغ سے جو کر سکتے ہیں وہ کریں اور ہاں انسپکٹر صاحب میرے اور آپ کے درمیان اس وقت جو باتیں ہو رہی ہیں یا ہو چکی ہیں وہ سب آف دی ریکارڈ ہیں۔ آپ کے محرر نے کاغذ پر جو باتیں نوٹ کی ہیں وہ کاغذ میرے حوالے کر دیں

کیونکہ میں نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ صرف آپ کی مددگار کی حیثیت سے کہا ہے۔ ویسے مجھے اس سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں کرانی ہے۔''

''لیکن مسز جمشید آپ کے شوہر لاپتہ ہو گئے ہیں اور انہیں کسی نے جھوٹا فون کر کے بلایا تھا ممکن ہے انہیں اغوا کر لیا گیا ہو...... یا شاید انہیں قتل......''

''میں یہ بات نہیں مانتی۔'' فاخرہ نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھا کر انسپکٹر کی بات کاٹ دی اور بولی۔ ''اور اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔''

''او کے۔'' انسپکٹر نے اٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔

''گڈ بائی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔''

''ایک آخری سوال اور کروں گا مسز جمشید۔'' انسپکٹر نے رک کر کہا۔

''فرمائیے۔''

''یہ لڑکا جاوید جو خود کو آپ کی فیملی کا دوست کہتا ہے......وہ......''

''وہ ہماری فیملی کا دوست نہیں ہے انسپکٹر صاحب!'' فاخرہ نے کڑے لفظوں میں کہا۔ ''وہ صرف روبی کا دوست ہے ہمارے خاندان کا نہیں۔ وہ روبی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ باقی باتیں آپ خود سمجھ لیں۔'' اتنا کہہ کر فاخرہ نے آگے بڑھ کر اپنے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ جب وہ لوگ کمرے سے باہر نکل گئے تو اس نے دروازہ پھر اندر سے موڑ لیا۔

☆=====☆=====☆

''یہ تو بڑی ہی عجیب کہانی ہے۔ ایک دولت مند شخص اچانک غائب ہو گیا ہے اور اس کی نوجوان اور خوب صورت بیوی اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرانا نہیں چاہتی۔ جبکہ اس شخص کی بیٹی رپورٹ درج کراتی ہے اور اپنی سوتیلی ماں اور ایک اجنبی شفیق پر اپنے شک کا اظہار کرتی ہے۔ روبی کے دوست جاوید کو روبی کی سوتیلی ماں فیملی فرینڈ نہیں سمجھتی۔ جبکہ بیٹی اُسے قریبی عزیز اور ہمدرد سمجھتی ہے۔ ایک طرح سے دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن سوتیلی ماں اس سے محبت اور شادی کو کسی اور ہی نظر سے دیکھتی ہے روبی کا خیال ہے کہ اس کی سوتیلی ماں اپنے کسی پرانے چاہنے والے کے ساتھ اس کے باپ کی دولت لے کر بھاگ جانا چاہتی ہے اور اس لیے اس نے شفیق نامی شخص کی مدد سے اس کے ڈیڈی کو کچھ دنوں کے لیے کہیں غائب کرا دیا ہے تاکہ فرار ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ شفیق نامی شخص اس کی سوتیلی ماں کا عاشق نہیں ہے صرف اس کا مددگار ہے جو

اجرت پر اس کی مدد کر رہا ہے اس کی سوتیلی ماں کا چاہنے والا تو شاید صابر کمال ہے۔ اور اب صابر کمال جیسا کامیاب فلم ہدایت کار کسی امیر آدمی کی خوب صورت بیوی کو لے کر بھاگ جائے تو اس کے کیئریر کا کیا ہوگا؟ ان تمام باتوں میں سچائی کہیں نظر نہیں آتی۔ جناب' اس کہانی کا ہر کردار ایک دوسرے سے نفرت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔'' جمشید صاحب کے بنگلے سے پولیس اسٹیشن واپس آنے کے بعد سب انسپکٹر ریاض نے اپنے چیف انسپکٹر کو جمشید صاحب کی گمشدگی کے بارے میں اپنے تاثرات سے آگاہ کیا اور پھر چیف انسپکٹر کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

چیف انسپکٹر تھوڑی دیر تو خاموشی سے کچھ سوچتا رہا۔ پھر انسپکٹر ریاض کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔ ''دیکھو میاں ریاض ایک شخص گم ہو گیا ہے اور اس کی شکایت درج کرائی گئی ہے۔ اس لیے پہلا کام تو اسے تلاش کرنے کا ہے تمہیں سب سے پہلے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ لاہور اور پنڈی والے راستے پر کار کا کوئی حادثہ تو نہیں ہوا ہے؟ اور اگر کوئی حادثہ نہیں ہوا تو جمشید صاحب جیسا آدمی کہاں غائب ہو گیا؟ اس کے دوستوں میں کون مشکوک طور پر غیر موجود ہے؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی عورت کے ساتھ کہیں چلا گیا ہو۔ ان دونوں باتوں پر تفتیش کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر جمشید صاحب کی کوئی لیڈی سیکرٹری ہے تو معلوم کرو کہ وہ اپنے گھر میں موجود ہے یا نہیں؟ ہمیں صرف درج کرائی ہوئی رپورٹ پر ہی کام کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ساری جذباتی باتوں کو اپنے ذہن سے نکال دو۔ اور دیکھو اس سے پہلے کہ اخبارات میں خبریں آ جائیں ہمارے پاس ہر سوال کا جواب موجود ہونا چاہیے۔ جمشید صاحب کوئی عام آدمی نہیں ہیں سمجھے.....''

''او کے سر!'' سب انسپکٹر ریاض نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ''میں دیکھتا ہوں۔'' اتنا کہہ کر اس نے اپنے چیف کو سلوٹ کیا اور اس کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆=====☆=====☆

سب انسپکٹر ریاض اور محرر وغیرہ کے جانے کے بعد فاخرہ بیگم نے اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا اور پلنگ پر بیٹھ کر اس نے محرر سے واپس لیے ہوئے اس کاغذ کو پھاڑ کر پھینک دیا جس میں اس نے اس کے بیان کو نوٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ سوچنے لگی کہ روبی اور جاوید نے ایک بار پھر اس کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا ہوگا۔ اس طرح ان دونوں نے ایک طرح سے اسے اپنا قیدی بنا لیا ہے اور اس حالت میں وہ

جو کچھ کرنا چاہتی ہے وہ کر ہی نہیں سکتی۔ وہ تو ٹیلی فون بھی اس کے کمرے سے لے گئے ہیں۔ فاخرہ ٹیلی فون کے نہ ہونے سے بہت زیادہ پریشان تھی۔ کیونکہ اسے ایک بے حد ضروری فون کا انتظار تھا۔ حالانکہ یہ اہم فون ایک دو روز تک تو آنے کی امید ہی نہ تھی' لیکن وہ سوچ رہی تھی کہ اگر کسی وقت وہ فون آ گیا اور وہ بات نہ کر سکی تو کیا ہوگا؟ وہ چاہتی تھی کہ اس فون کے آنے سے پہلے جو ضروری کام ہیں وہ جلد سے جلد ختم کر لیے جائیں۔ اگر وہ اسی طرح کمرے میں بند ہو کر بیٹھی رہے گی تو ایک بھی کام نہیں ہو سکے گا۔ یہی سب باتیں سوچتی ہوئی وہ نہ جانے کب تک پلنگ پر بیٹھی رہی اس نے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ صبح کے گیارہ بج رہے تھے...... یکا یک اُسے خیال آیا کہ کافی دیر ہو جانے کے باوجود باہر سے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آئی ہے۔ اُسے اس بات کا تو یقین تھا ہی کہ روبی نے اس کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا ہوگا۔ مگر اب اسے یاد آیا کہ اس نے کنڈی لگانے کی آواز نہیں سنی تھی اسے لگا کہ شاید روبی دروازہ بند کرنا ہی بھول گئی ہو گی اور انسپکٹر ریاض کے جانے کے بعد وہ بھی جاوید کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی گئی ہو گی۔ اس خیال کے ساتھ ایک دوسرا خیال بھی اس کے ذہن میں ابھرا وہ یہ کہ اسے پولیس کو بتا دینا چاہیے تھا کہ وہ روبی اور جاوید نے اسے غیر قانونی طور پر اس کمرے میں بند کر رکھا ہے۔ اب اُسے اس بات پر افسوس تو ہو رہا تھا لیکن موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا

سوچتے سوچتے وہ اٹھی اور دبے قدموں سے چلتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچ گئی اُس نے دھیرے سے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھل گیا اس نے جھانک کر دیکھا تو باہر کوئی بھی نہیں تھا۔ برآمدے میں ٹیلی فون اپنی مقررہ جگہ پر رکھا ہوا تھا اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اس کا خیال تھا کہ روبی اور جاوید شاید کسی اور کمرے میں ہوں گے اس نے آگے بڑھ کر روبی کے کمرے کے دروازے سے کان لگا دیے اور اندر کی آہٹ سننے کی کوشش کرنے لگی لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی پھر اس نے دھیرے سے دروازہ کھول دیا لیکن اندر کوئی نہیں تھا۔ جمشید صاحب کا نجی کمرا تو باہر سے بند ہی تھا۔ اس لیے اس نے یہی سوچا کہ روبی اور جاوید شاید کہیں باہر نکل گئے ہیں اور جاتے وقت روبی اپنے کمرے کا دروازہ لاک کرنا بھی بھول گئی ہے۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ اس وقت پورے گھر میں وہ اکیلی ہے تو وہ فوراً ہی بھاگ کر ٹیلی فون کے قریب آ گئی اور سب سے پہلے اس نے صابر کمال کو فون کیا دو تین منٹ تک اس سے بات کرنے کے بعد اس نے سلطان صاحب کو فون کیا اس سے فارغ ہو کر وہ اپنے

کمرے میں آ گئی۔ کمرے میں آ کر اس نے جلدی سے اپنی الماری کھولی اور اس میں سے بنک کے لاکرز کی چابیاں نکال کر اپنے پرس میں ڈال لیں۔ پھر الماری بند کر کے اس نے جلدی جلدی اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو سنوارا اور پرس کندھے پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ کمرے کا دروازہ لاک کرنے کے بعد وہ گھر سے باہر آ گئی۔ بوڑھا مالی کام ختم کر کے جا چکا تھا اس نے مین گیٹ کو باہر سے بند کیا اور چل پڑی ابھی وہ چند ہی قدم چلی تھی کہ پیچھے سے ایک خالی ٹیکسی آتی ہوئی دکھائی دی اس نے ہاتھ اٹھا کر ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس میں بیٹھ گئی۔

☆=====☆=====☆

اپنے گھر سے نکل کر فاخرہ سب سے پہلے صابر کمال کے گھر گئی۔ وہاں بیس منٹ تک رہنے کے بعد وہ اسی ٹیکسی میں سلطان صاحب کے دفتر میں پہنچی اور تقریباً پندرہ منٹ تک ان سے بات چیت کرنے کے بعد مال روڈ پر واقع ایک بینک میں آ گئی وہاں اس کا اکاؤنٹ تھا اور ایک لاکر بھی تھا۔ پہلے اس نے کاؤنٹر پر جا کر ایک چیک لکھا اور کاؤنٹر کلرک کی طرف بڑھا دیا۔ ٹوکن لینے کے بعد وہ بینک کے نیچے بنے ہوئے اس حصے میں آ گئی جہاں لاکرز تھے۔ یہاں آ کر اس نے چابی کی مدد سے اپنا لاکر کھولا اور اس کے اندر سے تمام زیورات نکال کر اپنے بڑے سے پرس میں رکھنے شروع کیے پھر لاکر کو بند کرنے کے بعد وہ واپس کیشئر کے کاؤنٹر پر آ گئی۔ ٹوکن لینے کے بعد کیشئر نے اس کے سامنے بڑے بڑے نوٹوں کی کئی گڈیاں رکھ دیں۔ اس نے پہلے تو نئے نوٹوں کی ان گڈیوں کو گنا پھر کئی گڈیاں کیشئر کو واپس کر کے ان کے بدلے پرانے نوٹ طلب کیے۔ کیشئر نے اس کی خواہش کے مطابق اسے پرانے نوٹ دے دیے۔ فاخرہ نے ان سب کو بھی اپنے بڑے سے پرس میں ڈالا اور پھر بینک کی عمارت سے باہر نکل آئی۔

اب اس کی ٹیکسی فیروز پور روڈ کی طرف جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک اور بینک کے سامنے اپنی ٹیکسی رکوائی اور اتر کر بینک کے اندر داخل ہو گئی۔ اس بینک میں اس کا اور جمشید صاحب کا ایک جوائنٹ اکاؤنٹ تھا۔ چیک پر دونوں کے ہی دستخط ہوتے تھے لیکن دونوں میں سے کوئی ایک بھی رقم نکالنے کا حق رکھتا تھا۔ یہ ایک ایسا اکاؤنٹ تھا جس میں سے روپے کبھی کبھار ہی نکالے جاتے تھے۔ کیونکہ دونوں نے یہ اکاؤنٹ بچت کرنے کے لیے ہی کھول رکھا تھا۔ جمشید صاحب کو اگر کبھی بہت ضرورت ہوتی تو وہ اس اکاؤنٹ سے رقم نکال

لیتے تھے لیکن پھر جلد ہی لی ہوئی رقم واپس جمع کر دیتے تھے۔ فاخرہ نے اس اکاؤنٹ میں بھی صرف دو تین سو کی رقم چھوڑ کر باقی ساری رقم نکلوا لی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ انارکلی بازار میں واقع ایک جیولر کی دکان پر آ گئی۔ اس نے اپنے بینک کے لاکرز سے جو زیورات نکالے تھے وہ سب اسی دکان سے خریدے گئے تھے۔ فاخرہ اور جمشید صاحب زیورات اور جواہرات کی خریداری اسی دکان سے کرتے تھے۔ اس لیے دکان دار فاخرہ کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ فاخرہ تقریباً پون گھنٹے تک اس دکان میں رہی اور پھر گھر واپس آ گئی۔

فاخرہ جب گھر پہنچی تو روبی اور جاوید وہاں موجود نہیں تھے انہیں گھر موجود نہ پا کر فاخرہ نے یہی سمجھا کہ وہ دونوں ابھی تک باہر سے واپس نہیں آئے ہیں۔ اس نے سکون کا ایک سانس لیا اور سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ وہ ذرا تھکن سی محسوس کر رہی تھی۔ اس لیے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنا بھاری پرس ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا اور پلنگ پر بیٹھ گئی۔ پھر دل ہی دل میں حساب کرتی ہوئی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر پلنگ پر بیٹھنے ہی والی تھی کہ یکایک روبی بجلی کی طرح اس کے کمرے میں داخل ہوئی اور سیدھی ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے ہوئے اس کے پرس پر جھپٹ پڑی۔

"ڈونٹ ٹچ مائی پرس۔" فاخرہ بوکھلا کر چیخ پڑی۔ "اسے رکھ دو روبی۔" لیکن اس وقت تک تو روبی نے پرس کھول کر میز پر الٹ دیا تھا۔ جس کی وجہ سے نوٹوں کے بنڈل باہر نکل آئے تھے۔ زیادہ تر گڈیاں پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار کے نوٹوں والی تھیں جبکہ چند گڈیاں سو اور پچاس کے نوٹوں والی بھی تھیں۔ فاخرہ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ روبی اس کی طرف دیکھ کر بولی۔ "بیس منٹ ڈائریکٹر صابر کمال کے یہاں اور تیس منٹ سلطان صاحب کے دفتر میں، بیس منٹ ایک بینک میں اور پندرہ منٹ فیروز پور روڈ والے دوسرے بینک میں پھر جوہری بازار کی دکان میں ایک گھنٹا جہاں سارے زیورات بیچ کر اور بینکوں سے رقم نکال کر بتاؤ کتنے لاکھ روپے جمع کر لیے؟"

"تو تم میرا تعاقب کر رہی تھیں؟" فاخرہ چلا کر بولی۔ "میری جاسوسی کر رہی تھیں؟"

"ہاں اور جو کچھ میں کر رہی تھی بلاوجہ نہیں کر رہی تھی۔" روبی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "یہ نوٹوں کی گڈیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو؟ لیکن جب تک میں اس گھر میں زندہ ہوں تب تک تم یہ روپے لے کر کہیں نہیں جا سکتیں۔ ایک ذرا سا موقع ملتے ہی تم نے جو کچھ کیا ہے وہ یہی ثابت کرتا ہے کہ یہ ساری دولت لے کر تم جلد سے جلد صابر کمال کے

ساتھ بھاگ جانا چاہتی ہو' لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکے گا۔'' یہ کہہ کر وہ جس تیزی سے فاخرہ کے کمرے میں داخل ہوئی تھی اسی تیزی سے وہ باہر نکل گئی اور اس کا کمرا پہلے کی طرح باہر سے بند کر کے ایک بار پھر اسے کمرے میں بند کر دیا گیا۔

''یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا روبی۔'' باہر بیٹھتے ہوئے جاوید نے روبی سے کہا۔ ''اسے کمرے میں ہی بند کر دینے سے ہمیں یہ پتا نہیں چلے گا کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے۔ اسے آزاد رکھنا چاہیے۔ انسپکٹر نے بھی یہی کہا تھا۔''

جاوید کا مشورہ تو یہ تھا کہ فاخرہ جو کرنا چاہتی ہے اُسے کرنے دینا چاہیے لیکن روبی زیادہ صبر نہیں کر سکتی تھی اور فاخرہ کا پیچھا کرنے کے بعد گھر واپس آتے ہی وہ اس پر جھپٹ پڑی تھی۔

''اُسے زیادہ دیر تک آزاد چھوڑ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جاوید۔'' روبی نے کہا۔

''وہ کیا کرنا چاہتی ہے یہ تو صاف ظاہر ہے۔''

''ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کہاں کہاں سے رقم اکٹھی کرتی ہے۔'' جاوید بولا۔ ''اس کے بعد ہی ہمیں اس پر ہاتھ ڈالنا چاہیے۔''

''لیکن بڑی رقم ہاتھ میں آتے ہی وہ بھاگ جائے گی۔'' روبی بولی۔ ''اور اگر میں اُسے روک نہ سکی تو کیا ہوگا؟''

''مگر تم اکیلی نہیں ہو روبی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اس وقت تو اس نے اپنے ہی روپے بینک سے نکلوائے ہیں اور اپنے ہی زیورات فروخت کیے ہیں اور یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ آدمی بینک سے اپنے روپے ہر وقت نکال سکتا ہے اور اپنے زیورات جب چاہے بیچ سکتا ہے لیکن جمشید صاحب کی بیوی ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ یہ مکان یا فیکٹری وغیرہ کے عوض ان سے پوچھے بغیر سیٹھ سلطان یا کسی سے رقم لیتی ہے تو یہ جرم کہلائے گا۔ اور اگر وہ ایسا کرتی ہے تو تمہارے ڈیڈی اسے آسانی سے معاف نہیں کریں گے ممکن ہے کہ وہ اسے طلاق دے دیں اور یہی بات ہمارے لیے فائدہ مند ہوگی یہ تم سمجھتی کیوں نہیں ہو؟''

''لیکن میں سلطان انکل کو اطلاع دے دینا چاہتی ہوں کہ ڈیڈی کی تمام جائیداد کی میں حق دار ہوں۔'' روبی نے کہا۔

''لیکن میرا خیال ہے کہ اگر فاخرہ کو ہمیں پھانسنا ہی ہے تو اسے سلطان صاحب سے مکان کے عوض روپیا لینے کا موقع دینا ہی چاہیے۔ اس کے بعد وہ کہیں فرار نہ ہونے پائے اس

کی ذمہ داری میں اپنے سر لیتا ہوں۔'' جاوید نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''ایک بار اتنی بڑی رقم اس کے ہاتھ میں آ جائے تو پولیس کو بھی خبر دی جا سکتی ہے۔''

''کہتے تو تم ٹھیک ہو جاوید' لیکن اتنی دور تک جانا مجھے کچھ مناسب نہیں لگتا۔ پولیس کو ہم لوگ تو اس وقت بھی خبر دے سکتے ہیں۔'' روبی نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ ''ابھی بھی اس کے پاس کافی رقم ہے۔ بینک سے روپے نکلوائے ہیں۔ زیورات بیچے ہیں۔ یہ سب کیوں کیا ہے اس نے؟''

''مگر ایسا کر کے اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔'' جاوید بولا۔ ''کوئی ایسی بات ہونی چاہیے کہ پولیس اس پر الزام عائد کر سکے۔''

''ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو یہی سہی۔'' روبی نے اپنی رضا مندی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خدشے کا بھی اظہار کر دیا اور بولی۔ ''لیکن اب ہم نے اسے آزاد کر دیا تو وہ چوکنا ہو جائے گی کہ ہم لوگ پھر کوئی چال چل رہے ہیں۔''

''اس کے لیے ہم یہی کوشش کریں گے کہ اسے ہم پر شک نہ ہو تم بھی خیال رکھنا اور میں بھی خیال رکھوں گا۔'' جاوید نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا۔ ''اچھا اب میں جا رہا ہوں شام کو پھر آؤں گا۔''

''کیا اس وقت تمہارا جانا ضروری ہے؟'' روبی نے کہا۔

''ہاں اپنے کام کے سلسلے میں ایک دو لوگوں سے ملنا ضروری ہے۔'' جاوید بولا۔

''ویسے یہاں کام کیا ہے؟ پھر بھی اگر تم کہتی ہو تو میں رک جاتا ہوں۔''

''نہیں اگر جانا ضروری ہے تو ہو آؤ' لیکن جلدی واپس آ جانا۔ میں یہاں اکیلی ہوں۔''

''کیوں؟ گھر میں تنہا رہتے ہوئے تمہیں ڈر لگتا ہے؟'' جاوید نے ہنس کر پوچھا۔

''نہیں' لیکن پنڈی سے سجاد انکل آ جائیں اس وقت تک تم ضرور واپس آ جانا۔'' روبی نے کہا۔ ''شاید وہ چار پانچ بجے تک آ ہی جائیں گے۔''

''ٹھیک ہے میں چار بجے تک آ جاؤں گا۔'' جاوید بولا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

جاوید کے جاتے ہی بوڑھی اور بہری نوکرانی صفیہ نے آ کر روبی سے کہا۔ ''چلو بیٹی کھانا تیار ہے بیگم صاحبہ کو ساتھ لے کر نیچے آ جاؤ۔''

''مجھے بھوک نہیں ہے میں ابھی نہیں کھاؤں گی۔'' روبی نے اُسے ٹالنے کی کوشش کی کیونکہ اس کو بھوک تھی ہی نہیں۔ بہری صفیہ نے اس کا اشارہ سمجھ لیا لیکن پھر بھی اس نے کہا

''آج صبح ہی سے دوڑ بھاگ کر رہی ہو۔ میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ صاحب بھی رات سے گئے ہیں اور ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ بیگم صاحبہ کا کمرا بھی اندر سے بند ہے۔ جاؤ روبی انہیں لے کر آؤ اور تھوڑا بہت کھالو۔''

''اچھا تم نیچے جاؤ میں آتی ہوں۔'' کہہ کر روبی نے اسے رخصت کیا اور خود فاخرہ کے کمرے کے پاس گئی۔

''فاخرہ بیگم تم نے کھانا کھانا ہے؟'' اس نے باہر سے ہی پوچھا۔

''نہیں۔'' فاخرہ نے اندر سے چیخ کر جواب دیا۔

روبی نے آگے اور کچھ نہیں کہا اور سیدھی نیچے آ گئی نیچے آ کر اس نے صفیہ کو سمجھایا کہ اسے بھوک نہیں ہے اور فاخرہ بیگم سو رہی ہے وہ بھی نہیں کھائے گی۔ تم کھانو اور اپنے کوارٹر میں جا کر آرام کرو۔ صفیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر سر ہلا کر کچن میں چلی گئی۔

روبی اپنے کمرے میں آ گئی اور پلنگ پر لیٹ کر فاخرہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی سوتیلی ماں فاخرہ بیگم نے اس کے ڈیڈی کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو اس کے ساتھ کیا نہیں کر سکتی؟ وہ اسی طرح گھر میں اکیلی ہوئی اور فاخرہ بیگم نے اپنے کمرے سے نکل کر اس پر حملہ کر دیا تو؟ ممکن ہے اس کے پاس پستول بھی ہو اور پستول کے سامنے وہ بھلا کیا کر سکے گی؟ اسے یاد آیا کہ فاخرہ کے کمرے پر صرف کنڈی لگی ہوئی ہے اور اگر نوکرانی صفیہ نے باہر سے وہ کنڈی کھول دی تو فاخرہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اس خیال کے آتے ہی خوف کی ایک لہر اس کی رگوں میں دوڑ گئی اور اسے لگا کہ فاخرہ کے دروازے پر تالا لگا دینا ہی مناسب ہے۔ مگر تالا اس کے کمرے میں نہیں تھا۔ اس لیے اٹھ کر نیچے گئی اور وہاں کے گرل کا تالا کھول کر اوپر آ گئی۔ اوپر آ کر اس نے فاخرہ کے کمرے کو تالا ڈال دیا اور چابی لے کر واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔

☆=====☆=====☆

سہ پہر کے تقریباً چار بجے جمشید صاحب کے دوست اور پارٹنر مسٹر سجاد حسین صاحب بھی پنڈی سے آ گئے اور انہوں نے آتے ہی روبی سے پوچھا۔ ''تمہارے ڈیڈی کی کوئی خبر؟''

''نہیں انکل۔'' اپنے ڈیڈی کے پارٹنر کو دیکھ کر وہ اتنا ہی بول سکی۔ اس کے بعد اس کے

ضبط کے سارے ہی بندھن ٹوٹ گئے۔ تھوڑی دیر تک وہ سجاد صاحب کو بھیگی آنکھوں سے گھورتی رہی پھر اچانک ہی ان سے اس طرح لپٹ گئی جیسے بالکل ہی ٹوٹ پھوٹ گئی ہو۔ سجاد صاحب کو اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑی حیرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق روبی ایک باہمت لڑکی تھی جو پتھر کو نچوڑ کر اس میں سے پانی نکال سکتی تھی۔ انہوں نے کبھی روبی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا لیکن آج انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ جو لڑکی اس وقت ان کے سینے سے لگی رو رہی ہے وہ کوئی اور ہی لڑکی ہے۔

''نارمل ہو جاؤ...... روبی بیٹی...... اور مجھے بتاؤ کہ یہ سب کیسے ہو گیا؟'' سجاد صاحب اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے بولے۔ ''چلو مجھے ساری بات بتا دو......''

مگر روبی تو ہچکیاں لینے لگی تھی اور ان ہچکیوں کے درمیان وہ بولنا بھی چاہتی تو بھی نہیں بول سکتی تھی۔ جب سانس ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہو تو الفاظ کس طرح نکل سکتے تھے' سجاد صاحب تھوڑی دیر تک اسے تسلی دیتے رہے اور خود ہی میز پر رکھے ہوئے پانی کے جگ سے پانی نکال کر اسے پلایا۔ تھوڑا سکون محسوس کرنے کے بعد روبی نے اپنی گیلی آنکھوں کو پونچھا اور گہرا سانس لے کر سجاد صاحب کو دیکھنے لگی۔ سجاد صاحب خاموشی سے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے دھیرے سے پوچھا۔ ''بھابی کہاں ہیں؟''

یہ سوال سنتے ہی ایک بار پھر روبی کی ہچکیاں تیز ہو گئیں اور سجاد صاحب کو اس پر اور زیادہ حیرت ہونے لگی وہ روبی کی زبانی کچھ سننا چاہتے تھے وہ جاننا چاہتے تھے کہ ایسی کون سی بات ہو گئی ہے جس نے روبی کو اس قدر توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے؟ وہ اپنے اس تجسس کو نہ روک سکے اور انہوں نے پھر پوچھا۔ ''تمہاری ممی کہاں ہیں روبی؟''

''وہی...... وہی...... تو ہے......'' روبی ہکلاتی ہوئی ہچکیوں کے درمیان بولی۔ ''وہی تو جڑ ہے...... انکل......''

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟'' سجاد صاحب نے چونک کر پوچھا۔ ''میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔''

''انکل' اس فاخرہ بیگم نے ہی میرے ڈیڈی کو غائب کرادیا ہے۔'' روبی نے روتے ہوئے کہا۔

''تم ہوش میں تو ہو؟'' سجاد صاحب گھبرا کر بولے۔ ''تم یہ کہہ رہی ہو کہ تمہاری ممی نے ہی تمہارے ڈیڈی کو غائب کرایا ہے؟''

''ہاں...... ہاں...... ہاں۔'' روبی اپنی بات پر زور دے کر بولی۔

''لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''

''بتاتی ہوں۔'' کہہ کر روبی تھوڑی دیر تک چپ رہی اور اپنی بے ترتیب سانسوں کو درست کرنے کے بعد اس نے سجاد صاحب کو اپنے ڈیڈی کے گم ہونے کی ساری بات بتا دی اور انہیں یہ بھی بتا دیا کہ اس دوران فاخرہ بیگم کا کردار اس معاملے میں کس قدر مشکوک رہا ہے۔ روبی کی زبانی ساری تفصیل جاننے کے بعد سجاد صاحب گہری سوچ میں ڈوب گئے پھر اچانک بول اُٹھے۔ ''یہ ناممکن ہے روبی بیٹی۔''

''انکل کبھی کبھی سچی بات آدمی کو ناممکن بھی نظر آتی ہے لیکن......''

''تم کچھ بھی کہہ لو روبی بیٹی لیکن تمہاری بات پر یقین کرنے کو جی نہیں چاہتا۔'' سجاد صاحب اس کی بات کاٹ کر بول اٹھے۔ ''میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ تمہاری بات تو میں نے سن لی ہے لیکن وہ کیا کہنا چاہتی ہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک میں خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکوں گا۔ کہاں ہیں وہ؟''

''اپنے کمرے میں۔'' روبی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ ''میں نے اسے اس کے کمرے میں بند کر دیا ہے تاکہ وہ کہیں باہر نہ جا سکے اور نہ ہی کسی سے فون پر بات کر سکے۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھی اور اپنے تکیے کے نیچے سے فاخرہ کے کمرے کی چابی نکال کر سجاد صاحب کے ہاتھ میں دے دی۔

''تو تم نے انہیں کمرے میں بند کر کے رکھا ہوا ہے؟'' سجاد صاحب حیرت سے بولے۔

''ہاں انکل...... مجھے ایسا کرنا ضروری لگا تھا اس لیے مجھے یہ کرنا پڑا۔'' روبی نے کہا۔

''بیٹی میرا خیال ہے کہ تم ابھی تک جاسوسی ناولیں پڑھتی رہتی ہو۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''دہشت ناک اور پُراسرار قسم کی کہانیاں پڑھ پڑھ کر کیوں اپنا دماغ خراب کرتی ہو؟ ارے وہ تمہاری ماں ہے سوتیلی ہے تو کیا ہوا وہ تمہیں اپنی بیٹی ہی تو سمجھتی ہیں۔ یہ بات تم تسلیم کیوں نہیں کرتیں؟''

''جب یہ بات مجھے تسلیم کرنے کے لائق محسوس ہوئی تو ضرور تسلیم کر لوں گی۔'' روبی نے روکھائی سے جواب دیا۔ ''لیکن ابھی تو میرا دل اُسے ماں سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔''

''اچھا۔ اچھا ٹھیک ہے۔'' سجاد صاحب نے جلدی سے کہا اور اس کے کمرے سے نکل

کر فاخرہ بیگم کے کمرے کی جانب چل دیے۔ باہر سے انہوں نے دروازے کا تالا کھولا اور کمرے کے اندر داخل ہو گئے۔ روبی کمرے کے دروازے تک آئی لیکن اندر جانے کی بجائے وہ وہیں برآمدے میں ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جاوید اپنے وعدے کے مطابق آ گیا۔ روبی نے اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور پھر اسے اشاروں ہی اشاروں میں یہ سمجھا دیا کہ سجاد انکل پنڈی سے آ گئے ہیں اور اس وقت فاخرہ بیگم کے کمرے میں ہیں۔ جاوید چپ چاپ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد سجاد صاحب فاخرہ کے کمرے سے باہر نکلے۔ فاخرہ بیگم بھی ان کے پیچھے ہی تھی۔ سجاد صاحب فاخرہ کے ساتھ روبی اور جاوید کے قریب آ گئے۔ فاخرہ نے وہیں بیٹھنے کے بعد کہا۔

''میں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ مجھے سچی بات بتانا ہی پڑے گی۔ اور اب تو سجاد بھائی کی طرف سے بھی دباؤ ہے۔ ویسے بھی جب پولیس تک بات پہنچ ہی گئی ہے تو اب سچی بات کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے روبی۔'' اتنا کہہ کر فاخرہ بیگم نے ایک لمحے کے لیے جاوید کی طرف دیکھا اور پھر بولی۔ ''اصل میں تمہارے ڈیڈی کو کسی بدمعاش نے اغوا کر لیا ہے اور ان کی رہائی کے بدلے میں اس نے تیس لاکھ روپے کی مانگ کی ہے اور میں یہ رقم اس لیے جمع کرتی پھر رہی ہوں۔ میرا ارادہ کسی کے ساتھ بھاگنے کا نہیں تھا۔ چونکہ میں یہ بات تمہیں بتا کر پریشان کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن تم خود ہی پولیس تک پہنچ گئیں اور اس لیے مجھے یہ راز کی بات کھولنی پڑ رہی ہے۔''

☆=====☆=====☆

جمشید صاحب کو اغوا کیا گیا ہے اور ان کی رہائی کے عوض کسی بدمعاش نے تیس لاکھ روپے تاوان کے طور پر مانگے ہیں۔ یہ ساری بات جاننے کے بعد روبی اور جاوید دم بخود رہ گئے اور تھوڑی دیر تک تو کچھ بول ہی نہیں سکے۔ فاخرہ بیگم نے ایک لمحے کے لیے ان دونوں کو دیکھا اور پھر بولی۔ ''روبی! آج صبح جب تم پولیس کو فون کرنے والی تھیں تو اس سے پہلے جو فون آیا تھا وہ اغوا کنندگان کے سرغنہ کا ہی فون تھا تم نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ چونکہ مجھ سے ہی بات کرنے پر اڑا ہوا تھا اس لیے تم نے بادلِ ناخواستہ فون مجھے دے دیا جب اس شخص کو یقین ہو گیا کہ میں ہی بول رہی ہوں تو اس نے تمہارے ڈیڈی کو فون پر بات کرنے کی اجازت دے دی۔ جب میں تمہارے ڈیڈی سے بات کر رہی تھی تو میرے منہ سے ڈارلنگ کا لفظ سن کر تم یہ سمجھ بیٹھی تھیں کہ میں کسی اور شخص سے بات کر رہی ہوں۔ میں فون

اپنے کمرے میں لے گئی تا کہ ان کی باتیں سن سکوں دراصل اس وقت میں تمہارے ڈیڈی سے ہی بات کر رہی تھی۔ وہ جو کچھ کہہ رہے تھے وہ تمہارے سننے کے لیے نہیں تھا وہ میرے ساتھ اکیلے میں بات کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے میں فون کو اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ بات تمہیں اچھی نہیں لگی تھی۔ تمہاری جگہ اگر میں ہوتی تو مجھے بھی یہ بات اچھی نہ لگتی۔ میں تمہیں دھکا دے کر فون اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔ مگر روبی ایسا کرنا بہت ضروری تھا۔ میں نے اپنے کمرے میں جا کر جب تمہارے ڈیڈی سے بات کی تو انہوں نے مجھے قسم دی کہ میں یہ بات کسی کو بھی نہ بتاؤں یہاں تک کہ تمہیں بھی نہیں۔ پھر جب انہوں نے تاوان کے لیے تیس لاکھ روپے کی مانگ کا تذکرہ کیا تو میں کانپ اٹھی۔ اتنی بڑی رقم اور وہ بھی صرف چند گھنٹوں میں؟ میں اتنی رقم کہاں سے اکٹھی کروں گی؟ تمہارے ڈیڈی نے ان لوگوں سے تھوڑی سی مہلت مانگی تو انہوں نے اس شرط پر مہلت دی کہ اگر پولیس کو اس معاملے کی خبر دی گئی تو وہ تمہارے ڈیڈی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تمہارے ڈیڈی چونکہ تمہاری طبیعت سے واقف ہیں اس لیے انہوں نے مجھے قسم دی تھی کہ میں یہ بات تمہیں بھی نہ بتاؤں ورنہ تم اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکو گی' لیکن پھر بھی تم نے پولیس کو اطلاع دے ہی دی۔'' فاخرہ بیگم یہ کہہ کر تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئی۔ روبی اور جاوید کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا وہ دونوں چپ چاپ فاخرہ بیگم کو گھور رہے تھے۔ فاخرہ بیگم نے پھر کہنا شروع کیا۔

''اب ساری بات تمہاری سمجھ میں آ گئی ہو گی۔ میں خود بھی سجاد بھائی کے آنے کی منتظر تھی میں چاہتی تھی کہ ان سے مشورہ کرنے کے بعد ہی میں یہ باتیں تمہیں بتاؤں گی لیکن اس میں کئی شرطیں ہیں اور مجھے اور سجاد بھائی کو یقین ہے کہ تم حقیقت جاننے کے بعد کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کرو گی جس سے تمہارے ڈیڈی کی جان کو خطرہ پیدا ہو جائے۔ پہلی شرط تو یہ ہے روبی کہ تمہیں پولیس میں درج کرائی ہوئی رپورٹ واپس لینی ہو گی کیونکہ ان لوگوں کے آدمی یقیناً ہم پر نظر رکھے ہوئے ہوں گے ممکن ہے پولیس میں بھی ان کا کوئی آدمی ہو جو ہمارے بارے میں ان کو خبر دیتا ہو۔ میں نے پولیس میں رپورٹ درج نہیں کرائی تھی تو اس کی وجہ یہی تھی۔''

''اگر یہی باتیں مجھے تم نے پہلے بتا دی ہوتیں تو میں دوسری طرح سے کام کرتی۔'' روبی نے ناگواری سے فاخرہ بیگم کی طرف دیکھ کر کہا۔

''لیکن روبی تمہیں کوئی کام کرنا ہی نہیں ہے۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔ ''اسی لیے تو

تمہارے ڈیڈی نے تمہیں کوئی بات بتانے سے منع کیا تھا۔''

''فون پر بات کرتے وقت کیا تمہیں یہ محسوس ہوا تھا کہ وہ لوگ پڑھے لکھے ہیں؟'' روبی نے پوچھا۔

''وہ لوگ پڑھے لکھے ہیں یا جاہل یہ تو مجھے نہیں معلوم لیکن تمہارے ڈیڈی کے کہنے کے مطابق وہ خطرناک ضرور ہیں۔ اس لیے انہوں نے پولیس کو اطلاع نہ کرنے اور روپے کا جلد بندوبست کرنے کی تاکید کی ہے۔''

''روبی ایسے لوگوں کو بے وقوف نہیں سمجھنا چاہیے۔'' جاوید نے کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ انہوں نے جمشید صاحب کو جس گھر میں رکھا ہوا ہے وہاں فون بھی ہو گا لیکن وہاں سے فون کرنے کے بعد اب وہ لوگ کہیں اور چلے گئے ہوں گے۔ ایسے لوگ بار بار ٹھکانے تبدیل کرتے رہتے ہیں۔''

''تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ڈیڈی اور وہ لوگ...... یہیں لاہور میں ہی ہیں؟'' روبی نے پوچھا۔

''اب لاہور' پنڈی اور اسلام آباد وغیرہ سب ایک ہی ہیں۔'' جاوید بولا۔ ''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔''

''وہ تو ٹھیک ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''مگر میں اس حق میں نہیں ہوں کہ انہیں اتنی بڑی رقم دی جائے' ہمیں تو یہی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ کسی طرح گرفتار ہو جائیں۔''

''یہاں میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تم اپنے ڈیڈی کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر انہیں پکڑوانے کی بات کر رہی ہو؟'' فاخرہ بیگم جھلا کر بولی۔ ''اسی لیے میں تمہیں اس معاملے سے دور رکھنا چاہتی تھی۔ مہربانی کر کے تم اپنی ہوشیاری کو اپنے پاس رہنے دو۔'' اتنا کہہ کر وہ سجاد صاحب سے بولی ''آپ ہی اسے سمجھائیے سجاد بھائی۔''

''دیکھو بیٹی' ایسے معاملوں میں بعض اوقات زیادہ ہوشیاری بھی خطرناک ہو جاتی ہے۔'' سجاد صاحب نے روبی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''اس لیے تم وہی کرو جو ہم کہہ رہے ہیں۔ سب سے پہلے تم اپنی رپورٹ واپس لے لو۔''

''لیکن انکل یہ کیسے ہو سکتا ہے؟'' روبی بولی۔ ''کیا میں پولیس سے کہوں کہ میں نے شکایت درج کرائی تھی وہ ایک بھول تھی؟ یا ان سے جا کر یہ کہہ دوں کہ میرے ڈیڈی واپس آ گئے ہیں؟''

"تم پولیس اسٹیشن فون کر کے صرف یہ کہہ دو کہ تمہارے ڈیڈی واپس نہیں آئے ہیں بلکہ ان کی کار راستے میں خراب ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ پنڈی کافی تاخیر سے پہنچے ہیں۔" سجاد صاحب نے کہا۔ "تم انہیں یہ بھی کہہ سکتی ہو کہ وہ پنڈی سے پشاور وغیرہ کے دورے پر بھی جائیں گے۔ تمہاری ان سے فون پر بات ہوئی ہے اس لیے اب پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے میں بات کرتی ہوں۔" کہہ کر روبی اٹھی اور ٹیلی فون کے پاس جا کر پولیس اسٹیشن کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ تھوڑی دیر تک وہ انسپکٹر سے باتیں کرتی رہی۔ پھر واپس آ کر بولی۔ "سجاد انکل میں نے آپ کے کہنے پر اپنی رپورٹ تو واپس لے لی ہے۔ مگر مجھے ابھی بہت ساری باتوں کو جاننا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ رقم ان لوگوں کو کب' کہاں اور کس طرح پہنچانی ہوگی؟"

"اس سلسلے میں ابھی تفصیل سے بات نہیں ہوئی ہے۔" فاخرہ بیگم نے جواب دیا۔ "ابھی تو مجھے تیس لاکھ کی رقم جمع کرنی ہے۔ تمہارے ڈیڈی نے کہا ہے کہ نئے نوٹ کم سے کم ہونے چاہئیں۔ یہ ساری رقم کس طرح پہنچانی ہے اس کے بارے میں مجھے بتایا جائے گا لیکن میں اس بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ کیونکہ تم اپنی عادت کے مطابق عین وقت پر کوئی الٹی سیدھی حرکت کر سکتی ہو جس سے ہونے والا کام بھی بگڑ سکتا ہے۔"

"تو شاید وہ لوگ تم سے یہی کہیں گے کہ تم اکیلی روپے انہیں دینے کے لیے آؤ؟" روبی نے کہا۔

"مجھے کیا معلوم کہ وہ لوگ کیا کہیں گے؟" فاخرہ نے کہا۔ "لیکن وہ لوگ مجھے اپنے ساتھ پانچ دس آدمی لانے کا دعوت نامہ نہیں دیں گے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے روبی کہ وہ اتنا بڑا خطرہ کیوں مول لیں گے؟"

"اگر یہ کہا جائے کہ کوئی بھی ایک آدمی آ کر روپے دے جائے تو تمہاری بجائے کسی اور کو بھیجنے میں کیا حرج ہے؟" روبی نے فاخرہ کو مشکوک نگاہوں سے گھورا۔

"لیکن دوسرا کون جائے گا؟"

"میں جا سکتی ہوں۔" روبی نے کہا۔

"تمہیں تو میں کسی حال میں بھی نہیں بھیج سکتی۔" فاخرہ نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے ہی آنے کے لیے کہیں گے اور مجھے تنہا ہی وہاں جانا پڑے گا۔"

"لیکن اگر تمہاری بجائے سجاد انکل یا جاوید روپے لے کر جائے تو؟....."

"نہیں روبی روپے لے کر تو میں ہی جاؤں گی۔" فاخرہ نے کہا۔ "شاید کسی اور کا جانا انہیں منظور نہ ہو۔"

"لیکن اگر وہ لوگ مان جائیں تو؟"

"اس پر اس وقت سوچا جا سکتا ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ روپے کہاں اور کس طرح انہیں پہنچانے ہیں؟" فاخرہ نے جواب دیا۔

"یہ تو ہم اب بھی سوچ سکتے ہیں۔" روبی نے فوراً ہی کہا۔

"میں تم سے ایک سوال پوچھتی ہوں روبی کہ اگر میں روپے پہنچانے جاؤں تو اس میں بھلا تمہیں کیا اعتراض ہے؟" فاخرہ نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہاری بجائے کوئی اور جائے تو تمہیں کیا اعتراض ہے؟" روبی نے جواب دینے کی بجائے خود بھی یہی سوال پوچھ لیا۔

"میں تم سے جواب مانگ رہی ہوں اور تم مجھ سے ہی الٹا سوال پوچھ رہی ہو؟" فاخرہ نے ذرا اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے سوال میں ہی تمہارا جواب ہے۔"

"تو ٹھیک ہے۔ اس کے متعلق میں پھر بات کروں گی۔" فاخرہ نے کہا۔ "ابھی تو مجھے اور بھی ضروری باتیں کرنا ہیں میرے بارے میں تمہارے دل میں جو شک وشبہات ہیں انہیں دور کرنے کے لیے میں اپنی پوری کوشش کروں گی اور یہ شک دور کرنے کے بعد میں پھر اپنا سوال دہراؤں گی۔ اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ تم نے جس مشکوک آدمی کو بنگلے سے باہر جاتے دیکھا تھا وہ دراصل مجھے ہی ملنے آیا تھا۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی لیکن جو باتیں کرنا ضروری ہیں وہ تمہیں ضرور کہوں گی۔" فاخرہ بیگم کہہ رہی تھی اور روبی کے ساتھ ساتھ جاوید بھی بڑی سنجیدگی سے سن رہا تھا۔ سجاد صاحب بھی چپ چاپ بیٹھے تھے شاید انہوں نے ہی فاخرہ کو مشورہ دیا کہ وہ روبی کی غلط فہمیوں کو پہلے دور کرنے کی کوشش کرے۔ فاخرہ کہہ رہی تھی۔ "وہ آدمی میرا اور تمہارے ڈیڈی کا دشمن ہے۔ غنڈہ اور بدمعاش ہے اور ایسے خطرناک گروہ سے اس کا تعلق ہے جو کسی کی جان لینے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتا۔ جب میری اور تمہارے ڈیڈی کی شادی ہوئی تھی تو اس سے پہلے اس شخص کے مجھ پر بہت احسانات تھے جس کے بدلے وہ میری فلموں کی کمائی کو ہضم کرتے رہنا چاہ رہا تھا لیکن میں

نے فلم لائن چھوڑ دی اور تمہارے ڈیڈی سے شادی کر لی۔ میرے ایسا کرنے پر اسے یقین ہوگیا کہ اب اسے مجھ سے کچھ نہیں ملے گا تو وہ اکثر مجھے یہ دھمکیاں دینے لگا کہ وہ تمہارے ڈیڈی کو نقصان پہنچائے گا۔ میں اس کی دھمکیوں سے ڈر کر اکثر اسے روپے دیا کرتی تھی۔ لیکن جب تمہارے ڈیڈی کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے سختی سے منع کر دیا کہ میں اسے کچھ بھی نہ دوں اور تب تمہارے ڈیڈی پر اس نے دو ایک بار چھوٹے موٹے حملے کرا کے انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی' لیکن پھر یکا یک یہ سلسلہ رک گیا۔ کسی اور جرم میں وہ پولیس کی گرفت میں آ گیا اور اسے جیل ہوگئی۔ ابھی تھوڑے روز قبل ہی وہ جیل سے رہا ہوا ہے۔ مگر جیل سے رہا ہوتے ہی اس نے پھر وہی چال چلنی شروع کر دی ہے۔ میں تمہارے ڈیڈی کی سلامتی کی خاطر اسے کچھ روپے دینے کے لیے رضامند تھی لیکن اس نے مجھ سے تین لاکھ کی مانگ کی اس کے ساتھ اس نے مجھے یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر مقررہ وقت پر اسے رقم نہ ملی تو وہ تمہارے ڈیڈی کو قتل کر دے گا۔ مگر میں اتنی بڑی رقم تمہارے ڈیڈی سے پوچھے بغیر نہیں دے سکتی تھی اور اس کے فوراً بعد ہی یہ واقعہ پیش آ گیا۔ اس لیے مجھے اس آدمی پر ہی شک ہے۔ پولیس کو بھی میں نے بتا دیا ہے اور اس آدمی کا نام بھی بتا دیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ کتنا خطرناک آدمی ہے اور کس حد تک جا سکتا ہے یہی وجہ تھی کہ میں تم سب لوگوں کو اس معاملے سے دور رکھنا چاہتی تھی۔ کیونکہ میں یہ بات اچھی طرح جانتی ہوں کہ اس کا مقابلہ صرف میں ہی کر سکتی ہوں۔ اس لیے برائے مہربانی تم لوگ یہ کام مجھے ہی کرنے دو۔''

''تو کیا آپ اس آدمی کو روپے دینے کے بعد یا روپے دینے کے بہانے گرفتار کرا دینا چاہتی ہیں؟'' جاوید نے فاخرہ بیگم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''میں جو کروں گی اور جو کرنا چاہتی ہوں وہ کر بھی سکوں گی یا نہیں...... اس کا مجھے کوئی یقین نہیں ہے۔ لیکن روپے تو ہر حال میں مجھے دینے ہی ہوں گے اگر ایسا نہ ہوا تو وہ لوگ انہیں نہیں چھوڑیں گے۔ پہلے تو صرف مجھے یہ دیکھنا ہے کہ وہ خیریت سے گھر واپس آ جائیں۔''

''اس کا مطلب ہے کہ آپ انہیں ایک بار روپیہ دے دینا چاہتی ہیں اور اس کے بعد کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہیں۔'' جاوید نے فاخرہ کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔

''روبی کے ڈیڈی کو بخیریت واپس لانے کے لیے یہی ایک راستہ ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''لیکن اگر انکل واپس آ گئے تو اتنی بڑی رقم کی واپسی کے لیے آپ کیا کارروائی کریں گی؟'' جاوید نے پوچھا۔

''روبی کے ڈیڈی اگر چاہیں گے اور تمام ضروری معلومات فراہم کر سکیں گے تو پھر پولیس سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔

''عام طور پر اغوا کے واقعات میں ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ یہی راستہ سب سے محفوظ اور مناسب سمجھا جاتا ہے۔'' جاوید نے دلیل پیش کرتے ہوتے کہا۔ ''لیکن آپ کے کہنے کے مطابق انکل جمشید کو اغوا کرنے والے لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ یہ اگر حقیقت ہے تو آپ کو بہت سنبھل کر قدم اٹھانا ہوگا۔ جب اس گروہ کے سرغنہ کو یہ معلوم ہوگا کہ آپ نے پولیس کو سب کچھ بتا دیا ہے تو وہ کسی وقت بھی کوئی خطرناک قدم اٹھا سکتا ہے۔ ایسے لوگ بہت بے رحم ہوتے ہیں اور میرا تو مشورہ یہی ہے کہ ایسا کوئی خطرہ مول لینے سے تو بہتر یہی ہے کہ تیس لاکھ کی رقم انہیں دے دی جائے۔''

''یہ تم کہہ رہے ہو جاوید؟'' روبی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''ہاں روبی' ساری کہانی سننے کے بعد میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تمہارے ڈیڈی کی مستقل سلامتی کے لیے تیس لاکھ کی قربانی دینی ہی پڑے گی۔ کیونکہ اغوا کرنے والے لوگ پتھر دل' بے رحم اور بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔ وہ اپنا انتقام لینا کبھی نہیں بھولتے۔''

''اس پر ہم بعد میں سوچیں گے جاوید۔'' روبی نے کہا اور پھر سجاد صاحب کی جانب دیکھ کر بولی۔ ''انکل پہلے تو مجھے یہ جاننا ہے کہ ایک خوبصورت فلمی اداکارہ پر جس شخص کے احسانات ہوں اور جو آدمی اس اداکارہ کی کمائی پر عیش کرتا رہا ہو اس کے اور اس اداکارہ کے تعلقات کس نوعیت کے ہو سکتے ہیں؟ ایسا آدمی سات سال کی سزا کاٹ کر واپس آئے اور اس اداکارہ کے شوہر کو اغوا کر لے پھر تاوان کے طور پر تیس لاکھ روپے کی مانگ کرے۔ جو اداکارہ دینے کے لیے تیار بھی ہو جائے۔ اور خود ہی اس کے لیے وہ رقم لے جانے کی ضد بھی کرے۔ تب ایک خیال ایسا بھی تو آ سکتا ہے انکل کہ وہ اداکارہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر خود پر احسان کرنے والے پرانے عاشق کے ساتھ بھاگ جانا چاہتی ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں انکل؟''

''روبی۔'' فاخرہ غصے سے تھر تھر کانپنے لگی۔

''اس قدر آگ بگولا ہونے کی ضرورت نہیں ہے فاخرہ بیگم۔'' روبی نے انتہائی

WWW.PAKSOCIETY.COM

سرد لہجے میں کہا۔ ”یہ تو میرا ایک خیال ہے لیکن تم مجھے اس کا کوئی اطمینان بخش جواب دے سکو تو اچھا ہے۔“

”روبی...... میں تمہیں جواب دوں گی۔“ فاخرہ غصے سے دانت پیس کر بولی۔ ”جانتی ہو وہ آدمی کون ہوتا ہے؟ وہ آدمی میرا سگا ماموں ہے۔ میری ماں کا سگا بھائی۔“

”کون دیکھنے گیا ہے؟“ روبی منہ پھیر کر بولی۔ ”کہ وہ ماموں ہے یا کوئی اور؟“

”تمہارے ڈیڈی کو معلوم ہے کہ اس سے میرا کیا رشتہ ہے۔“

”لیکن جب تک ڈیڈی نہیں آجاتے اور اس رشتے کی سچائی ظاہر نہیں کرتے اس وقت تک میں اپنی ہی بات کو سچ سمجھوں گی۔“ روبی نے روکھائی سے جواب دیا اور بولی۔ ”اگر میں یہ مان بھی لوں کہ وہ غنڈہ بدمعاش تمہارا سگا ماموں ہے تو پھر مجھے یہ بھی بتاؤ کہ صابر کمال تمہارا کون ہوتا ہے؟ آج اس کے گھر تم کیا کرنے گئی تھیں؟“

”سجاد بھائی...... دیکھیے سجاد بھائی۔“ فاخرہ اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے سجاد صاحب سے بولی۔ ”یہ لڑکی مسلسل میری توہین کر رہی ہے مجھ سے اب اس کے یہ طنز برداشت نہیں ہو رہے ہیں۔ میں جب سے اس گھر میں آئی ہوں اس کی نفرت سہن کرتی رہی ہوں لیکن اس وقت جبکہ میرے شوہر یعنی اس کے ڈیڈی کی زندگی خطرے میں ہے اور مجھے اس کی مدد کی ضرورت ہے تب بھی...... تب بھی......“ فاخرہ بیگم کی آواز کانپ رہی تھی ”آخر کیوں؟ کیوں مجھے اس کی باتیں سننا پڑ رہی ہیں؟...... آپ تو جانتے ہی ہیں سجاد بھائی کہ اس کی خوشی کے لیے میں نے کیا کیا نہیں کیا؟“

”کیا کیا ہے تم نے میرے لیے؟“ روبی تڑپ کر بولی۔

”روبی...... روبی...... یہ میں تمہیں کیسے بتاؤں؟“ فاخرہ پریشانی کے عالم میں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر بولی۔ ”میں نے تو آج تک یہ بھی نہیں چاہا کہ تم دونوں باپ بیٹی کی محبت میں کوئی تیسرا بھی اپنا حصہ لینے آجائے۔ اسی لیے میں نے اپنی ممتا کا گلا گھونٹ رکھا ہے۔ آگ لگا رکھی ہے اپنی کوکھ میں ایک عورت اس سے بڑی قربانی کیا دے سکتی ہے؟ یہ سب باتیں تم مجھ سے مت پوچھو روبی۔ تمہیں اگر پوچھنا ہی ہے تو اپنے ڈیڈی سے پوچھو۔ اب میں تم سے کچھ کہنا نہیں چاہتی اور نہ ہی تمہاری کوئی بات سننا چاہتی ہوں۔“ بولتے بولتے فاخرہ رو پڑی۔ اسے روتے دیکھ کر سجاد صاحب نے اسے چپ کرانے کی کوشش کی لیکن فاخرہ کی سسکیاں تو اور بڑھ گئی تھیں یہ دیکھ کر روبی نے سجاد صاحب سے کہا۔

”آپ اس طرح پریشان نہ ہوں انکل۔ یہ تو ایک اداکارہ ہے اداکارہ...... ایک زمانے میں گلیسرین کے بغیر آنسو بہانے میں یہ مشہور تھی۔ آپ اس کے ان جذباتی مکالموں سے مرعوب نہ ہوں۔ ابھی تو اس نے میرے ایک سوال کا جواب ہی نہیں دیا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ فاخرہ کی جانب دیکھنے لگی پھر بولی۔ ”فاخرہ بیگم تمہاری آنکھوں میں آئے ہوئے یہ آنسو ختم ہو جائیں تو میرے اس سوال کا جواب ضرور دینا کہ صابر کمال سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟“

”صابر کمال سے میرا کیا رشتہ ہے یہ میں تمہیں کیوں بتاؤں؟“ فاخرہ بیگم بپھری ہوئی شیرنی کی طرح سر اٹھا کر گرجی اور اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے روبی کو گھورتی ہوئی آگے بولی۔ ”تمہیں کچھ بتانے کا اب فائدہ ہی کیا ہے؟ میں تو ایک اداکارہ ہوں جیسے چاہے روپ بدل سکتی ہوں۔ جیسا چاہے کردار ادا کر سکتی ہوں۔ میں تو گلیسرین کے بغیر آنسو بہانے والی مشہور اداکارہ ہوں۔ تمہارے خیال میں تو میں ایک نیچ' ذلیل لالچی اور بدکردار عورت ہوں۔ پھر مجھ سے کیوں بات کر رہی ہو؟ کیوں میرے رشتوں کے بارے میں سوالات کر رہی ہو؟ جاؤ چلی جاؤ پولیس میں' اور ان سے جا کر کہہ دو کہ میں نے ہی تمہارے ڈیڈی کو اغوا کرایا ہے۔ تیس لاکھ کی رقم حاصل کرنے کے لیے میں نے ہی یہ سازش کی ہے اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ یہ رقم لے کر میں اپنے کسی آشنا کے ساتھ بھاگ جانا چاہتی ہوں...... عاشق کے ساتھ...... تمہارے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ میں کبھی نہیں بھول سکتی روبی...... لیکن جانے دو اس بات کو...... تم اگر مجھے کمرے میں بند ہی رکھنا چاہتی ہو تو کر دو بند...... اس کے بعد دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے؟ پھر ہم دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر آنسو بہائیں گے کیونکہ تمہارے ڈیڈی تمہارے جھوٹے شک اور ضد کا شکار ہو کر ہمیں چھوڑ کر جا چکے ہوں گے۔ اس وقت تمہاری آنکھوں سے جو آنسو نکلیں گے وہ بغیر گلیسرین کے ہوں گے جو اس وقت میری آنکھوں میں ہیں لیکن میں وہ دن نہیں آنے دوں گی روبی۔ جب تک میں زندہ ہوں ایسا نہیں ہوگا۔“ فاخرہ اتنا کہہ کر اٹھی اور سب کو حیرت زدہ چھوڑ کر تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اور ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ پلنگ پر گر کر وہ سسکتی رہی۔ اس کی آنکھوں کے آنسو سوکھ چکے تھے اور چہرہ لال ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے شیرنی کی طرح گرجنے والی فاخرہ اب یکایک ہی تھکی تھکی سی نظر آنے لگی تھی اس نے آنکھیں موند لیں تو اچانک اسے اپنے ماضی کی ایک بات یاد آ گئی۔ اسے لگا کہ ایک فلم کی شوٹنگ کے دوران ایسے ہی جذباتی مکالمے اس نے بولے تھے اور پھر وہ آج ہی کی طرح تھک گئی تھی

☆=====☆=====☆

''میلوڈرامہ'' فاخرہ کے چلے جانے کے تھوڑی دیر بعد روبی نے بڑی حقارت سے کہا۔

''ان تھرڈ کلاس مکالموں اور تھرڈ کلاس اداکاری کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے سجاد انکل' اس کے جانے کے بعد اب ہمیں سوچنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ دراصل یہ فاخرہ بیگم ہمارے دل میں ایک خوف پیدا کر کے پچیس تیس لاکھ کی خطیر رقم لے کر بھاگ جانا چاہتی ہے۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہے۔ اب آپ دونوں کا کیا خیال ہے؟''

''بھابی نے جو کچھ کہا ہے اس کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے کیا؟'' سجاد صاحب نے پوچھا۔

''نہیں۔''

''لیکن مجھ پر ہوا ہے اس لیے کہ میں اسے اور تمہارے ڈیڈی کو کافی عرصے سے جانتا ہوں اور اچھی طرح انہیں سمجھتا ہوں۔'' سجاد صاحب نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ ''روبی بیٹی میرا دل کسی طرح بھی یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہے کہ فاخرہ بھابی تمہارے ڈیڈی کو چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ بھاگ جانا چاہتی ہے۔ آخر وہ ایسا کیوں کرے گی؟ وہ اگر دولت کی لالچی ہے تو ہرگز گھر سے بھاگنے کی حماقت نہیں کرے گی۔ کیونکہ تمہارے ڈیڈی کی بیوی ہونے کے ناتے وہ خود ان کی دولت اور جائیداد کی مالکن ہے۔''

''یہ صرف آپ کا خیال ہے انکل۔'' روبی نے کہا۔ ''مگر میں ایسا نہیں سمجھتی۔''

''تم سمجھو یا نہ سمجھو..... مگر یہ حقیقت ہے کہ شفیق عرف شیفو تمہارے ڈیڈی کے پیچھے پڑ گیا تھا۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ تو روبی چونک پڑی اور حیرت سے انہیں دیکھتی ہوئی بولی۔

''یہ شفیق کون ہے؟''

''وہی جس پر بھابی کو شک ہے۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''اس شک کا اظہار اس نے ہم سے بھی کیا ہے اور پولیس کو بھی بتایا ہے' تم اتنی سی بات کیوں نہیں سمجھتی کہ اگر بھابی خود اس سازش میں شریک ہوتی تو وہ اپنے آدمی کا نام کبھی ظاہر نہ کرتی۔ کیا وہ یہ بات نہیں جانتی کہ اگر شفیق پکڑا گیا تو وہ خود بے نقاب ہو جائے گی؟''

''میں آپ کی بات سمجھ رہی ہوں انکل۔'' روبی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ تم بھابی پر شک کرنا چھوڑ دو اور صرف یہ سوچو کہ یہ کام شفیق نے کیا ہے یا کسی سے کرایا ہے۔ اگر یہ اس کی حرکت ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟''

''مگر یہ بھی ہو سکتا ہے انکل۔'' جاوید نے طویل خاموشی کے بعد پہلی بار کہا۔ ''کہ شفیق پر شک کا اظہار پولیس کے سامنے کیا ہی نہ گیا ہو اور آنٹی نے یہ بات صرف ہم لوگوں کو ہی بتائی ہو؟''

''تو پھر یہ معلوم کرو کہ بھابی نے پولیس کو شفیق کے بارے میں بتایا ہے یا کہ نہیں؟''

''لیکن اب تو رپورٹ واپس لے لی گئی ہے۔'' جاوید بولا۔ ''اب پولیس سے کس طرح کچھ پوچھا جا سکتا ہے؟''

''میرا خیال ہے یہ بات پوچھی جا سکتی ہے۔'' روبی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ''جاوید تم یہ بتاؤ کہ یہاں جو انسپکٹر سفید لباس میں آیا تھا اس کا کیا نام تھا؟''

''سب انسپکٹر ریاض۔'' جاوید نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے میں کوشش کرتی ہوں۔'' روبی نے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون کے نمبر ملانے لگی۔ دوسری جانب سے کسی نے فون اٹھایا تو روبی نے اس سے انسپکٹر ریاض کے بارے میں پوچھا۔ پھر ریسیور رکھ کر اپنی جگہ پر واپس آ گئی اور بولی۔ ''وہ موجود نہیں ہے۔ آدھے گھنٹے بعد فون کرنے کے لیے کہا گیا ہے خیر میں یہ معلوم کرلوں گی کہ فاخرہ بیگم نے واقعی مشکوک آدمی کے طور پر شفیق کا نام لیا ہے یا نہیں؟ ویسے میں یہ نہیں مانتی کہ یہ شخص پنڈی سے آپ کے منشی کی حیثیت سے فون کر سکتا ہے۔''

''جب تک تمہیں تسلی نہ ہو جائے اس وقت تک تم جو ماننا چاہو مان سکتی ہو۔'' سجاد صاحب نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''لیکن جبکہ بھابی نے بہت سی خفیہ باتیں تمہارے سامنے کھول کر رکھ دی ہیں تو تمہیں بھی ذرا اپنا انداز بدل کر پیش آنا چاہیے ہو سکتا ہے کہ تمہارے سارے اندازے غلط ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم جو کچھ سمجھ رہی ہو وہی درست ہو۔ بہر حال وقت کی نزاکت کو محسوس کر کے کام کرنا ہی مجھے بہتر لگتا ہے۔''

''ٹھیک ہے انکل میں کوشش کروں گی۔'' روبی نے دھیرے سے کہا۔

''اچھا اب میں چلتا ہوں۔'' سجاد صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''میں سیدھا یہیں آ گیا تھا ابھی تک میں ارشد سے ملا بھی نہیں ہوں۔ شام کو پھر آؤں گا اور اس درمیان کوئی بات معلوم ہو جائے تو مجھے ارشد کے یہاں فون کر لینا۔''

''ٹھیک ہے انکل...... لیکن رات کو آپ یہیں ٹھہریں گے۔''

''وہ کیوں بیٹی؟'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''مجھے اپنے بیٹے کے گھر بھی کوئی تکلیف نہیں

ہو گی۔''

''یہ بات نہیں ہے انکل۔ اصل میں، میں اور فاخرہ یہاں تنہا ہیں۔ کب کیا ہو جائے کہا نہیں جا سکتا۔''

''اچھی بات ہے۔'' سجاد صاحب نے کہا پھر فاخرہ کے کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے بولے۔''میں بھابی سے بھی مل لیتا ہوں۔''

سجاد صاحب کے جانے کے بعد جاوید کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اسے اس طرح سنجیدہ دیکھ کر روبی نے پوچھا۔''کیا سوچ رہے ہو جاوید؟''

''میں سوچ رہا ہوں روبی کہ اگر خدانخواستہ تمہارے ڈیڈی کو کچھ ہو گیا تو ان کی دولت اور جائیداد سے کس کس کو فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ جس کو فائدہ پہنچتا ہو اسے بھی مشکوک سمجھ کر تفتیش کی جائے تو اس میں سجاد انکل اور ان کے احمق بیٹے ارشد کا بھی نام آتا ہے۔''

''یہ کیا بکواس ہے جاوید؟'' روبی نے گھور کر اسے دیکھا۔

''یہ بالکل بکواس ہے۔'' جاوید نے کہا۔''لیکن کیا کروں جب خیال آتا ہے تو آتا ہی چلا جاتا ہے۔''

''لیکن ارشد تو بالکل بے وقوف نوجوان ہے۔'' روبی نے کہا۔

''تو یہ کس نے کہا ہے کہ بے وقوف لوگ مجرم نہیں ہوتے؟'' جاوید نے پوچھا۔

''ارشد اور سجاد انکل کو میں جانتی ہوں۔'' روبی نے پُر یقین لہجے میں کہا۔''وہ اس بات کو کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔''

''لیکن میں سوچ رہا ہوں.....'' جاوید نے کہا اور بولا۔''اچھا اب میں بھی چلتا ہوں۔ کوئی خبر مل جائے تو مجھے فون کر دینا اور دیکھو اس درمیان آنٹی فاخرہ سے منہ ماری مت کرنا۔ بس اس کی حرکتوں پر خاموشی سے نظر رکھنا کیونکہ ہم نے جو اس کے بارے میں اندازہ لگایا ہے۔ وہ شاید غلط بھی نہ ہو اس لیے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔''

''لیکن اس کے باوجود تم اس بات پر متفق تھے کہ روپے اغوا کنندگان کو دے دینے چاہئیں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی جاوید۔'' روبی نے کہا۔

''اس کی تائید میں نے اس لیے کی تھی روبی کہ اگر آنٹی روپے کے ساتھ خود بھی غائب ہو جاتی تو ساری بات آپ ہی آپ ظاہر ہو جاتی۔'' جاوید بولا۔

''اس کے بعد کیا ہوتا؟'' روبی نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

''ہم اس کی نگرانی کرتے اور جب وہ روپے لے کر فرار ہوتی تو ہم معہ ثبوت کے اُسے گرفتار کرا دیتے۔ یہی ایک راستہ سب سے بہتر راستہ ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے ذہن میں اگر کوئی اور بات ہو تو مجھے بتا دینا۔ ویسے یہ بھی ممکن ہے کہ ہمارا اندازہ غلط ہو اور شفیق نے ہی یہ حرکت کی ہو۔ دیکھو روبی ہمیں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری حماقت سے تمہارے ڈیڈی کی زندگی خطرے میں پڑ جائے کچھ بھی ہو تمہارے ڈیڈی کو گھر واپس لانا ہی ہو گا۔ اور اس کے لیے اس رقم کو داؤ پر لگانا بہت ضروری ہے۔ یہ خطرہ تو ہمیں مول لینا ہی پڑے گا۔ بس ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ آنٹی فاخرہ ہمیں یہ دھوکا نہ دے جائے۔ تم ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو تو میری بات سمجھنے میں تمہیں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔'' یہ کہہ کر جاوید چلا گیا اور روبی سوچ کی گہرائیوں میں ڈوب گئی۔

☆=====☆=====☆

رہ رہ کر روبی کے ذہن میں جاوید کی باتیں گونج رہی تھیں اور وہ سوچ رہی تھی کہ سجاد انکل اور ان کے بیٹے ارشد کو اس معاملے میں مشکوک سمجھا جائے یا نہیں؟ ارشد لاہور میں رہتا تھا اور اپنے باپ کی دولت پر عیش کرتا تھا لیکن اس کے باوجود سجاد انکل شک کے دائرے سے باہر تھے۔ پھر بھی جو بات جاوید کہہ گیا تھا اس پر سوچنا ضروری ہو گیا تھا۔ ممکن ہے بے وقوف ارشد کی کوئی بے وقوفی یہ کام کر گئی ہو اور شاید سجاد انکل اپنے بے وقوف بیٹے کی مدد کر رہے ہوں......

روبی کو پورا یقین تھا کہ اگر اس کا کوئی ہمدرد اور سچا ساتھی ہے تو وہ صرف جاوید ہی ہے اس لیے اس کی بات کو اہمیت نہ دینا روبی کے لیے ممکن نہیں تھا۔ جاوید نے کہا تھا کہ ہمیں ہر اس شخص کو مشکوک سمجھ کر تفتیش کرنی ہو گی جس کو اس کے ڈیڈی کے نہ ہونے سے فائدہ پہنچ سکتا تھا لیکن فاخرہ، ارشد، سجاد انکل، صابر کمال اور شفیق وغیرہ کے بارے میں سوچنے سے پہلے وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ فائدہ تو اس شخص کو ہی ہو گا جس نے اس کے ڈیڈی کو اغوا کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کام کسی پیشہ ور گروہ نے کیا ہو۔ اور اگر واقعی یہ حرکت کسی پیشہ ور گروہ کی ہے تو جاوید کے کہنے کے مطابق تاوان کی رقم ادا کر دینی چاہیے۔ اس طرح ڈیڈی کی رہائی ہو جائے گی اور پھر پولیس کی مدد سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کیا جائے گا۔ اگر فاخرہ خود روپے لے کر جانے کی ضد کرے تو اس پر نگاہ رکھنی ہو گی اور اگر وہ روپے لے کر بھاگنا چاہتی ہو تو اس کی کوشش کو ناکام بنا دینا چاہیے۔

جیسے جیسے وہ سوچتی جاتی تھی ویسے ویسے اسے لگتا جاتا تھا کہ یہ کام فاخرہ بیگم کے ماموں شفیق نے ہی کیا ہوگا کیونکہ وہ شروع ہی سے اس کے ڈیڈی کے پیچھے پڑا ہوا تھا فاخرہ کی شادی کے بعد اس کی آمدنی بند ہوگئی تھی۔ اس کے بعد اسے جیل ہوگئی تھی۔ روبی کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر یہ شفیق کی ہی حرکت ہے تو اسے تاوان کی رقم دے کر ڈیڈی کو چھڑا لینا چاہیے۔ پھر پولیس اسے کہیں سے بھی گرفتار کر لے گی لیکن دوسری طرف وہ اپنی سوتیلی ماں فاخرہ بیگم کو بھی بے قصور سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھی......

روبی بہت زیادہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔ وہ سوچتی تھی اور الجھتی جاتی تھی۔ مگر کوئی فیصلہ نہیں کر پاتی تھی۔ سب سے پہلا کام تو یہی تھا کہ کسی طرح اس کے ڈیڈی خیریت سے گھر واپس آ جائیں اور اس کے لیے جاوید کا مشورہ ہی مناسب تھا کہ تاوان کی رقم ادا کر کے ڈیڈی کو گھر واپس لایا جائے دوسرا سوال تھا کہ اگر فاخرہ بیگم خود ہی تاوان کی رقم لے کر بھاگنے کی کوشش کرے تو اس کی کوشش ناکام بنا دی جائے۔ طرح طرح کے خیالوں میں گھری ہوئی روبی کو اچانک یاد آیا کہ اسے سب انسپکٹر ریاض سے شفیق کے بارے میں پوچھنا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔

☆=====☆=====☆

فاخرہ ذہنی طور پر بڑی پریشان تھی۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ دیر تک روتی رہی تھی۔ پھر وہ یہ سوچ کر گہری نیند سو گئی تھی کہ پنڈی سے سجاد صاحب جیسے دوست اور ہمدرد کے آ جانے کی وجہ سے اس کی پریشانی میں یقیناً بڑی کمی آ جائے گی۔ سجاد صاحب کا خیال ذہن میں آتے ہی اسے کچھ راحت سی محسوس ہوئی تھی اور تھکن کی وجہ سے اس کی آنکھ لگ گئی تھی لیکن اچانک کسی کے قدموں کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں اس نے دیکھا روبی اس کے سامنے کھڑی تھی لیکن اس وقت اس کی آنکھوں میں ہمیشہ نظر آنے والی نفرت کی پرچھائیاں نہیں تھیں۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی فاخرہ بیگم کے پاس آ کر بولی۔ ''میں تمہیں ایک اہم اطلاع دینے آئی ہوں۔''

''کیسی اطلاع؟'' فاخرہ چونک کر بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''میں نے ابھی ابھی پولیس اسٹیشن پر فون کیا تھا۔'' روبی نے کہا۔ ''دراصل میں معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم نے جس شخص شفیق پر اپنے شک کا اظہار کیا تھا۔ اس کے بارے میں پولیس کو کوئی علم ہے یا نہیں؟''

''پھر کیا ہوا؟ کچھ معلوم ہوا اس کے بارے میں؟'' فاخرہ نے پوچھا۔

''ہاں...... شفیق احمد عرف شیفو اپنے دیگر پانچ ساتھیوں کے ساتھ پچھلے تین روز سے حوالات میں بند ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''انہیں کوئی اور جرم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟'' فاخرہ اچھل پڑی۔

''میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔'' روبی بولی۔ ''اور شفیق کی گرفتاری چونکہ ڈیڈی کی گمشدگی سے دو روز پہلے ہوئی ہے۔ اس لیے یہ صاف ظاہر ہے کہ ڈیڈی کو اغوا کرنے والے شفیق یا اس کے آدمی نہیں ہیں بلکہ یہ کام کسی اور نے ہی کیا ہے۔'' فاخرہ یہ سن کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے روبی کو دیکھتی رہ گئی۔

☆=====☆=====☆

روبی کے ڈیڈی کو اغوا کرنے میں فاخرہ بیگم کے ماموں شفیق اور اس کے آدمیوں کا ہاتھ نہیں ہے یہ حیرت انگیز خبر تھی اور اس حیرت انگیز خبر نے روبی اور فاخرہ بیگم کو شدید الجھن میں ڈال دیا تھا۔ وہ دونوں ہی اپنے اپنے دل میں یہ سوچ رہی تھیں کہ اگر شفیق نے یہ کام نہیں کیا ہے تو پھر اور کون ہے جو یہ کام کر سکتا ہے؟ اگر یہ کام کسی اور نے کیا ہے تو پھر یقیناً وہ لوگ پیشہ ور بدمعاش ہی ہو سکتے ہیں اور ایسے لوگوں سے کام نکالنے کے لیے بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ ایسے لوگوں سے زیادہ چھیڑ چھاڑ کرنا اپنے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ چپ چاپ تاوان کی رقم ان کے حوالے کر دی جائے اور جمشید صاحب کو ان کی قید سے چھڑا لیا جائے۔

روبی نے اپنے دل میں یہ فیصلہ تو کر ہی لیا تھا کہ اس معاملے میں اب اسے فاخرہ بیگم کی مدد کرنی چاہیے لیکن اس کے باوجود فاخرہ کی طرف سے اس کا دل صاف نہیں ہوا تھا وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ صابر کمال کا فاخرہ سے کیا تعلق ہے؟ اور وہ اس سے ملنے کے لیے اس کے گھر کیوں گئی تھی؟ روبی کے بار بار پوچھنے پر بھی فاخرہ نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا اور اسی بات نے روبی کی نظر میں فاخرہ کو مشکوک بنا رکھا تھا اور اسی لیے وہ فاخرہ کو بالکل ہی بے قصور سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ پھر بھی جب اس نے محسوس کیا کہ فاخرہ بیگم خود بھی اس کی طرح ہی پریشان ہے تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ شاید اس کا فاخرہ کے بارے میں لگایا ہوا اندازہ غلط ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی اس کے ذہن میں آیا کہ فاخرہ بنیادی طور

پر ایک اداکارہ ہے اور اپنے چہرے کے تاثرات سے وہ اسے دھوکا دے سکتی ہے اور اگر واقعی ایسی ہی کوئی بات ہے تو اسے ہوشیاری سے کام لینا ہوگا اور فاخرہ کے جال سے خود کو بچانا ہوگا۔ یہ ساری باتیں اپنے ذہن میں سوچ لینے کے بعد اس نے اپنے کھیل کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ اپنے رویے سے میں نے تمہیں بے حد پریشان کیا ہے لیکن اب میں سوچتی ہوں کہ ہمیں اس معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔ آج مجھے یوں لگتا ہے کہ میں تمہیں ٹھیک طور پر پہچان نہیں پائی تھی اور مجھے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ میرے اندر کے شک نے تمہارے ساتھ بڑی ناانصافی کی ہے۔ مگر اب ہمیں ایک ہو کر اس مصیبت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اس کے لیے میں تمہارے ساتھ ہر طرح کے تعاون کے لیے تیار ہوں۔ میں نے اب تک جو سلوک تمہارے ساتھ روا رکھا تھا۔ اسے اب بھول جاؤ اور مجھے معاف کر دو۔ اس کے سوا ہم ساتھ مل کر کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اب تم جو کہو گی وہ میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں تو ہر قیمت پر اپنے ڈیڈی کو اس گھر میں موجود دیکھنا چاہتی ہوں۔''

فاخرہ اگر کوئی کھیل' کھیل ہی رہی تھی اس کے سامنے روبی کا بھی یہ ایک کھیل ہی تھا۔ لیکن وہ دیکھ رہی تھی کہ جیسے جیسے وہ بولتی جا رہی ہے اور اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی یکا یک آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے ٹپکنے لگی تھی پھر روبی کے خاموش ہوتے ہی وہ یکا یک اس سے لپٹ گئی اور سسک سسک کر رونے لگی۔ ''میری روبی...... میری بچی......'' یہ الفاظ بار بار فاخرہ کے منہ سے نکلتے رہے مگر روبی اب بھی یہی سمجھتی رہی کہ فاخرہ ایک اداکارہ ہے اس لیے یہ بھی اس کی اداکاری کا ہی حصہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے وہ تھوڑی دیر بعد بولی۔ ''اب چپ ہو جاؤ اور میری بات غور سے سنو۔''

''کیا بات؟'' فاخرہ نے اس کی طرف دیکھا۔ ''بولو بیٹی۔''

''فی الحال ہمیں اپنے جذبات کو بھول کر ڈیڈی کی جانب توجہ دینی چاہیے۔''

''لیکن روبی...... جب تک...... جب تک۔'' فاخرہ انتہائی جذباتی لہجے میں روتے ہوئے بولی۔ ''تم مجھے ممی...... ممی نہیں کہو گی...... لیکن چھوڑ دو جانے دو......'' فاخرہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی اور پھر سسکنے لگی۔

''میرے دل میں تمہارے لیے جو دھواں سا بھرا ہوا ہے اسے میں ہٹا دینے کے لیے تیار ہوں۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن اس کے لیے تمہارا تعاون ضروری ہے۔ تمہاری مدد ہو گی تو ایسا بھی ہو سکتا ہے بولو کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کرو گی؟''

''تمہیں کیا چاہیے بیٹی؟'' فاخرہ نے پوچھا۔

''مجھے اس وقت تو صرف یہی معلوم کرنا ہے کہ تم آج صبح صابر کمال سے ملنے کیوں گئی تھیں؟ تمہارا اور اس کا کیا تعلق ہے؟''

''ہم دونوں کے تعلقات اچھے اور بہت ہی اچھے ہیں۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور اسی لیے تو میں اس سے ملنے گئی تھی۔ ان حالات میں ہمیشہ ایسے ہی تعلقات والے لوگ یاد آتے ہیں جو کوئی مدد کر سکتے ہیں اور اسی لیے میں اس کے پاس گئی تھی اس سے مل کر پہلے میں تمہارے ڈیڈی کو واپس لانا چاہتی تھی اور اس کے بعد آگے کچھ کرنے کا ارادہ تھا۔ اس معاملے میں مجھے اس کی مدد ضروری محسوس ہوئی تھی۔ کیونکہ اس کی مدد سے تمہارے ڈیڈی کو واپس لانا ممکن ہو جاتا اور پھر تمہارے ڈیڈی کو اغوا کرنے والے لوگوں پر ہاتھ ڈالنا بھی آسان ہو جاتا۔''

''وہ کیسے؟''

''یہ میں تمہیں بتانا نہیں چاہتی۔'' فاخرہ نے کہا۔

''نہ بتانے کی کوئی خاص وجہ؟'' روبی نے پوچھا۔

''اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ خود تمہارے ڈیڈی نے تجھے اس معاملے میں دور رکھنے کی تاکید کی ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور یہی وجہ ہے کہ جن باتوں کا اس معاملے سے تعلق ہے وہ میں تمہیں بتانا نہیں چاہتی۔ بات دراصل یہ ہے بیٹی کہ جاسوسی ناولیں پڑھ پڑھ کر کوئی آدمی جاسوس نہیں بن سکتا جو باتیں تمہیں بتانا ضروری تھیں وہ میں تمہیں بتا چکی ہوں۔ اب زیادہ جاننے کی ضد نہ کرو بہت سی باتیں تم سے پوشیدہ رکھنا میں ضروری سمجھتی ہوں اس لیے انہیں پوشیدہ ہی رکھ رہی ہوں لیکن وقت آنے پر تمہیں وہ سب باتیں بھی بتا دوں گی لیکن فی الحال ابھی نہیں۔''

''ٹھیک ہے اگر کسی وجہ سے تمہیں ایسا کرنا ضروری لگتا ہے تو کوئی بات نہیں۔'' روبی نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ ''میں اس کی وجہ جاننے کی ضد نہیں کروں گی۔''

''تم ایک اچھی اور سمجھدار لڑکی ہو۔'' فاخرہ نے بڑے پیار سے کہا۔

''میں ضد نہیں کروں گی لیکن جو بات پوچھنے کے لائق ہو گی وہ ضرور پوچھوں گی۔'' روبی نے کہا۔ ''اب بتانا اور نہ بتانا یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔''

''میں اگر تمہارے سوالات کا جواب نہ دوں...... تو برا بھی مت منانا'' فاخرہ نے کہا۔

''یہ تو بعد کی بات ہے۔'' روبی اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔ ''اب ایک

دوسری بات پوچھنا چاہتی ہوں۔''

''پوچھو۔''

''ان لوگوں کو روپے کب اور کس طرح پہنچانے ہیں؟''

''یہ بات ابھی تک انھوں نے نہیں بتائی ہے۔'' فاخرہ جواب دیتے ہوئے بولی۔ ''تمہارے ڈیڈی نے اتنی بڑی رقم جمع کرنے کے لیے ان سے کچھ مہلت مانگی ہے اور کل دوپہر تک مجھے یہ ساری رقم جمع کر لینی ہے۔ اس کے بعد کسی بھی وقت ان لوگوں کے احکامات آ جائیں گے اور پھر اس کے بعد ہی روپیا پہنچایا جائے گا۔''

''تو پھر ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ دوپہر کے بعد آنے والے ہر فون کے بارے میں ایکسچینج کو اطلاع دے دیں کہ وہ نوٹ کریں کہ کون سا فون کہاں سے آیا ہے؟'' روبی نے کہا۔

''پلیز روبی یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں اس معاملے سے دور رکھنا چاہتی ہوں۔'' فاخرہ نے ذرا ناراض لہجے میں کہا۔ ''اگر کسی کا فون آیا تو وہ پبلک ٹیلی فون بوتھ سے ہی آئے گا۔ ایسے لوگ بہت چالاک ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسا کرنے کے لیے ہمیں پولیس کی مدد لینی ہوگی جو ہم لینا نہیں چاہتے۔''

''ہاں یہ بات بھی تو ہے۔'' روبی ایک گہرا سانس لے کر بولی۔ ''ان لوگوں پر ہاتھ ڈالنے کے لیے ہم فی الحال تو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ڈیڈی آ جائیں تب ہی کچھ کیا جا سکے گا۔''

''بالکل ٹھیک۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور تمہارے ڈیڈی کے واپس آ جانے کے بعد اگر ان لوگوں کو گرفتار کرانے کا فیصلہ کیا گیا تو میں ہی کچھ کروں گی اور میں کیا کرنے والی ہوں یہ بات تمہیں بعد میں بتا دوں گی۔''

''ٹھیک ہے...... جیسی تمہاری مرضی...... اب ایک اور بات......'' روبی نے کہا۔ جاوید کا کہنا ہے کہ اگر ڈیڈی کو کچھ ہو گیا تو ہمیں ان لوگوں کو بھی چیک کرنا ہوگا۔ جن کو ان کے بعد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور ان سب کو سامنے رکھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ کام کون کر سکتا ہے، سجاد انکل اور ان کے بیٹے ارشد پر بھی شک کیا جا سکتا ہے۔''

''دیکھو روبی اس طرح کسی پر بھی شک کرنے سے ہماری پرابلم دور نہیں ہو سکتی۔'' فاخرہ نے ذرا تلخی سے کہا۔ ''تم اور جاوید تو اس طرح سوچنے لگے ہو۔ جیسے تم دونوں سچ مچ کے ہی جاسوس ہو۔ دیکھو یہ سوچنا بالکل بیکار ہے۔ ہمارے لیے اس وقت اہم ترین بات یہی ہے کہ ہمیں کس طرح تمہارے ڈیڈی کو واپس لانا ہے۔ یہ کام صرف دو ہی صورتوں میں ہو سکتا ہے

ایک پولیس کو خبر کر کے اور دوسری صورت تاوان کی رقم ادا کر کے انھیں رہا کرانے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس وجہ سے میں کوئی ایسا قدم اٹھانے کی اجازت نہیں دوں گی جس سے بنا بنایا کام بگڑ جائے۔ تم جاوید کی ہر بات کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہو جو غلط ہے۔ یہ اغوا کا کیس ہے۔ قتل کی واردات نہیں ہے۔ اس لیے یہ سوچنا بھی بیکار ہے کہ ان کے نہ ہونے سے کس کس کو فائدہ پہنچ سکتا ہے؟''

''ایسا سوچنا اچھا تو نہیں لگتا لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ڈیڈی کو کسی نے قتل کر دیا ہو اور اس کو چھپانے کے لیے ان لوگوں نے بہانہ بنا رکھا ہو گا کہ پولیس کو غلط رستے پر ڈال کر اس بہانے ہم سے روپے بھی وصول کر سکیں۔'' روبی نے کہا۔

''سب کچھ ممکن ہے روبی لیکن ہمیں صرف اندازے ہی نہیں لگانے ہیں۔ ہم جو کچھ جانتے ہیں بس اسی پر ہمیں چلنا ہے۔'' فاخرہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ ''اگر ان لوگوں کی طرف سے تاوان کی رقم ادا کرنے کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ تو پھر تمہاری بات پر غور کیا جا سکتا ہے۔''

''ہوں!'' روبی نے سر ہلا کر سوچتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔''

''اب تم یہ سب باتیں اپنے ذہن سے نکال دو۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''کیونکہ جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو آدمی کے دماغ میں اس طرح کی بے ڈھنگی اور بے سر پیر کی باتیں گردش کرنے لگتی ہیں۔''

''اچھی بات ہے۔'' روبی بولی۔ ''تم نے صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے۔ چائے پیو گی؟''

''ہم دونوں ہی پئیں گے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''مگر پہلے مجھے سلطان صاحب کو فون کرنا ہے، کیونکہ میرے خیال سے اب تک انہوں نے روپے کا بندوبست کر لیا ہو گا۔ میں ذرا انہیں پوچھ لوں...... تم صفیہ سے کہہ دو وہ چائے یا کافی بنا دے گی۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھی اور پھر روبی بھی امن کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آئی۔

''تم نیچے آ رہی ہو یا کافی اوپر بھجوا دوں؟'' روبی نے اُس سے پوچھا۔

''فون کر کے میں نیچے ہی آ رہی ہوں۔'' فاخرہ نے کہا اور روبی زینے سے نیچے اترنے لگی لیکن چند زینے نیچے اتر کر وہ اچانک ہی رک گئی۔ اور پھر وہ چھپ کر فاخرہ کی باتیں سننے کے بعد ہی صفیہ کے پاس نیچے گئی تھی۔

☆=====☆=====☆

"کیا کہا سلطان انکل نے؟" کافی پیتے پیتے روبی نے فاخرہ سے پوچھا۔

"روپے آ گئے ہیں۔" فاخرہ نے جواب دیا۔ "یوں تو میں کل صبح ان کے پاس جانے والی تھی لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اگر چاہو تو اس وقت لے جاؤ۔ اس لیے میں کافی پینے کے بعد چلی جاؤں گی۔"

تھوڑی دیر بعد کافی ختم کر کے وہ دونوں دوبارہ اوپر آ گئیں فاخرہ اوپر آتے ہی اپنے کمرے میں تیار ہونے کے لیے چلی گئی اور کچھ دیر کے بعد ایک اٹیچی لے کر کمرے سے باہر آ گئی اور ٹیلیفون کے پاس جا کر صابر کمال کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ پھر جب دوسری جانب سے صابر کمال کی آواز سنائی دی تو وہ بولی۔ "کون کمال' میں فاخرہ بول رہی ہوں' دیکھو میرا کام ہو گیا ہے اور میں اس وقت روپے لینے کے لیے جا رہی ہوں۔ دراصل میں تم سے روبرو ملنا چاہتی ہوں...... ہاں' ہاں' آ رہی ہوں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ تم گھر پر ہی میرا انتظار کرنا میں روپے لے کر سیدھی وہاں آ رہی ہوں۔"

اپنے کمرے کے ادھ کھلے ہوئے دروازے کے پیچھے سے روبی فاخرہ کی ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو کو سن چکی تھی۔ پھر جب فاخرہ ریسیور رکھ چکی تو وہ کمرے سے باہر آ گئی۔ فاخرہ اب اس کے کمرے کی جانب ہی آ رہی تھی۔ اٹیچی کیس اب بھی اُس کے ہاتھ میں تھا۔

"میں جا رہی ہوں روبی!" اس نے روبی سے کہا۔

"تم ایک بہت بڑی رقم لینے جا رہی ہو۔" روبی نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ "تمہارے لئے اکیلے جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ تم کہو تو میں ساتھ چلوں؟"

"نہیں روبی" فاخرہ نے فوراً ہی کہا۔ "دراصل میں نے سلطان صاحب سے یہ کہا تھا کہ اس بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے لیکن اب اگر تم ساتھ آؤ گی تو انہیں کچھ شک ہو جائے گا اس لیے مجھے ہی جانے دو اگر مجھے ذرا دیر ہو گئی تو فکر مت کرنا۔" اتنا کہہ کر فاخرہ چلی گئی اس کے جاتے ہی روبی تیزی سے ٹیلیفون کی جانب لپکی اور جلدی جلدی جاوید کے نمبر ملانے لگی۔ مگر جب دو تین بار نمبر ملانے کے باوجود بھی دوسری جانب سے کسی نے فون نہیں اٹھایا تو اس نے جھنجھلا کر ریسیور پٹخ دیا اور کمرے میں ادھر سے اُدھر ٹہلنے لگی فاخرہ تنہا ہی روپے لینے چلی گئی تھی۔ اس نے اسے ساتھ چلنے سے صاف منع کر دیا تھا۔ سلطان انکل کے پاس سے ہو کر وہ سیدھی صابر کمال کے پاس جانے والی تھی۔ روبی کا خیال تھا کہ فاخرہ روپے لے کر بھاگنے کا یہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گی۔ بات ذرا الجھ گئی تھی اور وہ ایک بار پھر

فاخرہ پر شک کرنے لگی تھی اور اب وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اسے ہر حال میں فاخرہ کا پیچھا کرنا چاہیے تاکہ اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے تو اسے اس کا موقع نہ دیا جائے لیکن اس موقع پر ہی جاوید اپنے گھر میں موجود نہیں تھا۔ مگر جاوید کے انتظار میں بیٹھے رہنا بھی مناسب نہیں تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا اور جلدی جلدی تیار ہو کر نیچے آ گئی۔ نیچے اس کی بہری ملازمہ اپنے کام میں مصروف تھی۔ روبی نے اسے اشارے سے سمجھایا کہ وہ باہر جا رہی ہے' گھر کا خیال رکھنا پھر وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

سڑک پر آنے کے بعد اسے تھوڑی دیر تک خالی ٹیکسی کے لیے انتظار کرنا پڑا لیکن جب کوئی ٹیکسی نظر نہیں آئی تو وہ سڑک کے چوراہے کی جانب پیدل ہی چل پڑی۔ چوراہے پر اسے ایک ٹیکسی مل گئی اور وہ اس میں بیٹھ کر سلطان صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس نے اپنی ٹیکسی کو سلطان صاحب کے گھر سے کچھ فاصلے پر ایک ایسی جگہ کھڑی کرایا کہ بنگلے کے اندر سے نکلنے والے شخص کی نظر اس پر آسانی سے نہیں پڑ سکتی تھی' مگر وہ ہر آنے جانے والے شخص کو دیکھ سکتی تھی۔

اس نے اپنا پرس کھول کر پچاس روپے کا ایک نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔ "یہ رکھ لو...... مجھے یہاں کچھ دیر رکنا ہو گا۔"

"کوئی بات نہیں۔" ڈرائیور نے نوٹ لے کر غور سے اس کی طرف دیکھا اور ٹیکسی سے اتر کر باہر کھڑا ہو گیا۔ روبی ٹیکسی کے اندر ہی بیٹھی رہی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے فاخرہ بنگلے سے باہر آتی ہوئی دکھائی دی۔ اس کا بڑا سا اٹیچی کیس نما بریف کیس کافی وزن دار محسوس ہو رہا تھا۔ فاخرہ نے ہاتھ کے اشارے سے ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو روکا۔ پھر اس کی ٹیکسی ایک جانب روانہ ہو گئی۔ روبی نے اپنے ٹیکسی ڈرائیور کو اس کے تعاقب میں جانے کے لیے کہا۔ اس نے سلطان صاحب کا گھر تو دیکھا ہوا تھا۔ اس لیے وہ یہاں تک پہنچ گئی تھی لیکن صابر کمال کہاں رہتا ہے اس کا اسے علم نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے آگے جاتی ہوئی فاخرہ کی ٹیکسی کو اپنی نظر میں رکھا ہوا تھا۔ تقریباً تین چار میل کے سفر کے بعد فاخرہ کی ٹیکسی ایک [illegible] منزلہ اپارٹمنٹ کے سامنے آ کر رک گئی اور پھر وہ رقم سے بھرے ہوئے بریف کیس سمیت اس عمارت کے اندر جا کر غائب ہو گئی یہاں کتنی دیر رکنا پڑے گا اس کا روبی کو اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ اسے ٹیکسی چھوڑ دینی چاہیے یا اسے روکے رکھنا چاہیے؟ جاوید اگر اسے وقت پر مل جاتا تو اسے اس وقت ٹیکسی کا محتاج نہ ہونا پڑتا۔

شاید ٹیکسی ڈرائیور بھی اتنی دیر انتظار کرنے پر رضامند نہ ہوتا روبی کے لیے اس وقت ایک سواری کا ہونا بہت ضروری تھا کیونکہ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ فاخرہ صابر کمال کے ساتھ اس کے گھر سے نکل کر کہاں جاتی ہے؟ اگر ان دونوں نے کہیں بھاگ جانے کا فیصلہ کیا ہوگا تو وہ سیدھے ریلوے اسٹیشن یا پھر ائیر پورٹ کا ہی رخ کریں گے، ممکن ہے صابر کمال نے لاہور کو چھوڑ کر کراچی یا بلوچستان وغیرہ میں رہنے کا فیصلہ کیا ہو۔ روبی ٹیکسی میں بیٹھی بیٹھی بہت ساری باتیں سوچ رہی تھی، شاید وہ دل ہی دل میں یہ فیصلہ بھی کر چکی تھی کہ اسے ہر قیمت پر اس ٹیکسی کو روکے رکھنا ہے، کیونکہ سڑک پر کھڑی رہ کر وہ فاخرہ اور صابر کمال کا پیچھا نہیں کر سکتی تھی۔

اس خیال کے آتے ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اس کے لیے تھوڑا انتظار کرنا بہت ضروری ہے اور اس کے لیے وہ اسے ڈبل کرایہ ادا کرے گی...... ڈرائیور رضامند ہو گیا تو وہ ٹیکسی سے باہر نکل کر اس اپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی جس میں فاخرہ گئی تھی۔ عمارت کے مین گیٹ پر ان لوگوں کے نام اور فلیٹ نمبر ایک بورڈ پر لکھے ہوئے تھے جو اس عمارت میں رہتے تھے۔ صابر کمال کا نام وہاں موجود تھا۔ وہ چوتھی منزل کے چودہ نمبر فلیٹ میں رہتا تھا۔ اتنی معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ واپس آ گئی اور ٹیکسی میں بیٹھ کر فاخرہ کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔

ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے یا سڑک پر کھڑے ہو کر کسی کا انتظار کرنا کتنی بوریت کا کام ہے اس کا اندازہ تو روبی کو اس وقت ہو چکا تھا جب وہ ٹیکسی میں بیٹھی کر سلطان صاحب کے گھر کے باہر فاخرہ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔ اور اب یہ دوسری بار بھی بالکل وہی حالت تھی لیکن یہ سزا برداشت کرنے کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ ایک بات اس کے ذہن میں یہ بھی آئی تھی کہ وہ اتر کر کسی ٹیلی فون بوتھ سے جاوید کو پھر فون کرے لیکن وہ یہ سوچ کر چپ بیٹھی رہی کہ بلڈنگ کی کھڑکی سے اس کے دیکھ لیے جانے کا خطرہ تھا۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ بھی تھی کہ یہاں سے جاوید کا گھر کافی دور تھا جس کی وجہ سے یہاں تک آنے میں اسے کچھ دیر بھی لگ سکتی تھی اور اگر اس درمیان میں فاخرہ اور صابر کمال فلیٹ سے نکل کر آ گئے تو اسے ہر حالت میں ان کے پیچھے جانا پڑے گا۔ ایسی حالت میں وہ وہیں رک کر جاوید کا انتظار نہیں کر سکتی تھی یہی سب باتیں سوچ کر وہ ٹیکسی میں ہی بیٹھی رہی۔

روبی تو باہر ٹیکسی میں بیٹھی تھی اور فلیٹ کے اندر صابر کمال فاخرہ سے کہہ رہا تھا۔ ''تم فکر نہ کرو...... میں نے ساری باتیں سمجھ لی ہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''تو پھر اب میں چلتی ہوں۔'' فاخرہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بولی

''چلو میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔'' صابر کمال بھی اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔ ''اس وقت تمہارے پاس کافی بڑی رقم ہے اور حالات بھی ٹھیک نہیں ہیں۔''

''نہیں کمال، میں ٹیکسی پر چلی جاؤں گی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''دراصل میں نہیں چاہتی کہ جمشید صاحب کی غیر موجودگی میں مجھے تمہارے ساتھ کوئی تنہا دیکھ لے...... او کے۔''

اتنا کہہ کر اس نے اپنا بریف کیس اٹھایا اور اس کے فلیٹ سے باہر نکل آئی۔ جب وہ بلڈنگ کے پھاٹک پر آئی تو روبی نے دیکھا کہ فاخرہ کے ہاتھ میں بریف کیس کے علاوہ ایک پرس بھی تھا۔ روبی کو یاد آیا کہ جب فاخرہ اپنے گھر سے اور سلطان صاحب کے یہاں سے نکلی تھی تو اس وقت اس کے پاس یہ پرس نہیں تھا۔

فاخرہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جب وہاں سے روانہ ہوئی تو روبی نے بھی کچھ فاصلے سے اس کے پیچھے اپنی ٹیکسی لگا دی لیکن تقریباً بیس منٹ کے اندر ہی اسے احساس ہو گیا کہ اس کے لگائے ہوئے سارے ہی اندازے غلط تھے۔ فاخرہ نہ تو صابر کمال کے ساتھ اس کے فلیٹ سے نکلی تھی اور نہ ہی اس وقت اس کی ٹیکسی کسی ہوٹل، اسٹیشن یا ائیر پورٹ کی طرف جا رہی تھی بلکہ اس وقت اس کی ٹیکسی سیدھی اس کے گھر ہی جا رہی تھی۔ مزید چند منٹوں بعد اسے پورا یقین ہو گیا کہ فاخرہ کہیں اور جانے کی بجائے سیدھی گھر جا رہی ہے تو اس نے اس کے تعاقب کو جاری رکھنا ترک کر دیا اور ٹیکسی کو شارٹ کٹ والی گلی سے نکلنے کے لیے کہا۔ ڈرائیور سمجھ دار تھا اس نے ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی اور روبی فاخرہ کی ٹیکسی کے آنے سے پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گئی۔ اوپر پہنچ کر روبی نے ابھی پرس رکھا ہی تھا کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ روبی نے لپک کر جلدی سے ریسیور اٹھا لیا اور ''ہیلو'' کہہ کر دوسری جانب سے آنے والی آواز کو سننے لگی۔

☆=====☆=====☆

نوٹوں سے بھرے ہوئے بریف کیس کو اٹھا کر فاخرہ ٹیکسی سے نیچے اتری۔ کرایہ ادا کرنے کے بعد وہ جب اوپر آئی تو روبی کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح چونک پڑی۔ ''کیا بات ہے روبی؟ کیا کوئی فون آیا تھا؟'' اس نے گھبرا کر پوچھا۔

''ہاں!''

''کس کا فون تھا؟''

''پولیس کا!''

''پولیس کا؟'' فاخرہ اور زیادہ گھبرا گئی۔

''ہاں پولیس انسپکٹر کا فون تھا۔'' روبی نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔ ''ڈیڈی کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ انہیں کافی چوٹیں آئی ہیں اور وہ بے ہوش ہیں۔'' فاخرہ کے ہاتھ سے نوٹوں سے بھرا ہوا بریف کیس چھوٹ گیا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے روبی کو دیکھنے لگی......

☆=====☆=====☆

لاہور سے نکلنے کے بعد جب جمشید صاحب کی کار پنڈی جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی تو تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ہی ان کی کار ایک پتھر سے ٹکرانے کے بعد قلابازیاں کھاتی ہوئی نشیب میں اتر گئی تھی اور جھاڑیوں کے درمیان ایک ایسی جگہ ٹھہر گئی کہ سڑک پر سے گزرنے والوں کی نظر اس پر آسانی سے نہیں پڑ سکتی تھی۔ کار اس قدر تباہ ہو چکی تھی کہ اس کے نقصان کا اندازہ دور سے دیکھ کر نہیں لگایا جا سکتا تھا۔

حقیقت میں کار پہلے ایک پتھر سے ہی ٹکرائی تھی اور پھر بائیں جانب والے گڑھے اور دائیں جانب والے دوسرے پتھر سے ٹکرا کر اس طرح اچھلی تھی کہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جمشید صاحب کا سر اس کی چھت سے بُری طرح ٹکرایا تھا۔ جس کی وجہ سے کار ان کے کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی۔

رات کا وقت ہونے کی وجہ سے کسی کی نظر جمشید صاحب کی کار پر نہیں پڑی۔ اس کے علاوہ وہ جس طرح گھنی جھاڑیوں کی اوٹ میں کھڑی تھی اس پر آسانی سے کسی کی نظر پڑ ہی نہیں سکتی تھی۔ یوں بھی ہائی وے روڈ پر سے گزرنے والی ٹریفک کو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے حادثات پر اپنی گاڑیاں روک دیں۔ یہی وجہ تھی کہ صبح ہو جانے کے کافی دیر بعد تک کسی کی نظر کی کار پر نہیں پڑی تھی۔

دوپہر ہو چکی تھی اور آس پاس کے کھیتوں میں کام کرنے والے لوگ دوپہر کی روٹی کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک ان میں سے چند لوگوں کی نظر جھاڑیوں میں چھپی ہوئی کار پر پڑ گئی لیکن انھوں نے یہ سوچ کر کوئی توجہ نہیں دی کہ شاید کوئی نیا جوڑا پکنک منانے کے لیے وہاں آیا ہو گا۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ لوگ اپنی کاروں پر آتے تھے اور تھوڑی دیر گھوم پھر کر چلے جاتے تھے۔ یہی سوچ کر وہ لوگ بھی جمشید صاحب کی کار کو نظر انداز کر کے وہاں سے چلے گئے۔ مگر پھر گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے بعد بھی ان میں سے کسی نے دیکھا کہ کار جوں کی توں

کھڑی ہے اور آس پاس کوئی آدمی نہیں ہے تو اسے ذرا حیرت سی ہوئی۔ اس نے تنہا اس کار کے پاس جانا مناسب نہیں سمجھا اور بھاگ کر اپنی بستی میں آ کر لوگوں کو اطلاع دی۔ چار پانچ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے کار کے نزدیک آ کر دیکھا تو کار کے ٹوٹے پھوٹے اسٹیئرنگ پر انہیں ایک ہاتھ دکھائی دیا اور قریب جا کر دیکھنے پر انہیں ایک آدمی کا لہولہان سر دکھائی دیا وہ سب یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں کار کے اندر پڑا ہوا شخص مر نہ گیا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی وہ اس زخمی شخص کو کار سے نکالنے کی بجائے اپنی نزدیکی پولیس چوکی کی جانب دوڑ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں پولیس وہاں پہنچ گئی اور ٹوٹی کار میں سے بے ہوش آدمی کو نکال کر اسے پنڈی کے سرکاری اسپتال میں پہنچا دیا۔ پھر پولیس نے گاڑی کے نمبروں کی مدد سے مالک کا نام و پتا معلوم کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

اس طرح اس حادثے کے کافی دیر بعد لاہور پولیس کو اس کا علم ہوا اور وہ بہ مشکل یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوئی کہ حادثے میں تباہ ہونے والی کار کا مالک کون تھا اور کہاں رہتا تھا۔ پتا مل جانے کے بعد لاہور پولیس ہیڈ کوارٹر نے اس علاقے کے نزدیکی پولیس اسٹیشن کو خبر دی جہاں کے ڈیوٹی انسپکٹر نے فون کر کے روبی کو اس حادثے کی اطلاع دی۔

☆=====☆=====☆

سب انسپکٹر ریاض کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ جمشید صاحب کی کار کا [illegible] حادثہ ہو گیا ہے اور جمشید صاحب زخمی حالت میں اسپتال میں ہیں تو اسے بڑی حیرت سی ہوئی تھی اور اس کا دماغ اور بہت سی باتیں سوچنے لگ گیا تھا۔ اسے اس حادثے کے پیچھے کوئی سازشی ہاتھ نظر آ رہا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جمشید صاحب کی بیٹی روبی نے ان کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی اور اس نے اپنے شک کا اظہار اپنی سوتیلی ماں فاخرہ بیگم پر کرتے ہوئے پولیس کو بتایا تھا کہ یہ کام اس عورت نے کیا ہے۔ جبکہ روبی کی سوتیلی ماں فاخرہ بیگم ایسی کوئی رپورٹ لکھوانے کے حق میں نہیں تھی۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس کا شوہر بالکل [illegible] ہے۔

ایک پڑھے لکھے، دولت مند اور شریف خاندان کی دو عورتوں کے درمیان یہ ایک ایسا تضاد تھا جس نے سب انسپکٹر ریاض کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

سب انسپکٹر ریاض کے خیال میں روبی ایک عقل مند اور ہوشیار لڑکی تھی جسے جرم و سزا اور پولیس کی کارروائی کے بارے میں اچھی خاصی معلومات حاصل تھیں۔ شاید اسے جرائم

کیسوں میں خاصی دلچسپی تھی۔ روبی کا ایک دوست تھا جاوید' جس کے بارے میں روبی نے اسے بتایا تھا کہ وہ ہمارے خاندان بھر کا دوست ہے لیکن فاخرہ نے اس سے انکار کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ وہ صرف روبی کا دوست ہے روبی کی سوتیلی ماں فاخرہ بیگم ماضی میں ایک فلمی ہیروئن تھی جس نے اداکاری کے پیشے کو چھوڑ کر اپنے سے بڑی عمر کے مگر دولت مند جمشید صاحب سے شادی کر لی تھی۔ فاخرہ بیگم کا ایک ماموں تھا جو ایک بدمعاش اور آوارہ آدمی تھا۔ فاخرہ کا خیال تھا کہ اس نے اس کے شوہر کو اغوا کیا ہوگا۔

جاوید اور روبی سے کئی بار کی بات چیت کے باوجود یہ معمہ حل نہیں ہو رہا تھا۔ انسپکٹر ریاض فاخرہ بیگم سے ایک اور تفصیلی ملاقات کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ تب ہی روبی نے اپنی رپورٹ واپس لے لی تھی اس کے کہنے کے مطابق اس کے ڈیڈی محفوظ تھے اور پنڈی سے ان کے کسی دوست نے یوں ہی مذاق میں اس طرح کا فون کر کے انہیں بلایا تھا۔ اب اس کے ڈیڈی خیریت سے ہیں اور اپنے کاروبار کے سلسلے میں کوئٹہ اور پشاور وغیرہ کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ اس لیے اس نے جو ان کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی اسے وہ واپس لے رہی ہے۔ ایک پولیس انسپکٹر ہونے کے ناتے ریاض کے لیے یہ کوئی حیران کن بات نہیں تھی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ شکایت درج کراتے تھے اور بعد میں اسے واپس لے لیا کرتے تھے لیکن پھر ایک جمشید صاحب کے ایکسیڈنٹ کی خبر نے اسے بری طرح چونکا دیا تھا۔ کیونکہ یہ حادثہ پنڈی روڈ پر اس رات ہوا تھا۔ جس رات وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے تھے۔

اپنی شکایت واپس لینے کے لیے روبی نے جو باتیں بتائی تھیں وہ سب جھوٹ تھیں کیونکہ خیریت سے پنڈی پہنچ جانے والے جمشید صاحب لاہور سے صرف چند میل کے فاصلے پر بے ہوش پڑے مل جائیں تو اس سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پنڈی پہنچے ہی نہیں ہیں روبی نے جھوٹ بول کر یہ رپورٹ کیوں واپس لی تھی؟

اس پورے کیس میں کہیں نہ کہیں کوئی راز ضرور تھا اور اس راز پر سے سب انسپکٹر ریاض اب اپنے طور سے پردہ ہٹانا چاہتا تھا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ نجی طور پر اس معاملے پر پوری نظر رکھے گا۔ اس کے لیے یہ ایک دلچسپ کیس تھا اور اس کا خیال تھا کہ جیسے جیسے یہ راز کھلتا جائے گا ویسے ویسے بڑی عجیب وغریب باتیں اسے معلوم ہوتی جائیں گی۔ روبی کی درج کرائی ہوئی رپورٹ اور اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات نے سب انسپکٹر ریاض کو

حیرت میں ڈال دیا تھا۔ روبی نے اپنی درج کرائی ہوئی رپورٹ واپس لے لی تھی اس لیے تھانے سے اس کا کوئی سروکار نہیں تھا لیکن جاوید' روبی اور فاخرہ بیگم سے ملنے کے بعد اور جمشید صاحب کے اغوا کی کہانی سننے کے بعد تو اسے یہ کہانی بڑی دلچسپ لگنے لگی تھی۔ اس لیے وہ ذاتی طور پر اس کیس میں دلچسپی لینے لگا تھا۔

اس کو ملنے والی اطلاع کے مطابق جمشید صاحب کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ کار کا نمبر' رنگ اور ماڈل وغیرہ وہی تھا جو جمشید صاحب کی کار کا تھا اور کار کے اندر سے بے ہوشی کی حالت میں ملنے والے شخص کا حلیہ بھی جمشید صاحب کے حلیے کے مطابق تھا۔ اور ان سب باتوں کا صاف مطلب یہی تھا کہ لاہور سے پنڈی اپنے پارٹنر سے ملاقات کے لیے جانے والے جمشید صاحب کی کار راستے ہی میں حادثے کا شکار ہوئی تھی۔ جمشید صاحب کو وہاں نزدیک کے ہی ایک چھوٹے سے اسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ اور پھر اب انہیں لاہور کے ایک اسپتال میں لے آیا گیا تھا۔ اس لیے جب اسے یہ خبر ملی کہ جمشید صاحب کو بے ہوشی کی حالت میں لاہور کے سول اسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے تو وہ ان کے رشتے داروں کے پہنچنے سے پہلے ہی سول اسپتال پہنچ گیا۔ اس نے جمشید صاحب کی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی اور ڈاکٹروں کی رائے بھی وہ معلوم کر چکا تھا۔

☆=====☆=====☆

کار کے حادثے کے بعد پولیس کو صرف کار کے نمبروں کی مدد سے ہی کار کے مالک کے بارے میں پتا کرنا پڑا تھا کیونکہ کار میں بے ہوش پڑے ہوئے شخص کی جیب سے ایسا کوئی کاغذ برآمد نہیں ہوا تھا جس سے اس کی شناخت ہو سکتی۔ کار کے اندر سے ڈرائیونگ لائسنس بھی برآمد نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جمشید صاحب کے گھر والوں کو اطلاع دینے میں خاصی تاخیر ہو گئی تھی۔ پولیس نے جب روبی کو اس حادثے کی اطلاع دی تھی تو انہوں نے اس سے کئی سوالات پوچھے تھے۔

جمشید صاحب نے اپنی کار کسی کو نہیں دی تھی اور جب پنڈی سے سجاد صاحب کے ہارٹ اٹیک کے بارے میں فون آیا تھا تو وہ پریشان ہو کر جلدی جلدی گھر سے نکل پڑے اور اس جلد بازی میں شاید وہ اپنا ڈرائیونگ لائسنس گھر میں ہی بھول گئے ہوں۔ چونکہ وہ کار خود چلا رہے تھے اس لیے یہ یقینی بات تھی کہ حادثے میں وہی زخمی ہوئے ہوں گے۔

ان ہی سب باتوں پر غور کرنے کے بعد اب روبی کو یہ یقین ہوتا جا رہا تھا کہ اس کے

ڈیڈی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ لہٰذا یہ بات بالکل ہی غلط ہے کہ انہیں کسی نے اغوا کرلیا ہے لیکن اس کے باوجود فاخرہ بیگم کا یہی کہنا ہے کہ انہیں بدمعاشوں نے اغوا کرلیا ہے اور اس نے اس سلسلے میں نہ صرف اغوا کرنے والوں کے سرغنہ سے بات کی ہے۔ بلکہ اس وقت اس نے خود جمشید صاحب سے بھی فون پر بات کی تھی مگر اب روبی کو یوں محسوس ہورہا تھا کہ فاخرہ کی یہ ساری باتیں ہی جھوٹی ہیں اور وہ نہ سمجھ میں آنے والا کھیل کھیل رہی ہے۔ روبی کے پاس یہ بات ماننے کی بہت سی وجوہات تھیں کہ فاخرہ لاکھوں روپے اکٹھے کر کے گھر سے بھاگ جانا چاہتی ہے لیکن اب جبکہ اسے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ جمشید صاحب زخمی حالت میں اسپتال میں پڑے ہیں تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی تھی کہ فاخرہ ہی جھوٹ بول رہی ہے۔

روبی کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ وہ ابھی اس معاملے پر غور کررہی تھی کہ اچانک فاخرہ وہاں آگئی۔ جب روبی نے اسے اپنے ڈیڈی کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتایا تو فاخرہ کے ہاتھ سے نوٹوں سے بھرا ہوا بریف کیس چھوٹ گیا۔ وہ فوراً ہی کچھ نہ بول سکی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا گلا ہی بند ہوگیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ پھر جب کافی دیر بعد اس کے ہوش ٹھکانے آئے تو وہ بولی۔ ''ایکسیڈنٹ؟...... لیکن یہ ناممکن ہے۔''

''ہاں...... لیکن یہ حقیقت ہے......'' روبی نے چبھتی ہوئی نظروں سے اُسے گھور کر دیکھا۔

''لیکن میں نے خود ان سے ٹیلی فون پر بات کی ہے۔'' فاخرہ نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

''ایسی ہی بات تو ڈیڈی نے سجاد انکل کے منشی رحیم داد سے بھی کی تھی؟'' روبی نے کہا۔

''تو تمہارا مطلب ہے میں نے کسی دوسرے آدمی سے بات کی تھی؟'' فاخرہ نے سوالیہ نظروں سے روبی کو دیکھا۔ ''تمہارا خیال ہے میں نے تمہارے ڈیڈی سے نہیں بلکہ ان کی آواز کی نقل کرنے والے کسی آدمی سے بات کی ہے؟ کیا میں تمہارے ڈیڈی کی آواز کو نہیں پہچانتی؟ انہوں نے ہی مجھ سے کہا تھا کہ روپے کہاں سے لینے ہیں اور کہاں پہنچانے ہیں؟ انہوں نے جو باتیں کہی تھیں وہ کوئی دوسرا آدمی کہہ ہی نہیں سکتا۔''

''اگر ایسی بات ہے تب تو یہی ممکن ہے کہ انہیں کوئی اغوا کر کے لے گیا ہو اور تم سے ٹیلی فون پر بات کرنے کے بعد ڈیڈی کو اس کی قید سے بھاگنے کا موقع مل گیا ہو۔ ایسی حالت میں یقیناً انہیں یہ خوف ہوگا کہ وہ بدمعاش ان کا تعاقب کر کے انہیں پھر نہ پکڑ لیں اور اس

گھبراہٹ میں ان کی کار کو حادثہ پیش آگیا ہو لیکن کچھ بھی ہو اب وہ کسی بدمعاش کے قبضے میں نہیں ہیں اور یہ ایک خوشی کی خبر ہے لیکن اس کے باوجود تم اس قدر گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟'' روبی نے کہا اور مشکوک نظروں سے اسے گھورتی رہی۔

''مگر یہ حادثہ...... یہ بے ہوشی۔ بڑی عجیب سی بات ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''پولیس کی رپورٹ کے مطابق ڈیڈی کی حالت سیریس نہیں ہے۔'' روبی نے کہا۔

''ان کی بے ہوشی کی وجہ شاید سر پر لگنے والی چوٹ ہو یا ایکسیڈنٹ کی دہشت ہو۔ انہیں فوری طور پر سول اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں دس پندرہ منٹ پہلے ہی لایا گیا ہے۔ اس لیے اب ہمیں فوراً ہی وہاں پہنچنا چاہیے۔''

''ہاں...... ہاں...... تم ٹھیک کہتی ہو۔'' فاخرہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''تم سجاد بھائی کو فون کرو۔''

روبی نے سجاد صاحب کو فون کیا اور انہیں جلدی جلدی ساری بات بتا دی پھر انہیں اسپتال پہنچنے کی تاکید کر کے فون بند کردیا۔ اس کے بعد اس نے جاوید کو اطلاع دینے کے لیے اس کا نمبر ملایا لیکن وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔ اس کے نہ ملنے پر روبی کو بڑا غصہ آیا۔ ''نہ جانے یہ شخص اس وقت کہاں چلا گیا ہے؟'' وہ جھلاہٹ میں بڑبڑائی اور ریسیور پٹخ دیا اور پھر روپے سے بھرے ہوئے بریف کیس کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جہاں اس نے بریف کیس کو اپنی الماری کے اندر رکھ کر تالا لگا دیا اور فاخرہ کے ساتھ اسپتال جانے کے لیے گھر سے باہر نکل گئی۔

راستے میں روبی یہ بھی سوچ رہی تھی کہ ہوسکتا ہے کہ اسپتال میں بے ہوش پڑا ہوا شخص کوئی اور ہی ہو؟ کوئی ایسا شخص جو ڈیڈی کی کار چھین کر بھاگا ہو اور حادثے کا شکار ہوگیا ہو؟ وہ ممکن اور ناممکن کے چکروں میں پھنسی ہوئی جب فاخرہ کے ساتھ اسپتال پہنچی تو بیڈ پر بے ہوش پڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر وہ چیخ پڑی۔ وہ اس کے ڈیڈی ہی تھے...... وہ ''ڈیڈی'' کہہ کر اپنے ڈیڈی کے جسم سے لپٹ گئی لیکن فاخرہ ایسا نہیں کرسکی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے اور وہ بہ مشکل اپنی جذبات کو قابو میں رکھے ہوئے تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ کمرے میں اور زیادہ رونا دھونا شروع ہوجاتا ڈاکٹر نے ان دونوں کو کمرے سے باہر لے جاتے ہوئے کہا۔ ''اس وقت ان پر گہری بے ہوشی طاری ہے مگر یہ کسی وقت بھی ہوش میں آسکتے ہیں اس لیے فی الحال انہیں پُرسکون ماحول کی سخت ضرورت ہے اور جب وہ ہوش میں آجائیں تب بھی آپ مہربانی

کر کے پُرسکون رہیے گا۔ ان کی حالت بتدریج بہتر ہوتی جا رہی ہے اس لیے آپ لوگ ذرا باہر بیٹھیں۔''

''اوکے ڈاکٹر۔'' روبی نے کہا اور فاخرہ کے ساتھ باہر کی بینچ پر بیٹھ گئی۔ چند منٹوں بعد سجاد صاحب بھی وہاں آ گئے لیکن انہیں اندر جانے کی اجازت نہیں ملی تو وہ بھی ان دونوں کے ساتھ باہر ہی بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔

گھر سے چلتے وقت روبی نے جاوید کو فون کیا تھا لیکن وہ گھر میں موجود نہیں تھا۔ روبی نے اس کی خالہ کو پیغام دے دیا تھا کہ جیسے ہی جاوید واپس آ جائے اسے سول اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں بھیج دیا جائے۔ اس لیے آدھے گھنٹے بعد جاوید بھی وہاں پہنچ گیا اور روبی کی زبانی پوری بات جاننے کے بعد وہ حیرت سے بول اٹھا۔ ''مگر یہ ناممکن ہے۔ ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟''

فاخرہ بیگم نے بھی یہ خبر سننے کے بعد کچھ ایسی ہی حیرت کا اظہار کیا تھا اور اب جاوید کی بھی کیفیت ویسی ہی تھی۔ فاخرہ اور جاوید کو حادثے میں زخمی ہو کر اسپتال میں پڑے ہوئے جمشید صاحب کے بارے میں جان کر خوشی کی بجائے بڑی حیرت ہو رہی تھی اور روبی ان کی اس حیرت پر حیرت زدہ تھی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ اس کے ڈیڈی کا واقعی ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور ثبوت کے طور پر وہ اسپتال کے بیڈ پر پڑے ہوئے تھے اس کے باوجود بھی شاید فاخرہ اور جاوید اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے خوشی سے تیار نہیں تھے۔

☆=====☆=====☆

اسپتال میں داخل کرنے کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد انہوں نے آنکھیں کھول کر کمرے میں چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ نرس نے پانی کا گلاس ان کے ہونٹوں سے لگایا تو دو چار گھونٹ پانی پینے کے بعد انہوں نے پھر آنکھیں موند لیں۔ ڈاکٹر کو جب ان کے ہوش میں آنے کا یقین ہو گیا تو اس نے باہر آ کر روبی اور فاخرہ وغیرہ سے کہا۔ ''ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے دھیرے دھیرے وہ پوری طرح ہوش میں آ جائیں گے۔ انہوں نے ابھی آنکھیں کھولی تھیں مگر پھر وہ سو گئے ہیں اور میں انہیں ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتا جب تک وہ خود نہ جاگ جائیں اس لیے ہمیں آدھ پون گھنٹا اور انتظار کرنا پڑے گا' لیکن پھر بھی آپ لوگ ان سے زیادہ باتیں نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا آپ میں سے اگر کسی کو گھر جانا ہو تو وہ جا سکتا ہے۔''

''ہم میں سے کوئی اس وقت تک جانا نہیں چاہتا ڈاکٹر جب تک وہ ہوش میں نہ آ جائیں۔'' فاخرہ نے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جیسی آپ لوگوں کی مرضی تشریف رکھیے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔'' ڈاکٹر نے کہا۔ ''لیکن میں یقین سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو کتنی دیر انتظار کرنا پڑے گا؟''

''ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔'' روبی نے کہا۔ ''ہم انتظار کریں گے۔ اس کے علاوہ اگر آپ ضروری سمجھیں تو انہیں طبی امداد کے لیے اسپتال سے باہر کسی اسپیشلسٹ سے رجوع کر سکتے ہیں ہم وہ تمام خرچ خود برداشت کریں گے۔''

''شاید ایسی ضرورت پیش نہ آئے۔'' ڈاکٹر نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ''سر پہ لگنے والی چوٹ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو گئی تھی اگر انہیں صبح ہی یہاں لے آیا جاتا تو وہ کب کے ہوش میں آ چکے ہوتے اس کے علاوہ چونکہ یہ ایکسیڈنٹ کا کیس ہے۔ اس لیے جب تک پولیس ان کا بیان نہیں لے لیتی اس وقت تک آپ کو انہیں اسی اسپتال میں رکھنا ہوگا۔ ان کے ہوش میں آ جانے کے بعد میں پوری کوشش کروں گا کہ انہیں جلد سے جلد اسپتال سے رخصت کر دیا جائے کیونکہ سر پر تھوڑی سی چوٹ کے سوا کوئی اور تشویشناک چوٹ نہیں لگی ہے۔ ممکن ہے کل تک آپ انہیں گھر لے جا سکیں۔''

ڈاکٹر کی یہ باتیں سن کر روبی کی پریشانی کچھ کم ہو گئی لیکن پھر بھی اس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔ ''ڈاکٹر صاحب اگر آپ چاہیں تو کسی دماغی چوٹ کے ماہر معالج کا نام تجویز کر دیں۔ میرا خیال ہے ایک بار انہیں دکھا دینا اچھا ہوگا۔''

''آپ شاید اس لیے یہ سوچ رہی ہیں کہ یہ سرکاری اسپتال ہے اور یہاں مریضوں کا صحیح علاج نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ایسا سوچتے ہیں لیکن یہ غلط ہے...... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ڈیڈی کے علاج میں کسی قسم کی غفلت نہیں برتی گئی اور نہ ایسا ہوگا۔ اس قسم کے کیسوں میں ڈاکٹر صمدانی کا نام بہت مشہور ہے اور میں ان کے نائب کی حیثیت سے کام کرتا ہوں اس اسپتال میں ڈاکٹر صمدانی بھی مفت خدمات انجام دیتے ہیں۔ کل صبح وہ خود آپ کے ڈیڈی کو دیکھیں گے۔ اس کے علاوہ اگر ضرورت پڑی تو میں فون پر بھی ان سے مشورہ لے سکتا ہوں۔'' ڈاکٹر نے انہیں سمجھایا۔

''تھینک یو ڈاکٹر۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''لیکن آپ تو سمجھ ہی سکتے ہیں کہ جب تک ہم انہیں مکمل طور پر ہوش میں نہ دیکھ لیں اس وقت تک......''

''میں سمجھتا ہوں۔'' ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''بہتر ہے آپ لوگ تشریف رکھیں۔''

ڈاکٹر کے جانے کے بعد روبی اپنی جگہ سے اُٹھی اور ٹہلتی ہوئی ایک بالکونی کی ریلنگ سے لگ کر کھڑی ہوگئی اور وہیں سے وہ جاوید کی طرف دیکھنے لگی۔ جاوید اس کا اشارہ سمجھ گیا۔ اس لیے وہ بھی بالکونی کے قریب آ گیا۔ اس کے قریب آتے ہی روبی نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ ''تم کہاں غائب ہوگئے تھے؟ کئی بار فون کیا تھا میں نے آخری بار تمہاری خالہ مل گئی تھیں تو انہیں پیغام دے دیا تھا۔ تمہیں پتا ہے میں کتنی ٹینشن میں ہوں؟ ایسی حالت میں تم گھنٹوں تک غائب رہو تو میری کیا حالت ہوتی ہوگی۔ اس کا تمہیں کوئی اندازہ ہے؟''

''سوری روبی، لیکن میں نے تمہارے یہاں دوبار فون کیا تھا۔'' جاوید نے کہا۔

''ہاں میں باہر گئی ہوئی تھی۔'' روبی نے بتایا۔ ''اچانک ایسی صورتِ حال پیدا ہوگئی تھی کہ مجھے باہر جانا ہی پڑا۔ اس وقت بھی تمہاری شدید ضرورت تھی لیکن تم نہیں ملے اور آخر تمہاری مدد کے بغیر ہی مجھے جانا پڑا۔''

''ایسی کیا بات ہوگئی تھی؟'' جاوید نے پوچھا تو روبی نے اسے مختصر طور پر وہ ساری بات بتا دی کہ کس طرح اسے اپنی سوتیلی ماں فاخرہ بیگم پر شک ہوگیا اور اسے اس کا پیچھا کرنا پڑا تھا۔ فاخرہ بیگم روپے کے لیے سلطان صاحب کے یہاں گئی تھی اور پھر وہ صابر کمال سے بھی ملی تھی۔ یہ ساری باتیں اس نے جاوید کو بتا دیں۔

''تمہارا شک اپنی جگہ بالکل درست تھا۔'' جاوید نے اس کی بات سننے کے بعد کہا۔ ''وہ اگر سلطان صاحب کے پاس سے رقم لے کر صابر کمال کے یہاں جانے والی ہوتی تو مجھے اور تمہیں یہی لگتا کہ وہ رقم کے ساتھ کہیں بھاگنے والی ہے۔''

''لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اس پر مجھے حیرت ہوئی تھی۔'' روبی نے دھیمی آواز میں کہا۔ ''جب وہ گھر سے نکلی تھی تو بریف کیس لے کر نکلی تھی۔ یعنی گھر میں جو کچھ تھا وہ اس نے بریف کیس میں رکھ لیا تھا۔ اور پھر سلطان صاحب سے رقم لے کر جب وہ نکلی تو مجھے یہی لگا کہ اب وہ ائیر پورٹ یا اسٹیشن کی جانب جائے گی لیکن میرے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے..... اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ فاخرہ بیگم اگر بھاگنا چاہتی تو اس کے پاس وہ ایک بہترین موقع تھا۔ کیا وہ واقعی ڈیڈی کو چھڑانے کے لیے ہی رقم جمع کر رہی تھی؟''

''ہوں.....'' جاوید نے سر جھکا کر سوچا۔

''تو کیا اغوا کی بات من گھڑت ہوگی؟ کیا جمشید صاحب کی کار کا جان بوجھ کر ایکسیڈنٹ کیا گیا ہوگا؟ کیا یہ واردات کرنے والا شخص یہ سمجھ بیٹھا ہوگا کہ میرے ڈیڈی ختم ہو چکے ہیں اور اس طرح اس کا کام پورا ہوگیا ہے؟ میرا تو خیال ہے کہ فاخرہ بیگم ضرور کوئی چال چل رہی تھی جس میں اسے ناکامی ہوئی ہے۔'' روبی نے اپنے شک کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اپنی اس ناکامی کے بعد وہ آگے کیا کرے گی یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے خیر کچھ بھی ہو ڈیڈی کی فکر تو کم ہوگئی ہے لیکن میں فاخرہ کو چھوڑنے والی نہیں ہوں۔''

''ہوں.....'' جاوید پھر چپ ہوگیا۔

''یہ تم ہوں...... ہوں...... کیا کر رہے ہو؟'' روبی جھنجھلا کر بولی۔ ''کچھ بولتے کیوں نہیں؟''

''سچی بات تو یہ ہے روبی میں اس وقت کچھ بھی سوچ نہیں سکتا۔'' جاوید اپنا سر کھجاتے ہوئے بولا۔ ''میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آ رہا ہے۔ اس وقت میری حالت بھی تم سے مختلف نہیں ہے۔''

''خیر اب ڈیڈی کے ہوش میں آنے کے بعد سارا راز کھل جائے گا۔'' روبی نے کہا۔ ''اب اس درمیان فاخرہ بیگم اگر واقعی مجرم ہوئی تو وہ بھاگنے کی کوشش کرے گی۔ تم مہربانی کر کے اب پھر غائب مت ہو جانا۔ میں فاخرہ کو کوئی موقع فراہم کرنا نہیں چاہتی۔ میری طرح تمہیں بھی اس پر نظر رکھنی ہوگی۔ وہ کچھ کرنا چاہتی ہے تو اب چند ہی گھنٹوں میں کر گزرے گی۔ اس لیے ہم دونوں کو اب بہت چوکنا رہنا پڑے گا۔''

''میں سمجھ گیا۔'' جاوید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''جب تک تمہارے ڈیڈی پوری طرح ہوش میں نہیں آ جاتے اس وقت تک بھید کھلنے کی امید نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں فاخرہ بیگم پر کڑی نگرانی رکھنی ہوگی میں تمہارے ساتھ ہوں تم بالکل فکر نہ کرو۔''

''اگر فاخرہ بیگم کے بس میں ہوتا تو وہ ڈیڈی کو کبھی ہوش میں ہی نہ آنے دیتی لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اب ایسا ممکن نہیں ہے۔'' روبی نے ایک گہرا سانس لے کر کہا۔ ''ڈیڈی اب ہم لوگوں کی نظروں کے سامنے ہیں اور جب تک ہوش میں نہیں آ جاتے اس وقت تک ہماری نظروں کے سامنے ہی رہیں گے۔''

''ہوں۔'' جاوید نے کہا اور پھر اس نئی صورتِ حال کے بارے میں سوچنے لگا۔

''ڈاکٹر کی بات سن کر دل پر سے ایک بھاری بوجھ ہٹ گیا ہے جاوید بھائی۔'' روبی اور

جاوید کو دُور بالکونی میں کھڑے باتیں کرتے دیکھ کر فاخرہ نے سجاد صاحب سے کہا۔ وہ دونوں اس وقت ایک ہی بنچ پر بیٹھے تھے۔

''حادثہ زیادہ سنگین نہیں ہے۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''اور یہ بے ہوشی محض اس لیے طاری ہے کہ انہیں بروقت طبی امداد نہیں مل سکی تھی۔ مگر خیر اب مجھے بھی سکون ہو گیا ہے۔''

''میں تو روبی کے پاگل پن کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی لیکن اس معاملے میں تو وہ مجھ سے بھی زیادہ سیانی نکلی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''میں تو یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں تھی کہ انہیں اس طرح کا کوئی حادثہ پیش آیا ہو گا۔ کیونکہ وہ تو چند خطرناک لوگوں میں گھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر مطلوبہ رقم انہیں نہ پہنچائی گئی تو وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے۔ فون پر ہونے والی اس گفتگو کے بعد تو مجھے اغوا کا یقین ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بعد میں ایکسیڈنٹ کی خبر پر یقین کرنے کے لیے میں تیار ہی نہیں تھی لیکن روبی کا خیال تھا کہ اس کے ڈیڈی ان لوگوں کی قید سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور تیزی سے کار چلانے کی وجہ سے ان کی کار اُلٹ گئی تھی۔ اور اب اس کا یہ اندازہ بالکل دُرست ثابت ہوا ہے۔''

''روبی ایک سمجھ دار لڑکی ہے۔ وہ جینیئس ہے۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''مگر میرا تو خیال ہے کہ جمشید صاحب ایک ہوشیار اور ایکسپرٹ ڈرائیور ہیں۔ ان سے اس طرح کا حادثہ کیسے ہو سکتا ہے؟''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''وہ اتنے سالوں سے گاڑی چلا رہے ہیں لیکن کبھی ان کے ہاتھ سے کوئی چھوٹا موٹا ایکسیڈنٹ بھی نہیں ہوا تھا۔ پہلے تو وہ اس قدر طوفانی ڈرائیونگ کیا کرتے تھے کہ میں ڈر جاتی تھی۔ حالانکہ مجھے ڈرانے کے لیے ہی وہ ایسا کرتے تھے۔ ایک بار تو کار پر اسلام آباد جاتے وقت انہوں نے مجھے رُلا ہی دیا تھا۔''

''ڈرائیونگ میں ایسا ہوتا ہے بھابی!'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''ڈرائیور چاہے کتنا ہی ہوشیار کیوں نہ ہو زندگی میں ایک بار کوئی چھوٹا یا بڑا ایکسیڈنٹ اس سے ہو ہی جاتا ہے اور جمشید صاحب سے بھی ایسا ہی ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔''

''عام حالات میں تو میں ان کی اچھی خاصی خبر لے ڈالتی لیکن اس وقت تو ان سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ زندگی اور موت کا سوال ہو تو ایسے خطرات مول لینے ہی پڑتے ہیں۔''

فاخرہ کے دل پر سے ایک بھاری بوجھ ہٹ گیا تھا۔ اس لیے وہ بڑے سکون سے سجاد صاحب سے باتیں کر رہی تھی۔ روبی اس وقت ان دونوں سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی۔ اگر وہ اس

وقت قریب ہوتی تو فاخرہ کے چہرے کا اطمینان دیکھ کر اُسے بھی اس کی اداکاری سے تعبیر کر لیتی لیکن سجاد صاحب ایسا سمجھنے والے آدمی نہیں تھے۔

''ہیلو مسز جمشید......''

فاخرہ ایک اجنبی آواز سن کر چونک پڑی۔ اس نے سر اُٹھا کر دیکھا تو اس کے سامنے سب انسپکٹر ریاض کھڑا مسکرا رہا تھا۔ فاخرہ نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر ذرا حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ ''آپ یہاں؟ کیا اس حادثے کی تفتیش کی ذمے داری آپ کو سونپی گئی ہے۔''

''جی نہیں۔ ابھی تو یہ ذمے داری نہیں سونپی گئی ہے لیکن اگر اس کیس میں تفتیش کے لائق کوئی بات ہوئی تو مجھے یہ ذمّے داری سونپ دی جائے گی۔'' نوجوان سب انسپکٹر ریاض نے دھیرے سے کہا۔ ''آئی ایم سوری کہ آپ کو اس حادثے کی اطلاع ذرا تاخیر سے ملی۔ ہمیں بھی یہ اطلاع دیر سے ہی ملی تھی کیونکہ آپ کے شوہر کی جیب سے ڈرائیونگ لائسنس یا وزیٹنگ کارڈ وغیرہ کچھ نہیں ملا تھا۔''

''کیا ان کی جیب میں ڈرائیونگ لائسنس بھی نہیں تھا؟'' فاخرہ نے حیرت سے سب انسپکٹر کی طرف دیکھا۔ ''لیکن یہ تو ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو ہمیشہ لائسنس کو اپنے پرس میں روپے اور وزیٹنگ کارڈوں کے ساتھ ہی رکھتے تھے۔''

''جب ایسی کوئی بات ہونے والی ہوتی ہے تو آدمی سے انجانے میں ایسی غلطیاں ہونے لگتی ہیں۔ ممکن ہے وہ اپنا پرس اور ضروری کاغذات گھر میں ہی بھول گئے ہوں۔ خیر کچھ بھی ہو ان کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ حادثہ سنگین نہیں تھا یہ جان کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔''

''ہاں، یہ جان کر ہمیں بھی بڑی راحت ہوئی ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''آپ کی بیٹی مس روبی کے کہنے کے مطابق انہوں نے آپ سے فون پر بات بھی کی تھی۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''اگر ایسی بات تھی تو پھر یہ ایکسیڈنٹ راستے میں ہی کیسے ہو گیا؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ میرا تو خیال ہے کسی نے ان کی آواز میں آپ سے بات کی ہو گی۔''

''شاید۔''

''تو کیا آپ بھی اپنے شوہر کی آواز پہچان نہیں سکی تھیں؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

"میں تو اب بھی یہ مانتی ہوں کہ وہ آواز انہی کی تھی۔" فاخرہ نے یقین سے کہا۔

"مسز جمشید۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ کیس بہت زیادہ اُلجھا ہوا ہے اور اس میں گہری تفتیش کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہمیں ملتے رہنا پڑے گا۔ اس وقت تک میری اطلاع کے مطابق آپ کے شوہر صبح کے بعد بے ہوش ہوئے ہیں۔ ان کے جمے ہوئے خون اور دوسری باتوں کو دیکھتے ہوئے ہمارا اندازہ یہی ہے اور اگر یہ اندازہ درست ہے تو وہ آپ کو فون کس طرح کر سکتے ہیں؟"

"یہ ممکن اندازہ نہیں ہے انسپکٹر۔ لگتا ہے آپ سے کہیں بھول ہو رہی ہے۔" فاخرہ نے سب انسپکٹر کی بات کو رد کرتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال سے یہ حادثہ نو بجے کے بعد ہوا ہوگا کیونکہ میں نے اُن سے فون پر بات کی ہے اور اپنے شوہر کی آواز میں اچھی طرح پہچانتی ہوں۔"

"فون پر آپ کی ان سے کیا بات ہوئی تھی یہ جاننا میرے لیے اب ضروری ہو گیا ہے۔" سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ "اور مسز جمشید مجھے اُمید ہے آپ اس سلسلے میں ضرور مجھ سے تعاون کریں گی۔"

"ضرور۔" فاخرہ نے کہا۔ "لیکن انسپکٹر اس وقت میں بہت پریشان ہوں۔ ہم پھر کبھی......"

"اس وقت تو میں خود بھی آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔" سب انسپکٹر اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "یہ تو آپ کو دیکھنے کے بعد میں نے یونہی پوچھ لیا تھا۔ اوکے...... ہم پھر بات کریں گے۔" اتنا کہہ کر سب انسپکٹر ریاض ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

فاخرہ تو چاہتی تھی کہ سب انسپکٹر ریاض اُسے زندگی میں کبھی کسی موڑ پر نہ ملے۔ اُس نے اب تک چُپ چاپ بیٹھے ہوئے سجاد صاحب سے اُس کا غائبانہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "سجاد بھائی مجھے اس آدمی سے ڈر لگ رہا ہے۔ کیونکہ اغوا والی بات میں نے اسے نہیں بتائی تھی۔ پھر روبی نے اپنی شکایت واپس لیتے وقت اس سے یہ جھوٹ بولا تھا کہ اُس کے ڈیڈی خیریت سے ہیں اور پشاور اور کوئٹہ وغیرہ کے ٹور پر گئے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے یہ جھوٹ اور یہ حادثہ نہ جانے اب اور کتنی مصیبتیں کھڑی کرے گا۔"

"اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" سجاد صاحب نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "پولیس جس طرح کے سوالات سے پریشان کرتی ہے اُسے تو کوئی بھی پسند نہیں

کرتا۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ یہ انسپکٹر تمہارے اور روبی کے ساتھ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا اور اب اصل بات کیا ہوئی ہے وہ تو جمشید بھائی کے ہوش میں آجانے کے بعد ہی معلوم ہوگی۔ غلط فہمی تو کسی کو بھی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ آپ اطمینان رکھیے بھابی سب ٹھیک ہو جائے گا۔" سجاد صاحب کے تسلی دینے پر فاخرہ نے ذرا راحت محسوس کی لیکن اس کے دل کے اندر جو وسوسے تھے اُن کا دُور ہو جانا اس قدر آسان بھی نہیں تھا۔

☆=====☆=====☆

انھیں کب تک ہوش آجائے گا اس کا ڈاکٹروں کو صحیح اندازہ نہیں تھا لیکن انھیں اس کا تو یقین ہو چکا تھا کہ اُن کی کوشش بار آور ثابت ہوئی ہے۔ آنکھیں بند کیے بستر پر لیٹا ہوا مریض اگرچہ پوری طرح ہوش میں نہیں تھا لیکن وہ بے ہوش بھی نہیں تھا اس وقت وہ آرام کرنے کی کیفیت میں تھا اور اسی حالت میں وہ شاید سو گیا تھا۔ اُس کی یہ حالت دیکھ کر ڈاکٹروں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جب تک خود نہ آنکھیں کھولے اُسے اُٹھانا مناسب نہیں ہوگا۔ وہ کتنی دیر تک سو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ بھی ڈاکٹروں کو نہیں تھا مگر وہ اس خیال سے متفق تھے کہ مریض جب بھی جاگے گا وہ ہوش میں ہوگا اور پہلے سے بہتر حالت میں ہوگا لیکن انھیں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ مریض نے آنکھ کھول کر پہلے کی طرح کمرے پر نظر ڈالی اور پانی کے گلاس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر پانی پینے کے بعد اُس نے آنکھیں بند کر لینے کی بجائے کچھ بولنے کی کوشش کی۔ اُس وقت ڈاکٹر نے نرس کو اشارے سے اُسے دوا پلانے کے لیے کہا۔ پھر دوا پی لینے کے بعد مریض نے آنکھیں بند نہیں کیں اور اس طرح ڈاکٹر کو دیکھنے لگا جیسے وہ کچھ پوچھنا چاہتا ہو۔ مگر اُس کے پوچھنے سے پہلے ہی ڈاکٹر نے اُس سے پوچھ لیا۔ "اب کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ؟"

مریض نے گردن ہلا کر اثبات میں جواب دیا کہ اُس کی طبیعت اب بہتر ہے۔

"آپ اس وقت اسپتال میں ہیں۔ آپ کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "مگر فی الحال آپ آرام کریں اور یہ باتیں بعد میں ہو جائیں گی۔"

"ایکسی...... ڈنٹ......؟"

"ہاں لیکن اگر آپ کو یاد نہیں آتا تو آپ یاد کرنے کی کوشش نہ کریں۔" ڈاکٹر نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "آپ آرام کریں گے تو رفتہ رفتہ ساری بات خود ہی یاد آجائے گی۔"

''لیکن مجھے یاد کیوں نہیں آتا۔'' اُس کے چہرے پر اُلجھن کے آثار تھے۔

''آ جائے گا' آ جائے گا۔'' ڈاکٹر نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔''ہم تھوڑی دیر بات کریں گے تو سب یاد آ جائے گا۔ اِس وقت آپ تھوڑا آرام کر لیں تو بہتر ہوگا۔'' اتنا کہہ کر ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا۔

''یس ڈاکٹر۔'' نرس نے قریب آ کر پوچھا۔

''ڈاکٹر ایک سگریٹ مل سکے گا؟'' یکا یک اُس نے ڈاکٹر سے کہا۔

''ملے گا لیکن پہلے آپ تھوڑی کافی پی لیں۔ آپ کو اچھا محسوس ہوگا۔'' پھر اُس کا اشارہ پا کر نرس نے کافی کا ایک پیالہ اُس کی طرف بڑھا دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اُس نے اپنے ہاتھ سے ساری کافی ختم کر دی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے سگریٹ کا پیکٹ اپنی جیب سے نکال کر مریض کے سامنے رکھ دیا سگریٹ کا پیکٹ دیکھ کر مریض نے اس طرح اُسے جھپٹ لیا جیسے اُسے بہت دیر سے سگریٹ کی طلب محسوس ہو رہی ہو۔ سگریٹ کو ہونٹوں سے لگانے کے بعد اُس نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا تو ڈاکٹر نے اپنا لائیٹر جلا کر اُس کا سگریٹ سلگا دیا۔ پہلے تو مریض نے سگریٹ کے یکے بعد دیگرے دو گہرے کش لیے اور پھر تکیے کے سہارے لیٹ کر آرام سے سگریٹ پینے لگا۔

''اب بہت سکون محسوس ہو رہا ہے نا؟'' ڈاکٹر نے دھیرے سے پوچھا۔

''ہاں ڈاکٹر اب پہلے سے زیادہ بہتر محسوس ہو رہا ہے؟''

''تو اب تھوڑی سی باتیں کر لیں؟'' ڈاکٹر نے پوچھا۔

''کیسی باتیں؟''

''آپ کے ساتھ ہونے والے حادثے کے بارے میں۔'' ڈاکٹر نے کہا۔

''کیسا حادثہ؟ ہاں ہاں یاد آ گیا۔ ابھی ابھی آپ نے بتایا تھا کہ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ بتائیے یہ ایکسیڈنٹ کیسے ہوا تھا؟'' اس نے پوچھا۔

''یہ تو آپ مجھے بتائیں گے جناب!'' ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا۔''بتائیے یہ حادثہ کیسے ہوا تھا؟''

''واہ ڈاکٹر صاحب واہ......'' مسٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔''حادثے کی بات تو آپ نے ہی کہی تھی اور اب مجھ سے ہی پوچھ رہے ہیں؟''

''جی ہاں۔ پولیس کے کہنے کے مطابق میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کی کار کو حادثہ پیش

آ گیا تھا۔'' ڈاکٹر نے کہا۔''لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ حادثہ ہوا کیسے تھا؟ اس کے بارے میں تو خود آپ ہی بتا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت میں آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ کیا آپ کو یاد نہیں آتا؟''

''نہیں...... نہیں۔'' جمشید صاحب گھبرا گئے۔''آپ کہتے ہیں تو یقیناً ہوا ہوگا۔''

''آپ کی کار سڑک پر سے اُتر کر ایک پتھر سے ٹکرا گئی تھی۔'' ڈاکٹر نے بتایا۔

''میری کار؟''

''ہاں اور اب آپ یہ مت کہیں کہ آپ کے پاس کوئی کار تھی' یہ بھی آپ کو یاد نہیں ہے؟'' ڈاکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔''مسٹر جمشید ذرا یاد تو کیجئے کہ کیا ہوا تھا؟''

''اچھا ہوا ڈاکٹر کہ آپ نے میرا نام لے لیا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔''ورنہ شاید مجھے تو اپنا نام بھی یاد نہ آتا۔''

''چلیے اب تو یاد آ گیا نا؟'' ڈاکٹر بولا۔''اب تو یہ بتا دیں کہ یہ حادثہ کس طرح پیش آیا تھا؟ پولیس آپ کا بیان لینا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی بیگم آپ کی بیٹی اور آپ کے بزنس پارٹنر آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''بیگم...... بیٹی...... اور پارٹنر......؟'' جمشید صاحب نے حیرت سے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔''تو کیا میری بیگم بیٹی اور میرا کوئی بزنس پارٹنر بھی ہے ڈاکٹر؟ میں کیا کاروبار کرتا ہوں؟ یقیناً کوئی نہ کوئی کاروبار تو ہوگا ورنہ بزنس پارٹنر کیسے ہو سکتا ہے؟''

''آپ کیا کاروبار کرتے ہیں یہ بھی آپ کو یاد نہیں آتا؟'' ڈاکٹر نے بڑے دھیان سے جمشید صاحب کو دیکھا اور کہا۔''بیوی کے علاوہ آپ کی ایک جوان بیٹی بھی ہے۔ کیا یہ بات آپ کو معلوم نہیں؟''

''نہیں لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ ہم تھوڑی دیر باتیں کریں گے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔''اس لیے ہو سکتا ہے مجھے کچھ یاد آ جائے۔''

''ٹھیک ہے۔'' ڈاکٹر نے ایک گہرا سانس لے کر کہا۔''لیکن اب میرا خیال ہے کہ آپ کو باتیں کرنے کی بجائے ذرا اور آرام کر لینا چاہیے اور ہر بات کو یاد کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔'' ڈاکٹر کے چہرے پر اُلجھن کے تاثرات تھے۔ اُس نے اُٹھ کر نرس کو کچھ ہدایات دیں اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆=====☆=====☆

بالکونی میں کھڑے کھڑے جاوید اور روبی دیر تک اس نئی صورتِ حال پر باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد جاوید یکا یک ہی خاموش ہو کر دل ہی دل میں کچھ سوچنے لگا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ کسی نتیجے پر پہنچ کر بولا۔ ''ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ تمہارے ڈیڈی کو کب ہوش آئے گا یہ کہا نہیں جا سکتا۔ اور پھر انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم میں سے اگر کوئی گھر جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے۔''

''تم کہنا کیا چاہتے ہو؟'' روبی نے حیرت سے پوچھا۔

''میرے کہنے کا مطلب ہے کہ ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہمیں شاید دیر تک ان کے پاس رہنا ہوگا۔'' جاوید نے کہا۔ ''پھر پولیس اور ڈاکٹروں کی اجازت سے ہو سکتا ہے ہمیں اُنھیں کسی پرائیویٹ اسپتال میں بھی لے جانا پڑے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ذرا باہر تک چلا جاؤں اور ایک دو ضروری فون کر آؤں۔ اور اپنے گھر پر بھی فون کر دوں کہ مجھے دیر ہو جائے تو پریشان نہ ہوں۔''

''تو پھر چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔'' روبی نے کہا۔

''تمہارے چلنے پر مجھے اعتراض نہیں ہے۔'' جاوید دھیرے سے بولا۔ ''لیکن ابھی ابھی ہم نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ہمیں فاخرہ بیگم کو ایک منٹ کے لیے بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے۔''

''تب تو تم اکیلے ہی جاؤ اور جلدی سے واپس آ جانا۔'' یہ کہہ کر وہ سجاد صاحب اور فاخرہ بیگم کی جانب چل پڑی اور جاوید فون کرنے کے لیے باہر چلا گیا' لیکن کچھ ہی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے وہ روبی کے قریب آ کر بولا۔ ''سوری روبی مجھے ابھی اور اسی وقت جانا ہوگا۔''

''کیوں؟'' روبی نے حیرت سے پوچھا۔ ''کیا ہوا؟''

''میرے عزیزوں میں ایک موت واقع ہوگئی ہے۔'' جاوید بولا۔ ''خالہ کو فون آیا تھا اور ابھی ابھی انھوں نے مجھے یہ خبر دی ہے۔ اُس بوڑھے کو بھی ابھی ہی مرنا تھا۔ میں نے گھر فون نہ کیا ہوتا تو اچھا تھا۔''

''کوئی بات نہیں جاوید بیٹے تم جاؤ۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''میں یہاں موجود ہوں۔''

''شاید قبرستان بھی جانا پڑے۔'' جاوید گمبھیر لہجے میں بولا۔ ''اس لیے دو چار گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔''

''کوئی بات نہیں ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''آدمی کو رشتے داری بھی دیکھنی پڑتی ہے۔''

''تو میں جاتا ہوں۔'' جاوید بولا۔ ''وہاں سے فارغ ہو کر میں گھر پر فون کروں گا۔ اگر آپ لوگ وہاں نہیں ہوئے تو سیدھا یہاں آ جاؤں گا اور ہاں روبی اگر جمشید انکل کو لے کر کسی پرائیویٹ اسپتال میں جانا پڑ جائے تو نرس یا ڈاکٹر کو بتا کر جانا تاکہ میں بھی وہاں پہنچ سکوں۔''

''ٹھیک ہے۔'' روبی نے کہا۔ اور جاوید وہاں سے چلا گیا۔

جاوید کے جانے کے بعد روبی کو اچانک ہی یوں لگنے لگا کہ جیسے قدرت خود ہی فاخرہ کی مدد کرنے پر آمادہ ہے کیونکہ جاوید کے جانے کے بعد اب اُسے اکیلے ہی فاخرہ پر نظر رکھنی پڑے گی۔ اور یہ کام اُس کے لیے اتنا آسان بھی نہیں تھا۔ اگر دس پندرہ منٹ کے لیے بھی اُسے کسی ضروری کام کی وجہ سے اِدھر اُدھر جانا پڑا تو فاخرہ بیگم اُس کی نگاہوں سے اوجھل ہو سکتی تھی۔

اس معاملے میں چونکہ اُسے سجاد صاحب سے مدد کی توقع نہیں تھی۔ اس لیے وہ اُن پر اپنے شک کا اظہار کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے علاوہ اب اتنا وقت بھی نہیں تھا کہ وہ سجاد صاحب کو ساری بات تسلّی سے سمجھا سکتی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خود ہی فاخرہ پر نظر رکھنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کبھی کبھی تو وہ یہ بھی سوچنے لگتی تھی کہ وہ فاخرہ بیگم پر شک کر کے بڑی بھول کر رہی ہے۔ کیونکہ اگر اُسے بھاگنا ہی ہوتا تو اُس کے پاس اس وقت سے بہتر اور اچھا موقع نہ تھا جس کا فائدہ فاخرہ بیگم نے نہیں اٹھایا تھا۔ بہرحال اُسے ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی۔ یہی سوچ کر وہ چُپ چاپ بیٹھی اپنے ڈیڈی کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتی رہی' اور سجاد صاحب اور فاخرہ بیگم کے درمیان ہونے والی گفتگو کو دھیان سے سننے لگی۔ تھوڑی دیر بعد جو ڈاکٹر اُس کے ڈیڈی کی دیکھ بھال میں مصروف تھا وہ اُن کے کمرے سے باہر آیا اور اُن لوگوں کی طرف توجہ دیے بغیر جلدی جلدی اُن کے سامنے سے گزرنے لگا۔ اُسے دیکھ کر فاخرہ بیگم اور روبی ایک ساتھ بول اُٹھیں۔ ''ڈاکٹر......''

ڈاکٹر نے گردن گھما کر اُن کی طرف دیکھا اور اپنی چال دھیمی کرتے ہوئے بولا۔ ''بالکل ٹھیک ہیں۔ ڈونٹ وری......'' اتنا کہہ کر ڈاکٹر چلا گیا اور پھر پورے بیس منٹ بعد اُس کی واپسی ہوئی۔ فاخرہ بیگم' سجاد صاحب اور روبی اُس سے جمشید صاحب کے بارے میں پوچھنا چاہتے تھے اس بار بھی ڈاکٹر نے اُنھیں بتایا۔ ''فکر کی کوئی بات نہیں ہے وہ ہوش میں آ چکے ہیں لیکن فی الحال آپ لوگ اُن سے مل نہیں سکتے۔'' یہ کہہ کر وہ پھر بڑی تیزی سے کمرے میں

چلا گیا تھا۔

☆=====☆=====☆

''جسمانی طور پر وہ بالکل صحت مند ہیں۔'' ڈاکٹر صمدانی اُن تینوں سے کہہ رہا تھا۔ ''لیکن دماغی......''

''کیا مطلب ڈاکٹر؟'' روبی بول اُٹھی۔

''اس وقت تو میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ سر پر لگنے والی چوٹ نے اُن کے دماغ پر اثر کیا ہے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''جس کی وجہ سے ان کی یادداشت کچھ کمزور ہوگئی ہے لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو میری مدد کرنا ہوگی۔ اگر آپ لوگ میری بات پر عمل کریں گے تو وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔''

''تو آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ انہیں کچھ بھی یاد نہیں آ رہا ہے۔ ہے نا؟'' روبی نے پوچھا۔

''ہاں اس طرح کے کیسوں میں اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ ''لیکن ہم اس کے لیے زیادہ فکر مند نہیں ہوتے اور آپ لوگوں کو بھی نہیں ہونا چاہیے۔''

''لیکن...... ڈاکٹر......'' روبی گھبرا کر رہ گئی۔

''پلیز آپ لوگ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''مریض خود کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن شاید ابھی تک وہ غنودگی سے پوری طرح نکل نہیں پایا ہے۔ کبھی کبھی یہ کیفیت کچھ طویل بھی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے اپنے بارے میں بھی کوئی بات یاد نہیں آتی۔ مگر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ لوگوں کو دیکھنے کے بعد انہیں ساری پچھلی باتیں یاد آ جائیں گے۔''

''تو کیا اب ہم اندر جا سکتے ہیں ڈاکٹر؟'' فاخرہ بیگم نے پوچھا۔

''نہیں ابھی نہیں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''ابھی مریض کو تھوڑے اور آرام کی ضرورت ہے۔ سوچنے کا جتنا وقت ملے گا اتنا ہی اچھا ہے۔ دراصل یہ ملاقات بہت ہی نازک ہے۔ اس لیے مہربانی کر کے جو میں کہوں اس پر ہی عمل کرنا ہوگا۔'' یہ کہہ کر ڈاکٹر صمدانی نے انہیں دھیرے دھیرے سمجھانا شروع کر دیا کہ کس کو کس طرح مریض کے سامنے آنا ہے۔

☆=====☆=====☆

مریض اپنی یادداشت کھو چکا ہے اور اسے اپنا نام تک یاد نہیں ہے۔ جب یہ بات اسپتال کے ڈاکٹروں کے علم میں آئی تو انہوں نے فوراً ہی ڈاکٹر صمدانی کو اس کی اطلاع دی اور انہیں اسپتال بلوا لیا گیا تھا۔ وہ تقریباً چالیس منٹ تک مریض کے پاس رہے تھے اور انہوں نے بڑی توجہ سے مریض کا معائنہ کیا تھا دوا اور انجکشن وغیرہ لگانے کے بعد انہوں نے مریض سے خود ہی بات کی تھی۔ کئی سوالات پوچھے تھے اور پھر وہ اس کے رشتے داروں سے ملنے کمرے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر تک انہوں نے روبی اور فاخرہ بیگم سے بات کی تھی اور پھر واپس مریض کے کمرے میں آ گئے تھے۔ انہوں نے مریض کے قریب بیٹھ کر اس سے کہا۔

''اب دیکھیے جمشید صاحب آپ کو یاد نہ آتا ہو تو اور بات ہے لیکن جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کی کار کو حادثہ پیش آیا تھا اور آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس بات کی خبر آپ کے رشتے داروں کو ہو چکی تھی وہ آپ کے بزنس پارٹنر کے ساتھ آپ سے ملنے آئے ہیں۔ سجاد صاحب نام کا کوئی آدمی آپ کا پارٹنر ہے۔ یہ بات آپ کو یاد نہ آتی ہو تو کوئی بات نہیں لیکن ہم انہیں اندر بلاتے ہیں آپ ان سے تھوڑی بات تو کریں۔''

''میں ان سے کیا بات کروں گا؟'' جمشید صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

''جو آپ مناسب سمجھیں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''دیکھیے جمشید صاحب ہماری کوشش یہ ہے کہ آپ کی یادداشت واپس آ جائے۔ آپ ہماری تھوڑی مدد کریں گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' اتنا کہہ کر ڈاکٹر صمدانی نے نرس کو اشارہ کر کے سجاد صاحب کو بلانے کے لیے کہا۔

''تو وہ میرے پارٹنر ہیں نا؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''ہاں۔''

''سجاد حسین...... میرے پارٹنر...... ٹھیک ہے۔'' جمشید صاحب بڑبڑاتے ہوئے بولے۔ ''لیکن ڈاکٹر مجھے تو اسپتال کے ڈاکٹر نے کہا تھا کہ میری ایک بیوی ہے اور ایک لڑکی بھی ہے۔''

''آپ کی بیوی اور بیٹی بھی آئی ہیں لیکن پہلے آپ سجاد صاحب سے ملیں گے۔''

''مگر کیوں؟''

''اس لیے کہ مجھے یہ دیکھنا ہے کہ آپ انہیں پہچان سکتے ہیں یا نہیں؟'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''آپ اگر انہیں پہچان لیں گے تو پھر بیوی اور بیٹی کو تو دیکھتے ہی پہچان جائیں گے۔''

''اور اگر میں سجاد صاحب کو نہ پہچان پایا تو؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

"تو ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی یادداشت ابھی کمزور ہے اور ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "اس درمیان آپ کو ضروری دوائیں اور انجکشن دیے جائیں گے پھر آپ کو آپ کے رشتے داروں سے ملایا جائے گا۔"

ٹھیک اُسی وقت نرس سجاد صاحب کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ سجاد صاحب مسکراتے ہوئے جمشید صاحب کے بیڈ کے قریب آئے اور ایک اسٹول پر بیٹھ گئے اور ڈاکٹر صمدانی کی سمجھائی ہوئی باتوں کے مطابق بولے۔ "کیسے ہیں جمشید بھائی؟ آپ کی عادتیں ابھی ویسی کی ویسی ہی ہیں۔ میں نے آپ کو کتنی بار سمجھایا تھا کہ کار ذرا دیکھ بھال کر چلایا کریں لیکن آپ کہاں ماننے والے تھے۔"

"جی ہاں آپ کی بات نہ مان کر ہی آج یہاں پڑا ہوں سجاد بھائی۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "اب تو آپ کی ہر بات ماننا ہی پڑے گی۔"

"تو آپ نے مجھے پہچان لیا؟ میرا نام بھی آپ کو یاد آ گیا۔" سجاد صاحب نے کہا۔

"میں اور آپ کو نہ پہچانوں؟" جمشید صاحب نے کہا۔ "آپ تو میرے پارٹنر ہیں سجاد بھائی کہیے دکان پر کسے بٹھا کر آئے ہیں؟"

"دکان؟" سجاد صاحب چونک پڑے۔

"ہاں ہم دونوں کی مشترکہ دکان۔" جمشید صاحب نے کہا۔

"لیکن ہماری کوئی دکان نہیں ہے جمشید بھائی۔" سجاد صاحب نے ہنستے ہوئے دھیرے سے کہا۔ "ہماری تو فیکٹری ہے۔"

"فیکٹری؟ نہیں...... ہاں...... ہاں۔" جمشید صاحب اپنی یادداشت پر زور دے کر بولے۔ "ہاں فیکٹری' چلیے ہم دونوں مل کر کوئی چیز چلاتے ضرور ہیں۔ اب اتنی بات تو مجھے یاد آ گئی ہے اس سے یقیناً ڈاکٹر صاحب کو کچھ تسلی ہو جائے گی۔ ویسے آپ بھی عجیب ہیں سجاد بھائی۔ اکیلے ہی آ گئے بھابی کو کیوں نہیں لائے؟"

"بھابی؟" سجاد صاحب پھر چونک کر بولے۔ "آپ پھر بھول گئے۔ ارے انہیں انتقال کیے ہوئے تو آج تین برس ہو چکے ہیں۔"

"تین سال؟" جمشید صاحب پھر دماغ پر زور دینے لگے۔ "ہاں۔ ہاں یاد آ گیا۔"

"آپ کو ان کا نام یاد ہے جمشید صاحب؟" ڈاکٹر صمدانی نے پوچھا۔

"نام؟ نہیں مجھے ان کا نام یاد نہیں آتا۔" جمشید صاحب نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"کیونکہ میں انہیں ہمیشہ بھابی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ کیوں سجاد بھائی؟"

"ہاں ہاں......"

"لیجیے ڈاکٹر صاحب آپ کا اندازہ درست نکلا۔" جمشید صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں نے سجاد بھائی کو پہچان لیا ہے مگر فیکٹری کی بجائے دکان کہہ گیا تھا اور بھابی کے انتقال کی بات ذرا دیر میں یاد آئی تھی لیکن اب آہستہ آہستہ ہر بات مجھے یاد آتی جا رہی ہے۔ اب آپ انہیں بھی بلا لیں۔"

"کن کو؟" ڈاکٹر صمدانی نے پوچھا۔

"میری بیوی اور میری بیٹی کو......"

فاخرہ بیگم اور روبی کو اندر بلانے سے پہلے ڈاکٹر صمدانی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے نرس کو اشارہ کیا۔ نرس نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ کھول کر انہیں اندر بلا لیا۔

جمشید صاحب اجنبی اجنبی نگاہوں سے پہلے اندر آنے والی روبی اور پھر فاخرہ بیگم کو گھورنے لگے۔

"اوہ ڈیڈی۔" روبی بے اختیار دوڑ کر ان سے لپٹ گئی اور انہیں چومنے لگی۔ اس درمیان فاخرہ بیگم پلنگ پر بیٹھ گئی اور اپنا ہاتھ چادر سے ڈھکے ہوئے جمشید صاحب کے پیر پر رکھ دیا اور چپ چاپ ان کی طرف تکتی رہی۔

"ڈیڈی۔" روبی بولی۔ "مجھے تو پہچان لیا نا ڈیڈی؟ میں روبی ہوں۔"

جمشید صاحب کے ہونٹوں پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ پھر انہوں نے اپنے پیروں کے قریب بیٹھی ہوئی فاخرہ بیگم کی طرف دیکھا اور پہلے جیسی پھیکی مسکراہٹ ہونٹوں پر لانے کے بعد انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔

"کچھ تو بولیے ڈیڈی۔ مجھ سے باتیں کیجیے۔" روبی نے دھیرے سے کہا۔

"کیا کہوں بیٹی؟" جمشید صاحب نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔ "ڈاکٹروں نے مجھے کم بولنے کے لیے کہا ہے۔ اور آرام کرنے کے لیے کہا ہے۔"

"آپ اب کیسا محسوس کرتے ہیں؟ کہیں درد یا اور کوئی تکلیف؟"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بیٹی۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "بس ذرا سر بھاری لگتا ہے اور یوں لگتا رہتا ہے جیسے دماغ کے اندر دھواں سا بھر گیا ہے جس کی وجہ سے ساری یادیں

اُلجھ کر رہ گئی ہوں۔''

''ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ یہ چوٹ دماغ کے اندر لگی ہے جس کی وجہ سے دماغ ٹھیک سے کام نہیں کر پا رہا ہے۔ مگر آپ ذرا کوشش کریں گے تو دھیرے دھیرے آپ کو سب کچھ یاد آ جائے گا۔ آپ نے ہم لوگوں کو پہچان لیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔''

''مجھے بھی یہی لگتا ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''لیکن سوچتا ہوں تو تھکن سی ہونے لگتی ہے اور جب کچھ یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو سر چکرانے لگتا ہے۔''

''آپ کو ابھی بہت آرام کی ضرورت ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''آج کی رات بھی آپ کو یہیں گزارنی ہوگی ڈیڈی۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے آپ کل تک گھر جا سکیں گے۔''

''گھر؟'' جمشید صاحب نے حیرت سے کہا۔

''ہاں...... اپنے بنگلے میں......'' روبی نے کہا۔

''تو کیا ہم کسی بنگلے میں رہتے ہیں؟''

''کیا آپ کو اپنا گھر یاد نہیں ہے؟'' روبی نے حیرت سے پوچھا۔

''نہیں۔'' جمشید صاحب نے انکار میں سر ہلا دیا۔

''ڈاکٹر۔'' روبی نے سوالیہ نظروں سے ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔

''ڈونٹ بی اپ سیٹ مسٹر جمشید صاحب'' ڈاکٹر نے جمشید صاحب کو سمجھایا۔

''ہاں ڈاکٹر صاحب۔''

''تو پھر آپ نے سجاد صاحب کو پہچان لینے کی جھوٹی بات کیوں کہی تھی؟'' ڈاکٹر صمدانی نے اچانک ہی لہجہ بدل کر پوچھا۔

''اس لیے کہ میں ان دونوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔'' جمشید صاحب نے روبی اور فاخرہ بیگم کی جانب انگلی اُٹھا کر کہا۔ ''ڈاکٹر میرا دماغ بے شک نہ کام کر رہا ہو' لیکن اب انہیں دیکھ کر تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے۔''

''ڈیڈی۔'' روبی تقریباً چیخ پڑی۔

''دیکھو بیٹی...... تم مجھے ڈیڈی...... ڈیڈی نہ کہا کرو۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''تم جیسی لڑکی بھلا کسے اچھی نہ لگتی ہوگی؟ لیکن میں تمہارا ڈیڈی نہیں ہوں۔'' اتنا کہہ کر انہوں نے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''ڈاکٹر صاحب آپ مہربانی کر کے مجھے اس مصیبت سے نکالیں۔ مجھے

چکر آ رہا ہے۔ میرا دماغ پھٹ رہا ہے۔ مجھے آرام کی سخت ضرورت ہے۔ میں سو رہا ہوں۔''

اتنا کہہ کر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور گہرے سانس لینے لگے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر فاخرہ بیگم' سجاد صاحب اور روبی نے ڈاکٹر صمدانی کی طرف دیکھا۔ ڈاکٹر صمدانی نے جمشید صاحب کے چہرے پر سے نظریں جماتے ہوئے کہا۔ ''مسٹر جمشید شتر مرغ کی طرح ریت میں سر ڈال دینے سے آپ کے آس پاس کی دنیا بدلنے والی نہیں ہے۔ آنکھیں کھولیے۔ میں کہتا ہوں آپ آنکھیں کھول دیجیے مسٹر جمشید۔''

''میرا نام جمشید نہیں ہے۔'' آنکھیں کھول کر ڈاکٹر صمدانی کی طرف دیکھ کر مریض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''میں جمشید نہیں ہوں۔''

''تو پھر آپ کا کیا نام ہے؟'' ڈاکٹر نے پوچھا۔

''مجھے یاد نہیں ہے۔''

''تو آپ یاد کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ اس بات کا تو آپ کو علم ہے کہ آپ کو اپنا نام بھی یاد نہیں ہے۔'' ڈاکٹر نے کہا۔

''ہاں یہ بات مجھے معلوم ہے۔''

''لیکن یہاں جو یہ لوگ آپ کے آس پاس کھڑے ہیں ان سب کو اپنا نام اور پتا یاد ہے سب کے دماغ ٹھیک ہیں اور سب کی یادداشت سلامت ہے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے دلیل پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''ایسے تمام لوگ جب آپ جیسے کمزور یادداشت والے شخص سے کہہ رہے ہیں کہ آپ جمشید صاحب ہی ہیں تو آپ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے کیوں ہچکچا رہے ہیں؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کو زبردستی جمشید صاحب بنانے پر تلے ہوئے ہیں؟ ذرا سوچیے اور سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ ہم سب لوگ آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ آپ ذہنی طور پر یہ کیوں سمجھ بیٹھے ہیں کہ آپ مسٹر جمشید نہیں ہیں لیکن اگر آپ مسٹر جمشید نہیں ہیں تو پھر کون ہیں؟ یہی ہمیں بتا دیں۔''

''میں کوشش کر رہا ہوں ڈاکٹر' لیکن مجھے یاد نہیں آ رہا ہے۔''

''اسی لیے ہم آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے انہیں نرمی سے سمجھایا۔

''چونکہ آپ اپنی یادداشت پر زور دینے کی وجہ سے تھک جاتے ہیں۔ یا آپ اتنا ہی محسوس کرتے ہیں۔ اس لیے آپ چاہتے ہیں کہ یاد کرنے سے تو بہتر یہی ہے کہ سب کچھ بھول جایا جائے۔ مگر آپ جب تک اس خیال کو ذہن سے نہیں نکال دیں گے اس وقت تک آپ ذہنی

طور پر صحت یاب نہیں ہو سکیں گے۔"

"آپ سب لوگ اچھے آدمی ہیں لیکن میں کیا کروں؟ مجھے تو اپنے آپ پر بھی بھروسا نہیں ہے۔"

"آپ اس سچ کو تسلیم کر لیں کہ آپ مسٹر جمشید ہی ہیں۔ پھر آپ یہ سوچیں کہ آپ کیوں مسٹر جمشید نہیں ہیں؟ پھر آپ کے مسٹر جمشید ہونے کے سارے ثبوت خود بخود آپ کے سامنے آ جائیں گے۔" ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ "آپ آرام کیجیے اور سکون سے یہ سوچیے کہ آپ جمشید صاحب ہیں۔ آپ کی طبیعت اب بہتر ہے اور آئندہ کل آپ اپنے خاندان کے ساتھ اپنے گھر رہنے کے لیے جانے والے ہیں۔ اس طرح آپ ذہنی طور پر خود کو تیار کر لیں باقی سب ہم سنبھال لیں گے۔"

"اچھی بات ہے ڈاکٹر آپ کہتے ہیں تو میں کوشش کروں گا۔" مریض نے دھیرے سے کہا تو ڈاکٹر صمدانی الگ ہٹ گئے پھر وہ اپنے برابر کھڑے ہوئے ڈاکٹر کو ایک کونے میں لے گئے اور اسے ہدایات دینے لگے۔ پھر وہ سجاد صاحب، فاخرہ بیگم اور روبی کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"بہت سی باتیں تو میں جان چکا ہوں۔" باہر آ کر ڈاکٹر صمدانی نے ان تینوں سے کہا۔ "لیکن مجھے بہت سی ضروری باتیں آپ لوگوں سے معلوم کرنا ہیں۔ آئیے چلیے۔"

☆=====☆=====☆

تمام ضروری سوالات پوچھ لینے کے بعد ڈاکٹر صمدانی نے فاخرہ بیگم سے کہا۔ "آپ کی باتیں سننے کے بعد تو یہی لگتا ہے کہ آپ کی ازدواجی زندگی خوشگوار تھی۔ اس لیے مسٹر جمشید جان بوجھ کر یادداشت کھو جانے کی اداکاری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اب اس اداکاری کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ واقعی انہیں پچھلی کوئی بات یاد نہیں ہے۔ اب انہیں تھوڑا اور آرام دے کر تھوڑا اور علاج کر کے ہمیں یہ کوشش کرنا ہوگی کہ کسی طرح وہ اپنے ماضی کو یاد کر سکیں۔ اور یہ کام پہلے کر کے بعد میں آپ لوگوں کی ملاقات کرائی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔" اتنا کہہ کر ڈاکٹر صمدانی ذرا دیر کے لیے رک کے پھر بولے۔ "ان کے دل سے یہ بات دور کرنے کے لیے اب ذرا زیادہ محنت کرنا پڑے گی کہ آپ لوگ ان کے کچھ نہیں لگتے بہرحال کل آپ انہیں اپنے ساتھ گھر لے جائیں اور میرے بتائے ہوئے مشورے پر عمل کرتے ہوئے ان سے سلوک کریں۔ ان کے ری ایکشن کو خاص طور پر نوٹ کرنا بھی ضروری

ہے کیونکہ اسی کی روشنی میں میں سمجھ سکوں گا کہ آگے مجھے کیا کرنا ہے؟ اس کے علاوہ ان سے پرانی یادگار باتیں بھی کرتے رہیے گا۔ ماضی کی کوئی بات بھی یاد آ گئی تو پھر انہیں حال کو سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ میں کل صبح ٹھیک نو بجے یہاں آ جاؤں گا۔ رات بھر کے آرام کے بعد مجھے ایک بار پھر ان کی کیفیت دیکھنی ہوگی آپ آئیں تو ان کے کپڑے بھی لیتے آئیں کیونکہ انہوں نے جو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ گندے اور خون آلود ہو چکے ہیں۔ اچھا اب آپ لوگ اندر جائیں اور ان سے تھوڑی بہت باتیں کر لیں۔ لیکن جاتے وقت انہیں یہ ضرور بتاتے جائیں کہ کل صبح آپ لوگ انہیں گھر لے جائیں گے۔" ڈاکٹر صمدانی نے تمام ضروری باتیں سمجھا دیں اور پھر دوسرے ڈاکٹر سے بات کرنے لگے۔ فاخرہ بیگم، روبی اور سجاد صاحب اُٹھ کر پھر جمشید صاحب کے کمرے میں آ گئے۔ اسپتال کے ڈاکٹر کو جب یہ پتا چلا کہ دوسرے دن اس مریض کو اسپتال سے رُخصت کر دیا جائے گا تو اس نے ڈاکٹر صمدانی سے جا کر کہا۔ "مریض کا اپنے جانے پہچانے ماحول اور اپنے رشتے داروں کی صحبت میں رہنا تو اچھا ہے لیکن پولیس کا کیا ہوگا؟ کیونکہ پولیس مریض کا بیان لینا چاہتی ہے۔ اس لیے اگر پولیس اجازت دے تب ہی ہم انہیں رخصت کر سکتے ہیں۔"

"پولیس ایک یادداشت کھوئے ہوئے آدمی سے کیا بیان لے گی؟" ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ "مریض کو علاج سے فارغ نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس کے بہترین مفاد میں اسے دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا ہے۔ آپ پولیس کو یہ بات سمجھا دیں ضروری ہوا تو کل صبح میں خود ان سے بات کر لوں گا۔ او کے۔"

"تھینک یو سر۔"

جس وقت دونوں ڈاکٹر باہر باتیں کر رہے تھے اس وقت روبی وغیرہ نے اندر آ کر مریض سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں اپنی کسی بات کا جواب نہیں ملا تھا یوں لگ رہا تھا کہ بستر پر لیٹے ہوئے جمشید صاحب نے ان کی آوازیں سنی ہی نہ ہوں پھر جب انہوں نے دوسرے دن گھر چلنے والی بات کہی تب بھی مریض کی جانب سے نہ تو کوئی جواب ملا اور نہ ہی کوئی تاثرات نظر آئے۔

مریض کے کپڑوں کا ایک پیکٹ فاخرہ بیگم کو دیا گیا۔ اس کے بعد وہ تینوں دوسرے دن آنے کا کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ گھر واپس آتے ہی روبی نے سب سے پہلے بہری نوکرانی کو کچھ پکانے کے لیے کہا۔ کیونکہ اسے شدت سے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ صبح سے

فاخرہ بیگم نے بھی کچھ کھایا نہیں تھا لیکن اب ذرا پریشانی دور ہوئی تو انہیں بھوک یاد آ گئی تھی۔ کھانا تیار ہونے سے پہلے روبی نے نوکرانی کو چائے ناشتا دینے کے لیے کہا اور خود اوپر چلی گئی۔ فاخرہ بیگم اور سجاد صاحب نچلے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ہی باتیں کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ یہ جاوید کا فون تھا۔ روبی نے اسے اسپتال میں ہونے والی تمام باتوں سے آگاہ کر دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ کل صبح اس کے ڈیڈی کو اسپتال سے رخصت کر دیا جائے گا اور وہ گھر آ جائیں گے۔ روبی نے اس سے یہ بھی کہا کہ اگر وہ تھکا ہوا ہو تو گھر آ کر ملنے کی ضرورت نہیں ہے' دوسرے دن بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔ لیکن دوسری جانب سے جاوید نے کہا کہ وہ ایک چکر تو آج ہی لگائے گا۔ اتنا کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا تھا۔

''روبی' ذرا اپنے ڈیڈی کے خون آلود کپڑوں کا پیکٹ تو کھولو۔'' فاخرہ نے آ کر روبی سے کہا۔ ''دوسری چیزیں رکھ دو اور کپڑوں کو دھونے کے لیے ڈال دو۔''

روبی نے پیکٹ کھولا تو اس کے اندر کی چیزیں اور کپڑوں کو دیکھ کر اس کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی' اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''ارے یہ کیا؟ یہ کپڑے تو ڈیڈی کے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ چیزیں ڈیڈی کی ہیں۔''

سجاد صاحب اور فاخرہ بیگم نے بھی قریب آ کر ان چیزوں کو بڑی حیرت سے دیکھا۔

روبی' ساری چیزوں کو سینٹرل ٹیبل پر رکھتی ہوئی بولی۔ ''یہ پتلون یہ شرٹ اور یہ سگریٹ کا پیکٹ یہ رومال۔ اس میں سے کوئی بھی چیز ڈیڈی کی نہیں ہے' ڈیڈی تو سوٹ پہن کر باہر گئے تھے اور یہ...... یہ''

سستے کپڑے کی پتلون اور ایک سوتی قمیص جن کے ساتھ ایک سستا رنگین رومال بھی سستے برانڈ کا تھا۔ پرس کی جگہ ایک پلاسٹک کے ٹکڑے میں کچھ روپے۔ تھوڑی ریزگاری اور جمشید صاحب کی ایک تصویر بھی تھی۔

''لگتا ہے کپڑوں کا یہ پیکٹ تبدیل ہو گیا ہے روبی......'' فاخرہ بیگم نے ساری چیزوں کو دیکھنے کے بعد کہا۔ ''سب چیزیں واپس پیکٹ میں رکھ دو۔ کل صبح اسپتال جائیں گے تو واپس کر دیں گے۔''

''لیکن اگر ایسی بات ہوتی تو ڈیڈی کی تصویر اس میں سے کیسے نکلتی؟'' روبی نے کہا۔

''ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔''

''مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔'' سجاد صاحب بولے۔

روبی نے ان سب چیزوں کو پھر سے پیکٹ میں باندھ کر ایک کونے میں رکھ دیا۔ اور ٹھیک اس وقت کال بیل کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔ روبی نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے سب انسپکٹر ریاض کھڑا تھا۔ جوان سے ملنے آیا تھا۔ روبی نے اسے اندر آنے کے لیے کہا۔ کمرے میں آتے ہی وہ اس طرح بولا جیسے سب سے پہلے معافی مانگ رہا ہو۔ ''میں آپ لوگوں کو پریشان کرنے اور کوئی سوال پوچھنے نہیں آیا ہوں۔ دراصل اس کیس سے میرا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں تو صرف اپنے اطمینان کے لیے اس میں دلچسپی لے رہا ہوں اور آپ سب کی مدد کے لیے ہی یہاں آیا ہوں۔''

''تشریف رکھیے۔'' سجاد صاحب نے اس سے کہا تو سب آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

''مسز جمشید۔'' سب انسپکٹر ریاض نے فاخرہ بیگم سے کہا۔ ''اب میں اپنی تفتیش کے بعد یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے شوہر کا ایکسیڈنٹ سورج نکلنے سے قبل ہوا تھا اور صبح کے آٹھ بجے آپ اور پھر آپ کی بیٹی مس روبی نے جس شخص سے فون پر بات کی تھی۔ وہ آپ کے شوہر نہیں تھے بلکہ ان کی آواز میں بات کرنے والا وہ کوئی اور ہی شخص تھا۔ بناوٹی آواز کا استعمال کرنے والے شخص کی نیت ضرور خراب لگتی ہے۔ مجھے اس شخص کو پکڑنے اور اس کا مقصد جاننے میں ہی دلچسپی ہے۔ ممکن ہے یہ کام ایک سے زیادہ لوگوں کا بھی ہو اور جس شخص نے پنڈی سے سجاد صاحب کے منشی کی آواز میں فون کیا تھا اور پھر مسٹر جمشید بن کر آپ سے بات کی تھی۔ وہ یقیناً کوئی ایسا شخص ہوگا جو ان دونوں آوازوں سے خوب اچھی طرح واقف ہوگا۔ اب یہ بتائیے کوئی ایسا شخص آپ کے خاندان میں یا دوستوں میں ہے جو ریڈیو یا اسٹیج کے فنکاروں کی طرح مختلف آوازوں میں بول سکتا ہو؟''

''نہیں ایسا تو کوئی نہیں ہے۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''شاید وہ آپ کے ماموں شفیق کا کوئی آدمی ہو؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''شاید ہو۔'' فاخرہ بیگم نے جواب دیا۔ ''لیکن ایسا آدمی میرے شوہر اور سجاد صاحب کے منشی رحیم داد کی آواز کیسے نکال سکتا ہے؟ وہ آوازیں اگر نقلی تھیں تو پھر یقیناً ایسی کامیاب نقل کرنے والے شخص نے ان دونوں آوازوں کا گہرا مشاہدہ کیا ہوگا اور اس کے لیے اس نے کافی مشق بھی کی ہوگی اور اس کا موقع صرف نزدیک رہنے والے شخص کو ہی مل سکتا ہے۔ کسی اجنبی کو یہ موقع تو مل ہی نہیں سکتا۔''

"ہوسکتا ہے کہ شفیق کے کسی آدمی نے نزدیک رہ کر آوازوں کا مشاہدہ کیا ہو جس کا علم آپ کو بھی نہ ہو سکا ہو۔ یہ کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے۔ دو چار بار آپ کے شوہر کو کسی سے بات کرتے دیکھ کر اُن کی نقل کر لینا ایسے فن کاروں کے لیے بہت آسان سی بات ہوتی ہے۔"

"ممکن ہے لیکن شفیق تو پچھلے چند دنوں سے حوالات میں ہے۔" فاخرہ نے کہا۔

"لیکن آواز کی نقل اُتارنے والا شخص تو حوالات میں نہیں ہے۔" انسپکٹر ریاض نے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ شفیق اپنے لوگوں سے یہ بلیک میلنگ کا کام کرا رہا ہو اور خود پر کسی کو شک نہ ہو اس لیے چھوٹا موٹا کوئی جرم کر کے حوالات میں ہو گیا ہو؟"

"میرا خیال ہے آپ کا اندازہ درست ہے۔" فاخرہ بیگم نے دھیان سے اُس کی بات سُنی اور پھر کچھ سوچ کر بولی۔ "وہ ایسا ہی آدمی ہے جو یہ سب کر سکتا ہے۔"

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ ایسا کر کے اپنے کس جُرم پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے؟ یا اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟" ریاض نے کہا۔

"مقصد مجھے ڈرانا اور خوف زدہ کرنا بھی ہوسکتا ہے اور پیسا نکلوانا بھی ہوسکتا ہے۔" فاخرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ یہ کام شفیق کا ہی ہوسکتا ہے۔"

تو آپ بھی متفق ہیں کہ شفیق نے اپنے کسی اداکار دوست کے ذریعے یہ فون کرایا ہوگا؟" سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا اور بولا۔ "اب یہ بتایئے کہ آپ ایسے کسی آدمی کو جانتی ہیں؟"

"نہیں..... لیکن فلموں کی ڈبنگ کرنے والے ایسے بہت سے آرٹسٹوں سے شفیق ضرور واقف ہوگا۔" فاخرہ نے بتایا۔ "ہوسکتا ہے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہو؟"

"سوری انسپکٹر صاحب۔" روبی درمیان میں بول پڑی۔ "میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ اس کیس میں اتنی ذاتی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟"

"میں نے تو یہ پہلے ہی بتا دیا ہے کہ مجھے محکمے کی جانب سے اس کیس کے لیے کوئی ذمے داری نہیں سونپی گئی ہے۔" سب انسپکٹر ریاض نے جواب دیا۔ "اور ذاتی طور پر دلچسپی لینے کی وجہ یہ ہے کہ میں جلد سے جلد اصل مجرم کو ڈھونڈ لینا چاہتا ہوں۔ ٹیلی فون پر دوسروں کی آواز کی نقل کر کے دھوکا دینے والوں کو پکڑنا اب ضروری ہو گیا ہے۔ ویسے مس روبی میں نے سنا ہے کہ آپ جاسوسی ناولیں بہت پڑھتی ہیں۔ ہے نا؟"

"ہاں..... تو؟"

"اس قسم کی کہانیوں میں اکثر پرائیویٹ جاسوس کا ایک کردار ہوتا ہے۔ تو بس سمجھ لیجیے کہ میں بھی ایک ایسا ہی کردار ہوں۔ اور چونکہ آپ کو اور مجھے بھی مجرم کو پکڑنے میں دلچسپی ہے۔ اس لیے میں ضروری معلومات کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ مجھے پولیس کا انسپکٹر نہ سمجھ کر ایک پرائیویٹ جاسوس ہی سمجھ لیں، تو یہ معاملہ آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" روبی نے کہا۔ "اب سنیے، ہمیں اسپتال سے ڈیڈی کے جو کپڑے دیے گئے ہیں، وہ کپڑے اور دوسری چھوٹی موٹی چیزیں میرے ڈیڈی کی نہیں ہیں۔"

"کیا؟" سب انسپکٹر ریاض چونک پڑا۔ "ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟"

"ایسا ہی ہوا ہے۔" روبی نے کہا۔ "کپڑوں کے ساتھ ایک پرس بھی ہے جو میرے ڈیڈی کا نہیں ہے لیکن اس پرس کے اندر جو تصویر ہے وہ میری ڈیڈی کی ہی ہے۔" اتنا کہہ کر روبی نے اُٹھ کر وہ ساری چیزیں سب انسپکٹر ریاض کو دکھا دیں۔ انسپکٹر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "رات کے وقت اگر کسی سنسان جگہ پر ایسا کوئی حادثہ پیش آ جائے اور کسی شریف آدمی کی بجائے کسی چور کی نظر پڑ جائے تو وہ یقیناً اپنا ہاتھ دکھانے سے نہیں چُوکتا۔ اس لیے جمشید صاحب کو بے ہوش پا کر کسی نے اُن کی جیب سے ان کا بٹوہ وغیرہ نکال لیا ہوگا۔ اور ان کی تصویر کو اپنے پرانے پرس میں رکھ کر ان کا پرس لے اُڑا ہوگا یہ بھی ممکن ہے۔"

"چلیے یہ تو ہوسکتا ہے لیکن اُن کپڑوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ چور نے اپنے کپڑے ڈیڈی کو پہنا دیے اور ان کے کپڑے خود پہن کر چلا گیا؟"

"وقت اور موقع ہو تو ایسے لوگ کپڑے اُتارنے سے بھی باز نہیں آتے۔ حادثے کے وقت کار کافی دُور سڑک سے نیچے آ گئی تھی۔ اس لیے اگر کوئی کپڑے بھی چرانا چاہتا ہو تو اسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔" سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔

"یقین تو نہیں آتا۔ مگر شاید ایسا ہی ہوا ہو۔" روبی نے کہا۔ "لیکن یہ بات پھر بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ چور اتنا ہوشیار ہونے کے باوجود ڈیڈی کی تصویر وہیں چھوڑنا کیوں بھول گیا؟"

"شاید اس نے جان بوجھ کر نہ چھوڑی ہو۔" سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ "تاکہ پولیس کو تلاش کرنے میں دشواری ہو اور ذرا دیر بھی لگ جائے۔ یا پھر وہ جلد بازی میں اسے بھی ساتھ لے گیا ہو مگر یہ تو میرا ایک اندازہ ہے مس روبی۔ کچھ بھی ہو لیکن اب ہمیں نقلی آواز

نکالنے والے آدمی کے ساتھ ایک چور کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

"ہاں یہ ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس لیے مان لیتی ہوں۔" روبی نے ایک گہرا سانس لے کر کہا۔ "لیکن چوری والی بات سچی ہی ہوگی' یہ میں نہیں مان سکتی۔"

"میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ میرا ایک اندازہ ہے کیونکہ چوری ہونے کا ثبوت میرے پاس بھی نہیں ہے۔" انسپکٹر نے کہا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے اور اطمینان سے سوچنے کے بعد مجھے یقین ہے کہ یہ گڑبڑ بھی دُور ہو جائے گی۔ اب تک تو ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ سارا کام شفیق کا ہی ہے اور حادثے کے بعد اسی نے یہ چوری وغیرہ کی ہوگی۔"

"مسٹر ریاض۔" فاخرہ بیگم نے اچانک ہی کہا۔ "مجھ سے جو آپ جاننا چاہتے ہیں اس پر بات ہم اُن کی یادداشت واپس آنے پر کریں گے۔ آپ کو معلوم تو ہوگا ہی کہ وہ ہوش میں آ چکے ہیں لیکن یادداشت کھو چکے ہیں۔"

"ہاں۔ یہاں آنے سے قبل مجھے یہ بات معلوم ہوگئی تھی۔ اور ڈاکٹر نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ کل سے گھر پر آ جائیں گے۔ ویسے وہ آپ لوگوں کے فیملی فرینڈ نظر نہیں آ رہے ہیں؟" سب انسپکٹر ریاض نے جاوید کے بارے میں پوچھا۔

"آپ جاوید کے بارے میں پوچھ رہے ہیں نا؟" روبی نے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کا فون آیا تھا۔ اس کے کسی عزیز کا انتقال ہوگیا۔ اس لیے وہ قبرستان گیا ہے۔ تھوڑی دیر میں آ جائے گا۔"

"اچھی بات ہے تو اب میں چلتا ہوں۔" انسپکٹر نے کہا۔ "آپ لوگوں کو اگر کوئی اعتراض نہ ہو تو جمشید صاحب کے آ جانے کے بعد کل میں ایک چکر لگا لوں؟"

"ضرور آ جائیں۔" فاخرہ بیگم نے کہا۔ تو سب انسپکٹر ریاض اٹھ کھڑا ہوا اور ٹھیک اسی وقت جاوید کمرے میں داخل ہوا اور سب انسپکٹر ریاض سے ہاتھ ملانے لگا تو انسپکٹر نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ "مجھے اس بُری خبر پر بہت افسوس ہے۔"

"بری خبر؟" جاوید چونک پڑا۔

"ہاں مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے کسی عزیز کا انتقال ہوگیا ہے۔"

"ہاں ہاں۔" جاوید کو یاد آ گیا۔ "اس لیے مجھے سب کو چھوڑ کر جانا پڑا تھا لیکن یہ بہت زیادہ افسوس ناک بات نہیں ہے کیونکہ وہ بہت بیمار تھے اور مجھے صرف تعلقات کی خاطر جانا پڑا تھا۔"

"پھر بھی تمہیں آنے میں کافی دیر لگ گئی۔" روبی نے کہا۔

"کیا کروں؟ شام کے وقت سڑکوں پر ٹریفک کا اس قدر رش ہوتا ہے کہ وقت پر کہیں پہنچا ہی نہیں جاتا۔" جاوید نے جواب دیا۔ "ویسے شکر ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تک جانا پڑا تھا اگر میانی صاحب تک جانا ہوتا تو اب تک واپسی نہ ہو پاتی۔"

"اچھا خدا حافظ۔ میں چلتا ہوں۔" سب انسپکٹر ریاض نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

فاخرہ بڑی دیر سے کچھ سوچ رہی تھی۔ انسپکٹر کے چلے جانے کے بعد اس نے روبی کی طرف دیکھا اور بولی۔ "مجھے یقین نہیں ہے۔ نقلی آواز والی بات تو میں مان ہی نہیں سکتی۔ انسپکٹر کے کہنے کے مطابق یہاں سے روانہ ہونے کے دو گھنٹے بعد ہی ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اس لیے اغوا والی بات بالکل جھوٹی تھی اس پر بھی یقین کرنا مشکل ہے۔ خیر انسپکٹر جو سوچتا ہے اُسے سوچنے دو ہمیں تو اپنے طور پر ہی سوچنا ہوگا۔"

"ایک اور بات بھی دھیان میں رکھنی ہوگی۔" سجاد صاحب نے کافی دیر بعد کہا۔ "پولیس والوں پر کبھی بھروسا نہیں کرنا چاہیے سچی بات اگلوانے کے لیے وہ اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔"

"لیکن اصل حقیقت کیا ہے یہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے نہیں سوچ سکتے۔ جب تک ڈیڈی کو ساری بات یاد نہیں آ جاتی اس وقت تک تو انتظار کرنا ہی پڑے گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ اپنے اغوا کی بات تو تمہارے ڈیڈی ہی بتا سکتے ہیں۔" فاخرہ نے کہا۔ "پھر بھی ہمیں انسپکٹر ریاض کو ایک دوسری راہ پر جان بوجھ کر نہیں ڈالنا چاہیے۔ پولیس کے محکمے میں اگر کوئی ہمارا دوست ہو تو ہمارے لیے کچھ آسانی ہو جائے گی۔"

"اس نے چونکہ خود ہی دوستانہ لہجے میں بات کی تھی اس لیے میں نے بھی کپڑوں والی بات کو چھپانا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کے ساتھ دوستانہ رشتہ قائم کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نظر نہیں آتا۔" روبی نے کہا۔

"یہ آپ لوگ کس رشتے اور کس کے کپڑوں کی بات کر رہے ہیں؟" جاوید نے حیرت سے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میری تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا۔"

اس کی بات سن کر روبی نے اسے تفصیل سے یہ بات بتا دی کہ انسپکٹر ریاض یہاں کیوں آیا تھا۔ روبی نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ انسپکٹر ریاض کی یہاں آمد جاوید کو پسند نہیں آئی تھی۔

"کچھ بھی ہو۔" جاوید نے اس کی بات سن کر کہا۔ "لیکن اس کا ذاتی طور پر یہاں آنا اور اس معاملے میں دلچسپی لینا مجھے ذرا بھی اچھا نہیں لگا۔ اور میں سجاد انکل کی اس بات سے متفق ہوں کہ پولیس کے آدمیوں سے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے۔ اس کے علاوہ مجھے تو اس بات پر یقین نہیں ہے کہ تمہارے ڈیڈی کے کپڑے وغیرہ چوری ہوئے ہوں گے۔"

اگر ایسا نہیں ہے تو ڈیڈی کے جسم پر دوسرے کسی کے کپڑے کیسے آ گئے؟" روبی نے پوچھا۔

"یہ معلوم کرنا پولیس کا کام ہے۔" جاوید نے کہا۔ "ہمیں صرف یہی کہنا ہے کہ یہ کپڑے جمشید صاحب کے نہیں ہیں۔ پھر اُن کو جو کرنا ہے وہ کریں گے لیکن یہ انسپکٹر ذاتی طور پر یہاں آئے اور ہم لوگوں سے تعلقات بڑھائے' اس پر مجھے سخت اعتراض ہے۔ اب آئندہ وہ آئے تو اسے منع کر دینا۔ کچھ پوچھے تو صاف کہہ دینا کہ جس شخص کا تعلق کیس سے نہیں اس کے سوالوں کا جواب ہم نہیں دینا چاہتے۔"

"لیکن کیوں؟" روبی نے کہا۔ "ایک پولیس افسر کو ہم کیسے منع کر سکتے ہیں؟"

"دیکھو روبی وہ آدمی شکل صورت سے اچھا آدمی نہیں لگتا۔" جاوید نے کہا۔ "اور اس کا گھر والوں سے زبردستی تعلقات پیدا کرنا بھی مجھے اچھا نہیں لگتا۔ بس فی الحال تم اتنا ہی سمجھ لو تو کافی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ انسپکٹر ریاض میرا کوئی رشتے دار نہیں ہے کہ میں اس کی طرف داری کروں۔" روبی ناراض لہجے میں بولی۔ اور ٹھیک اُسی وقت بہری نوکرانی نے آ کر اطلاع دی کہ کھانا تیار ہے۔

☆=====☆=====☆

انسپکٹر ریاض کے ساتھ زیادہ تعلقات نہ بڑھانے کی بات جاوید نے کھانے کی میز پر بھی جاری رکھی۔ اغوا والی بات پولیس سے خفیہ رکھی گئی تھی اور یہ جھوٹ بولا گیا تھا کہ پنڈی پہنچ کر جمشید صاحب نے روبی کے ساتھ فون پر بات کی تھی۔ ان دونوں باتوں نے اب کتنی مشکلات پیدا کر دی تھیں اس کا بھی جاوید نے ذکر کیا۔ اور اس نے روبی وغیرہ کو یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ جمشید صاحب کے واپس آ جانے کی خوشی میں کوئی ایسی ویسی بات مُنہ سے نہ نکال بیٹھیں۔ جس سے پولیس کسی غلط فہمی میں پڑ جائے۔

کھانا کھانے کے بعد جب جاوید اپنے گھر جانے لگا اور اجازت لیتے ہوئے بولا۔

"میں اب گھر جاؤں گا آپ لوگ بھی تھکے ہوئے ہیں آرام کریں' اتنا کہہ کر اس نے روبی سے کہا۔ "بھئی اگر آئس کریم کھانی ہے تو چلو تھوڑی سیر بھی کر لیں۔"

"تھوڑی نہیں۔" روبی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پورے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر لے جاؤ گے اور جتنی آئس کریم کھاؤں اتنی کھلاؤ گے تو میں چل سکتی ہوں۔"

"منظور ہے چلو۔" جاوید نے کہا تو سب کھانے کی میز پر سے اُٹھ گئے۔ سجاد صاحب گیسٹ روم کی جانب بڑھ گئے اور فاخرہ بیگم اوپر جانے کے لیے زینے کی طرف چلی گئی۔ جب کہ روبی اور جاوید باہر نکل گئے اور جاوید کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ کار ابھی تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ اچانک جاوید نے کار کو یوٹرن' کیا اور کار واپس آنے لگی تو روبی نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ ہم آئس کریم کھانے نہیں جا رہے ہیں۔"

جاوید نے بنگلے کے قریب ایک اندھیری جگہ پر گاڑی کو روک دیا۔ یہاں سے بنگلے کا پھاٹک صاف نظر آ رہا تھا۔ گاڑی کا انجن بند کرنے کے بعد اس نے روبی سے کہا۔

"ہم فاخرہ کو یہاں سے دیکھ سکیں گے۔ اگر وہ فرار ہونا چاہتی ہے تو دس پندرہ منٹ کے اندر ضرور باہر آئے گی اور اگر وہ نہ آئی تو پھر اس پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

لیکن جب آدھا گھنٹا گزر جانے کے بعد بھی فاخرہ باہر نہیں نکلی تو روبی نے کہا۔ "لگتا ہے روپے لے کر بھاگنے کا ارادہ شاید اس نے ملتوی کر دیا ہے۔ یا شاید کوئی نئی چال سوچ رہی ہو۔ بہر حال چلو مجھے گھر چھوڑ دو۔"

"اب ہم آئس کریم کھا سکتے ہیں۔" جاوید نے کہا۔

"چلو۔"

"شکر ہے۔ آج میں آرام سے سو سکوں گا اور تم بھی۔" جاوید بولا اور کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ روبی بھی اس کو دیکھ کر ہنس رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ آئس کریم کے لیے ایک کولڈ اسپاٹ پر آ گئے۔ دونوں کار سے اُتر کر چھوٹی سی میز کے گرد بیٹھ گئے تو جاوید بولا۔ "تم آرڈر دے دو۔ میں ایک فون کر کے آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ کاؤنٹر پر چلا گیا اور روبی کے گھر کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پھر وہ پانچ منٹ تک فاخرہ سے باتیں کرتا رہا اور جب وہ فون رکھنے لگا تو دوسری جانب سے فاخرہ نے کہا۔ "تمہارا بہت بہت شکریہ جاوید۔ میں ہوشیار رہوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کل صبح کو گھر آ رہا ہوں وہاں سے سب مل کر اسپتال جائیں گے۔"

"اوکے۔" کہہ کر فاخرہ بیگم نے دوسری جانب سے فون بند کر دیا۔

"مجھے تمہیں ایک اہم اطلاع دینی ہے۔" جاوید واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کیا؟" روبی نے پوچھا۔

"میرے جس عزیز کا آج انتقال ہوا تھا۔ وہ دور کا ہی عزیز تھا لیکن میری خالہ سے اس کی رشتہ داری تھی۔ میرے والد کی بھی اس سے گہری دوستی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی کافی محبت کرتے تھے۔ اور تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی روبی کہ اللہ میاں جب کسی کی مدد کرتا ہے تو چھپر پھاڑ کر کرتا ہے۔ وہ بزرگ مرتے مرتے مجھ پر ایک بڑا احسان کر کے گئے ہیں۔ یعنی اپنی وصیت میں اپنی جائیداد کا ایک بڑا حصہ میرے نام کر گئے ہیں۔"

"کیا کہہ رہے ہو تم؟" روبی نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں روبی۔ میرا خیال ہے کم از کم دس بارہ لاکھ تو ملیں گے ہی۔" جاوید بولا۔ "اور اب تمہارے ڈیڈی ہماری شادی کی اجازت ضرور دے دیں گے۔ اس کے لیے میں کیا کروں گا جانتی ہو؟"

"کیا کرو گے؟"

"وہ روپیا میں تمہارے ڈیڈی کے کاروبار میں لگا دوں گا۔" جاوید نے کہا۔ "میں انہیں یقین دلا دوں گا کہ تم نے کسی پھکڑ آدمی کو پسند نہیں کیا ہے اور تمہیں خوش رکھنے کی طاقت مجھ میں ہے۔"

"اگر ایسا ہوگیا تو یقیناً ڈیڈی کی مخالفت کچھ کم ہو جائے گی۔" روبی نے اپنی خوشی کو چھپانے کی کوشش کی اور بولی۔ "میں تو روپے پیسے کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی لیکن بڑے بزرگ اپنے طور پر سوچا کرتے ہیں۔ خوش رہنے کے لیے تو زندگی میں بس پیار کی ضرورت ہے محض دولت سے آدمی خوش نہیں رہ سکتا لیکن جاوید اس وصیت میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوگی نا؟"

"میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا۔" جاوید نے کہا۔ "ویسے یہ بات تو مجھے آج ہی معلوم ہوئی ہے۔ پوری تفصیل دو ایک روز میں سامنے آ جائے گی۔"

"ان کا کوئی اور قریبی عزیز اعتراض تو نہیں کرے گا؟" روبی نے تسلی کے لیے پوچھا۔

"ان کا اور کوئی قریبی عزیز تو ہے ہی نہیں۔" جاوید بولا۔ "میری خالہ مجھے اپنا ہی بیٹا سمجھتی ہے اسی لیے تو خالہ کی بجائے انہوں نے جائیداد میرے نام کر دی ہے تاکہ میں دیکھ

بھال کر جو کرنا ہے کروں۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔" روبی نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ دوسرے روز ٹھیک صبح کے آٹھ بجے جاوید روبی کے گھر پہنچ گیا اور پھر نو بجے تک سب اسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صمدانی اسپتال میں موجود تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ جمشید صاحب کے عزیز انہیں گھر لے جانے کے لیے آئے ہیں تو باہر نکل کر ان سے بولے۔

"انہیں کوئی خاص فرق نہیں پڑا ہے۔ میرا خیال تھا کہ رات کے آرام اور دوا سے وہ کچھ بہتر ہو جائیں گے۔ اور اب مجھے لگتا ہے انہیں دوا سے زیادہ آپ لوگوں کی قربت کی ضرورت ہے۔ اس طرح ان کی یادداشت بھی واپس آ جائے گی۔ کچھ نہ کچھ بہتری تو ضرور ہوگی اس کی مجھے امید ہے میں ساڑھے دس بجے تک فری ہوں۔ اس لیے یہ دیکھنے آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گا کہ مریض پر گھر کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ایک بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے وہ اکتاہٹ محسوس کریں یا تھک جائیں۔ انہیں آرام کرنے دیں اور زیادہ سے زیادہ سوچنے کا موقع دیں چلیے اب اندر چلتے ہیں۔"

اندر آ کر ڈاکٹر صمدانی نے مریض سے کہا۔ "جمشید صاحب یہ آپ کی شریکِ حیات فاخرہ بیگم ہیں۔ یہ آپ کی بیٹی۔ یہ آپ کے دوست اور پارٹنر سجاد صاحب اور یہ جاوید ہے۔ یہ سب آپ کو اپنے گھر لے جانے آئے ہیں۔ چونکہ آپ کی طبیعت اب بہتر ہے اس لیے آپ کو اپنے گھر جانا پڑے گا۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں نا؟"

"سمجھ تو رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔" مریض نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "لیکن آپ کہتے ہیں میری طبیعت اتنی اچھی نہیں لگتی ہے۔ مجھے اپنا گھر بھی یاد نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ میرے عزیز ہیں لیکن میں انہیں پہچان نہیں سکتا۔ کیا نام بتایا آپ نے اس لڑکی کا؟"

"آپ کو تو اپنا نام بھی یاد نہیں ہے۔" ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ "لیکن آپ کوشش کریں گے تو دھیرے دھیرے آپ کو سب یاد آ جائے گا۔ اب آپ کپڑے تبدیل کر کے تیار ہو جائیں۔" نرس نے جمشید صاحب کے ہاتھ میں وہ کپڑے رکھ دیے جو فاخرہ اپنے ساتھ لائی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب گھر پہنچ گئے۔

کار سے اُتر کر زینے پر چڑھتے وقت اور پھر اوپری منزل کے ڈرائنگ روم میں آ کر جمشید صاحب کیا کرتے ہیں یہ دیکھنے کے لیے ڈاکٹر صمدانی اور دوسرے لوگ انہیں بغور دیکھ

رہے تھے۔ بنگلے کے اندر قدم رکھتے ہی وہ پہلے تو ایک ایک چیز کو بغور دیکھتے رہے پھر ڈرائنگ روم کو چاروں طرف سے گھور گھور دیکھنے کے بعد وہ ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔ پھر انکار میں گردن ہلاتے ہوئے ڈاکٹر صمدانی سے بولے۔ ''نہیں مجھے یاد نہیں آتا کہ میں اس بنگلے میں پہلے کبھی رہ چکا ہوں۔ ممکن ہے کہ میں اسی گھر میں رہتا آیا ہوں لیکن مجھے یاد نہیں ہے۔ مجھے تو وہ جگہ بھی اب یاد نہیں ہے جہاں میں رہتا تھا مگر میں کوشش کروں گا ڈاکٹر، شاید دھیرے دھیرے مجھے یاد آجائے۔''

''ضرور یاد آجائے گا۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''آپ آرام سے سوچیں۔'' اتنا کہہ کر ڈاکٹر نے روبی کی طرف دیکھا تو وہ بولی۔ ''ڈیڈی آپ کیا پئیں گے۔ چائے یا کافی؟''

''چائے۔''

''کیسی بناؤں؟''

''کڑک اور میٹھی...... اسپتال میں جیسی ملتی تھی ویسی نہیں۔''

''اوکے ڈیڈی۔'' روبی نے کہا اور پھر ڈاکٹر صمدانی سے بولی۔ ''آپ کے لیے بھی؟''

''ہاں کڑک اور میٹھی۔'' ڈاکٹر صمدانی نے ہنس کر کہا۔ تو روبی نے بہری نوکرانی کو نیچے بھیج دیا۔

''اب ہم ایک کام کرتے ہیں مسٹر جمشید۔'' تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''وہ دیکھیے میز پر کاغذ قلم رکھے ہیں۔ آپ کاغذ پر کچھ لکھیں۔''

''کیا لکھوں؟''

''جو آپ کو اچھا لگے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''جو بات بھی آپ کو یاد آجائے۔ اور کچھ نہ یاد آئے تو اپنا اور ہمارا نام لکھ دیں۔ اپنے دستخط کردیں۔''

''دستخط؟'' جمشید صاحب چونک پڑے۔

''ہاں چیک پر اور دوسرے کاغذوں پر جیسے کرتے تھے وہی دستخط۔''

''لیکن مجھے تو یہ بھی یاد نہیں ہے کہ میں کیسے دستخط کرتا تھا۔ اپنا نام لکھ دوں؟''

''چلیے ایسا ہی کردیجیے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔

''لڑکی تمہارا کیا نام ہے روبی؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

روبی نے گردن ہلا کر ہاں میں جواب دیا۔ تو جمشید صاحب نے ڈاکٹر صمدانی کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''میرا خیال ہے پہلے مجھے سو سو بار یہ یاد کرنا چاہیے کہ روبی میری بیٹی ہے اور یہ

فاخرہ بیگم میری بیوی ہے۔ یہ سجاد بھائی میرے پارٹنر ہیں۔ مگر یہ جاوید...... کون ہو تم میرے۔'' انہوں نے جاوید کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''یہ جاوید روبی کا دوست ہے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے جواب دیا۔

''سمجھ گیا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''اب میں کوشش کرتا ہوں۔''

جمشید صاحب لکھنے لگے اور فاخرہ کے ساتھ روبی بھی جھک جھک کر اُن کی تحریر کو دیکھنے لگیں۔ کافی دیر تک وہ دونوں اُس تحریر کو دیکھتی رہیں۔ پھر فاخرہ نے ڈاکٹر صمدانی سے کہا۔

''تحریر ویسی ہی ہے ڈاکٹر ذرا معمولی سا فرق ہے۔ مگر یہ شاید ان کی طبیعت کی خرابی کا نتیجہ بھی ہوسکتا ہے۔''

''سن لیا آپ نے؟'' ڈاکٹر صمدانی نے جمشید صاحب سے کہا۔ ''اس گھر میں آپ کے ہاتھ کی تحریر موجود ہوگی۔ اسے بھی دیکھ لیں آپ اور پھر جواب دیں کہ آپ مسٹر جمشید ہیں یا نہیں؟''

''کیا میرے ہاتھ کی کوئی تحریر اس گھر میں ہے؟ کہاں ہے؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''آپ اپنے کمرے میں دیکھ لیں۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''میرا کمرا؟ کہاں سے میرا کمرا؟''

''ڈیڈی اس گھر میں آپ کا ایک الگ کمرا ہے۔ آپ خود ہی اپنا کمرا ڈھونڈ لیں۔'' روبی نے بغور جمشید صاحب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ سامنے والا کمرا ہی تو ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔

''نہیں وہ تو میرا ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''چلیے میں آپ کو آپ کے کمرے تک لے جاتی ہوں آپ وہاں اپنی چیزیں اور اپنے کاغذات وغیرہ دیکھ لیں۔''

جمشید صاحب اُٹھ کر فاخرہ اور روبی کے ساتھ ایک کمرے میں گئے لیکن وہاں پہنچتے ہی دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر کو دیکھ کر انہوں نے کہا۔ ''ارے یہ تو میری ہی تصویر ہے۔''

''آپ کے کمرے میں تو آپ ہی کی تصویر ہوسکتی ہے ڈیڈی۔'' روبی نے کہا۔

''اور اب یہاں آیئے۔'' فاخرہ نے ایک میز پر پڑے ہوئے فوٹو فریم کو اٹھا لیا اور بولی۔ ''یہ دیکھیے ہماری شادی کے وقت کی ایک تصویر یہ تصویر آپ کو اتنی پسند ہے کہ آپ اسے ہمیشہ اپنی میز پر رکھتے تھے۔''

''اب تو یاد آ رہا ہے نا کہ آپ جمشید صاحب ہیں؟'' ڈاکٹر صمدانی نے پیچھے آ کر کہا۔

''یہ سب تو دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ میں جمشید ہوں لیکن مجھے کچھ یاد نہیں ہے ڈاکٹر۔''

''جب آپ اپنے دل میں یقین کر لیں گے کہ آپ ہی جمشید ہیں تو آپ کو خود بخود سب یاد آتا جائے گا۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔

''یقین تو نظروں کے سامنے ہی ہے...... لیکن ڈاکٹر......''

''بس تو اس کو تسلیم کریں۔ آرام کریں اور سوچیں۔ پھر یاد کرنے کی کوشش کریں۔'' ڈاکٹر نے کہا۔ ''بہت سی باتیں ایسی ہیں جو آپ کو اپنے خاندان کے لوگوں کے ساتھ رہنے پر یاد آئیں گی۔ آپ کو اپنے ساتھ ہونے والا حادثہ بھی یاد آ جائے گا۔ کوئی ایک بات بھی یاد آ گئی تو آپ کو زیادہ یاد آنے میں بھی دیر نہیں لگے گی۔''

''ٹھیک ہے ڈاکٹر آپ جیسا کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا۔ اگر میں اپنی یادداشت کو واپس لانے کی کوشش نہیں کروں گا تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔'' جمشید صاحب نے عجیب بے بسی سے کہا۔ ''یہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں اپنی بیوی اور بیٹی کو بھی نہیں پہچان سکتا۔''

''آپ کو اپنے سر پر لگنے والی چوٹ کا علم ہے؟ آپ پنڈی جا رہے تھے اور آپ کو وہاں جلد سے جلد پہنچنا تھا۔ آپ تیز رفتاری سے کار چلا رہے تھے کہ اچانک ایک جگہ آپ کی کار سڑک پر سے اُتر گئی اور ایک پتھر سے ٹکرا گئی جس کی وجہ سے آپ کو چوٹ لگی اور آپ بے ہوش ہو گئے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے انہیں یاد دلانے کی کوشش میں کہا۔

''ایک منٹ ڈاکٹر......'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''میں پنڈی کیوں جا رہا تھا؟''

''آپ کے پارٹنر مسٹر سجاد کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔''

''یہ جھوٹ ہے ڈاکٹر...... وہ تو بالکل ٹھیک ٹھاک بیٹھے ہیں۔''

''مگر کسی نے فون پر آپ کو ان کے ہارٹ اٹیک کی جھوٹی اطلاع دی تھی۔'' ڈاکٹر بولا۔

''فون پر؟'' جمشید صاحب نے حیرت سے کہا۔ ''مگر کوئی ایسی غلط حرکت کیوں کرے گا؟''

''پلیز یہ سب باتیں آپ ابھی نہ کریں۔'' فاخرہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دھیرے سے بولی۔ ''جب آپ کی طبیعت ٹھیک ہو جائے تو یہ باتیں پھر ہو جائیں گی۔''

''لیکن جب میں یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو تم لوگ پھر مجھے روک دیتے ہو؟''

''ایسی بات نہیں ہے مسٹر جمشید آپ ذرا سکون سے سوچیں...... آہستہ آہستہ دماغ پر زیادہ زور نہ دیں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔

''لیکن مجھے کچھ یاد آتا نہیں ہے...... میں کیا کروں ڈاکٹر؟ مجھے یہ جھوٹی اطلاع کس نے دی تھی؟ اگر سجاد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا تو وہ اس وقت یہاں کیسے موجود ہیں؟ ڈاکٹر میرا خیال ہے کہ آپ لوگ کچھ بھول رہے ہیں۔ کچھ غلطی ہو رہی ہے آپ لوگوں سے اور مجھے وہ سمجھنا ہے۔ سمجھے آپ؟'' جمشید صاحب نے گھبرا کر کہا۔

''آپ اتنا تو سمجھ گئے ہیں نا کہ آپ مسٹر جمشید ہیں؟'' ڈاکٹر صمدانی نے پوچھا۔

''لگ رہا ہے کہ......'' جمشید صاحب بولتے بولتے رُک گئے۔

''بس بس۔ اب آپ اطمینان رکھیں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے ان کی بات کاٹ دی اور کہا۔ ''اب آپ اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھ کر تنہائی میں باتیں کریں۔ آپ نے انہیں پہلی بار کب اور کہاں دیکھا تھا یاد ہے؟''

''نہیں لیکن میرے والد نے مجھے دکھایا ہوگا اور شاید تب ہی پہلی بار میں نے انہیں دیکھا ہوگا۔'' جمشید صاحب نے جواب دیا۔

''مگر آپ کے والد کا انتقال آپ کی شادی سے پہلے ہو چکا تھا اور آپ نے اپنی بیگم سے محبت کی شادی کی تھی۔ اب آپ کو یہ خود یاد کرنا ہے کہ محبت کیسے ہوئی تھی اور پھر شادی کیسے ہوئی؟'' ڈاکٹر صمدانی نے انہیں سمجھایا۔

''ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب نے کہا اور پھر روبی کی طرف دیکھ کر بولے۔ ''ارے اس چائے کا کیا ہوا؟''

''چائے آتی ہی ہوگی۔'' روبی نے کہا۔ ''ویسے آپ مجھے میرے نام سے ہی پکاریں ڈیڈی اب چلئے ہم لوگ باہر بیٹھیں یا آپ دونوں کی چائے یہاں بھجوا دوں؟''

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''فاخرہ بیگم کی چائے بھی یہاں بھجوا دو تاکہ تمہارے ممی۔ ڈیڈی آرام سے باتیں کر سکیں۔ میں تو چائے پی کر چلا جاؤں گا۔'' اتنا کہہ کر ڈاکٹر صمدانی روبی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئے اور پھر چائے پینے کے بعد وہ چلے گئے۔

ڈاکٹر صمدانی کے جانے کے بعد سب انسپکٹر ریاض وہاں آ گیا اور روبی سے باتیں کرنے لگا۔ مگر ٹھیک اس وقت فاخرہ گھبرائی ہوئی اپنے کمرے سے باہر آئی اور وہ روبی سے بولی۔ ''روبی...... یہ جو شخص اندر کمرے میں بیٹھا ہے۔ یہ تمہارے ڈیڈی نہیں ہیں۔''

''کیا؟'' روبی چونک پڑی۔

''ہاں روبی۔ وہ تمہارے ڈیڈی سے مشابہت ضرور رکھتا ہے۔ مگر وہ تمہارا ڈیڈی نہیں

ہے۔''

☆=====☆=====☆

فاخرہ بیگم کے اس چونکا دینے والے انکشاف نے سب کو حیرت زدہ کر دیا۔ اور فاخرہ کہہ رہی تھی۔ ''میں سچ کہہ رہی ہوں روبی وہ تمہارے ڈیڈی نہیں ہیں اس کی اردو کی تحریر تمہارے ڈیڈی کی تحریر سے تھوڑی بہت ملتی ہے لیکن انگریزی کی تحریر بالکل مختلف ہے۔ میں نے اس سے انگریزی میں نام لکھنے کو کہا اس نے الگ الگ حروف میں نام لکھا تھا۔''

''یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔'' سجاد صاحب بولے۔

''دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ہنسنے بولنے کا انداز بھی مختلف ہے۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔ ''میں نے اس بات کو پہلے ہی نوٹ کیا تھا لیکن تنہائی میں باتیں کرنے کے بعد تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جس طرح تمہارے ڈیڈی بولتے تھے اس شخص کا لہجہ ویسا نہیں ہے۔''

''ہوں۔'' روبی گہری سوچ میں ڈوب کر بولی۔ ''اپنے کمرے میں اپنی نجی چیزوں کو دیکھ کر اس کے کیا تاثرات تھے؟ کوئی خاص بات محسوس ہوئی تھی؟''

''ہاں کمرے کی ایک ایک چیز کو اس نے اجنبی کی نگاہ سے دیکھا۔ اپنے میز کی دراز بھی وہ بہ مشکل کھول سکا تھا۔ وہ تو ہر چیز کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ تو بالکل اجنبیوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے تو اب اس آدمی سے ڈر لگنے لگا ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''مگر بھابی۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''دماغی کیفیت درست نہ ہونے کی وجہ سے اگر وہ اپنی چیزوں کو یا اپنے لوگوں کو پہچان نہ پا رہا ہو تو اس میں اس قدر پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے آپ کو ذرا صبر سے کام لینا چاہیے۔''

''لیکن وہ شخص مجھے بالکل پرایا لگتا ہے سجاد بھائی۔'' فاخرہ بولی۔

''جمشید صاحب کی بجائے کوئی دوسرا آدمی ہم میں آ گھسا ہے یہ ماننے کی بے وقوفی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں کرے گا۔ کیونکہ ہم سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ کون ہے؟ لیکن وہ خود کہتا ہے کہ میں جمشید نہیں ہوں لیکن کیا ہم سب اندھے ہیں کہ اس کی بات کو مان لیں؟ ہم سب اس کی ذہنی کیفیت کی وجہ سے بوکھلا گئے ہیں۔ اسی لیے بہتر طور پر سوچ نہیں پا رہے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہم سب لوگ اس کا چہرہ پہچانتے ہیں۔'' سجاد صاحب نے دلیل پیش کی۔

''لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہی لگ رہا ہے کہ یہ...... یہ شخص کوئی دوسرا ہی آدمی ہے۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''یہ ناممکن ہے۔'' سجاد صاحب نے کہا۔

''شاید ممکن ہے۔'' جاوید جو ابھی تک چپ بیٹھا تھا بول پڑا۔ ''ایک ہی شکل صورت کے دو آدمی ہو سکتے ہیں۔''

''یہ سب فلموں میں ہوتا ہے جاوید۔'' روبی جاوید کی بات سن کر چڑ گئی اور بولی۔ ''اور پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم سب ہی لوگ ڈیڈی کو پہچاننے میں غلطی کر رہے ہوں؟ ایک جیسی شکل صورت میں بھی کچھ فرق ہوتا ہے۔''

''تو پھر پہلے ہمیں یہ فرق ڈھونڈنا پڑے گا۔'' جاوید بولا۔ ''اندھے کی طرح ہمیں یہ یقین نہیں کر لینا چاہیے کہ یہ شخص جمشید انکل ہی ہے آپ کا کیا خیال ہے مسٹر ریاض؟'' جاوید نے اپنے ناپسندیدہ شخص سے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

''ایک جیسی صورت شکل کے لوگ ہوتے ہیں اس سے تو بالکل ہی انکار نہیں کیا جا سکتا۔'' انسپکٹر ریاض نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ ''لیکن اس معاملے میں ایسی کسی بات کی توقع مجھے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شخص اگر جمشید صاحب کا ہم شکل ہوتا تو بھی آپ لوگوں میں سے کوئی تو اسے دیکھتے ہی سمجھ جاتا۔''

''میں بھی اب یہی سوچ رہی ہوں۔'' روبی نے کہا اور پھر جاوید اور فاخرہ کی جانب دیکھ کر بولی۔ ''ریاض صاحب کی بات میں وزن ہے۔ آپ لوگوں کا خیال ہے؟''

''میرا اس کے سوا کوئی اور خیال نہیں ہے۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔ ''یہ شخص کوئی اور ہی ہے۔''

''میں تمہارے انکار کی وجہ سمجھتی ہوں۔'' یکایک روبی ناراض لہجے میں بولی۔ ''تم تو دل سے یہ چاہتی تھیں کہ ڈیڈی اب کبھی واپس نہ آئیں لیکن وہ آ گئے۔ اب ہم سب لوگوں کی طرح تم بھی اس حقیقت کو تسلیم کر لو اور کوئی نئی چال چلنے کی کوشش مت کرو۔''

''رو...... بی......''

''مت چلاؤ فاخرہ بیگم۔'' روبی سانپ کی طرح پھنکار کر بولی۔ ''ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو کہ تم ڈیڈی کو نہیں پہچان سکی ہو؟''

''اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ یہ آدمی مجھے مشکوک لگتا ہے۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔

"روبی بیٹی...... تمہیں ہر کسی کی موجودگی میں بھابی سے ایسی باتیں نہیں کرنا چاہیے۔"
سجاد صاحب نے روبی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔"بولنے سے پہلے ذرا......"

"لیکن انکل یہاں انسپکٹر ریاض کے سوا باقی سب گھر کے ہی لوگ ہیں۔" روبی نے سجاد صاحب کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔"ڈیڈی کی گمشدگی کی رپورٹ کے ساتھ میں نے فاخرہ بیگم پر اپنے شک کا اظہار انھی کے سامنے کیا تھا۔ اس لیے اگر دیکھا جائے تو یہ بھی اس معاملے سے انجان نہیں ہیں۔ میرے ڈیڈی حقیقت میں میرے ڈیڈی نہیں ہیں اگر فاخرہ بیگم کو ایسا لگتا ہے تو وہ اس کا کوئی ثبوت پیش کرے۔"

"میں ایسا کوئی ثبوت تو پیش نہیں کر سکتی۔" فاخرہ بیگم نے کہا۔"لیکن جاوید کے کہنے کے مطابق مجھے کسی پر اندھا بھروسا کرنے کی بجائے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

"تو پھر ہوشیار رہنا؟ اس اجنبی کو کمرے میں اکیلا چھوڑ کر کیوں یہاں آئی ہو؟" روبی نے تیوریوں پر بل ڈال کر کہا۔"الماریوں کی چابیاں بھی وہیں پڑی ہیں اور میز کی درازیں بھی تم نے کھول رکھی ہوں گی۔ کوئی قیمتی چیز یا کاغذ وہ گم کر دے تو؟ لیکن نہیں تمہیں تو یقین ہے کہ گھر میں کوئی چور بدمعاش نہیں گھسا ہوا ہے۔ ڈیڈی ہی واپس آئے ہیں۔"

"روبی یہ کیا بول رہی ہو تم؟" جاوید نے ذرا سخت لہجے میں کہا۔"آج تک میں ہر معاملے میں تمہارا ساتھ دیتا ہوا آیا ہوں لیکن آنٹی سے ثبوت مانگنے کی بات مجھے پسند نہیں آئی ہے۔ خود ہمارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ آدمی جمشید صاحب ہی ہیں۔ اس لیے تم زیادہ جذباتی نہ ہو جاؤ ہمیں ان کی یادداشت واپس آنے تک انتظار کرنا ہوگا یہی ایک راستہ ہمارے پاس ہے۔"

"تم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟" روبی نے کہا۔"تمہیں یہی ثبوت چاہیے نا کہ گھر میں آیا ہوا شخص میرا باپ ہے یا نہیں؟"

"یہ ثبوت صرف مجھے نہیں۔ بلکہ ہم سب لوگوں کو چاہیے اگر ہو تو......" جاوید بولا۔

"ہے۔" روبی نے کہا۔

"کیا تمہارے پاس ایسا کوئی ثبوت ہے؟"

"ہاں میرے پاس بھی ہے اور فاخرہ بیگم کے پاس بھی ہے۔" روبی نے کہا۔"لیکن پھر بھی اس کی خاموشی پر مجھے شک ہو رہا ہے کہ یہ کوئی نئی چال چل رہی ہے۔" اتنا کہہ کر روبی نے انسپکٹر ریاض سے کہا۔"مسٹر ریاض آپ کو اس بات میں ضرور دلچسپی محسوس ہوگی کہ میں

سچی ہوں یا جھوٹی۔ یہ بات ابھی سب کو معلوم ہو جائے گی۔"

روبی اپنی بات ختم کر کے جمشید صاحب کے کمرے کی طرف بڑھی اور دروازے پر کھڑی ہو کر جمشید صاحب کو پکارتے ہوئے بولی۔"ڈیڈی ذرا باہر تو آیئے۔" پھر وہ جاوید وغیرہ کی طرف مڑ کر بولی۔"جب میں چھوٹی تھی تو اکثر ڈیڈی کے ساتھ لگ کر سو جاتی تھی۔ اور یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کی بائیں پسلیوں کے اوپر یعنی بغل کے پاس ایک سیاہ مسہ تھا۔"

"ارے ہاں۔" فاخرہ بیگم کو جیسے یاد آ گیا۔"ان کی بائیں پسلیوں کے پاس مسہ ہے۔"

"مجھے بلایا تھا؟" جمشید صاحب نے آ کر کہا۔"میں ذرا کمرا دیکھنے اور وہاں کی چیزوں کو یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ سب لوگوں کے کہنے پر مجھے یقین تو ہو گیا ہے کہ میں کون ہوں؟ پھر بھی خود کو مطمئن کرنے کے لیے میں ذرا......"

"آیئے ڈیڈی یہاں بیٹھیے۔" روبی نے ایک صوفے کی جانب اشارہ کیا۔

"بیٹی تم مجھے ڈیڈی کہتی ہو تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے لیکن مجھے یہ یاد ہی نہیں آتا کہ تم میری بیٹی ہو۔"

"ڈیڈی مجھے ایک بات یاد آ رہی ہے۔" روبی نے کہا۔"اب دیکھنا ہے کہ آپ کو یاد آتا ہے یا نہیں۔ جب میں چھوٹی تھی تو آپ کے پاس لیٹ کر آپ کی بائیں پسلیوں کے مسے کو سہلاتی رہتی تھی۔"

"کیا؟" جمشید صاحب نے چونک کر کہا۔"میری بائیں پسلی پر کوئی مسہ ہے یہ تو مجھے یاد بھی نہیں ہے۔"

"تو آپ خود ہی دیکھ لیجئے۔" روبی کے یہ کہنے سے پہلے ہی اس نے قمیص کے اندر ہاتھ ڈال کر انگلیوں سے ٹٹولنا شروع کر دیا اور پھر بولا۔

"ہاں...... ہاں یہ رہا۔ میں تو اس مسے کو بھی بھول گیا تھا۔"

سب حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد روبی نے سبھوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"اب کسی کو کوئی واہیات بات سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فاخرہ بیگم نے جس شک کا اظہار کیا تھا وہ یقیناً اس کی کوئی چال تھی۔ اب ڈیڈی کی دیکھ بھال میں خود کروں گی۔ اور فاخرہ بیگم تم اب یہ سوچو کہ ڈیڈی کی یادداشت واپس آ گئی تو تمہارا کیا ہوگا؟ جب تم کچھ نہ کر سکیں تو یہ تکا چھوڑ دیا کہ ڈیڈی میرے ڈیڈی ہی نہیں ہیں۔ اب میں وہ تمام

کوششیں کروں گی کہ ڈیڈی کی یادداشت جلد سے جلد واپس آ جائے۔ چلئے ڈیڈی اب آپ کے کمرے میں چلتے ہیں۔''

''لیکن اس وقت تم لوگ کیا باتیں کر رہے تھے؟'' جمشید صاحب جیسے آدمی نے کہا۔

''ذرا مجھے بھی تو سمجھاؤ۔''

''آپ کو کیا سمجھائیں۔'' روبی نے کہا۔ ''آپ تو ایک ہی بات کو پکڑ کر بیٹھے ہیں کہ آپ میرے ڈیڈی نہیں ہیں۔ اس لیے سب لوگوں کو یہ شک ہو گیا ہے کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔''

''مجھے تو اب بھی یہی لگتا ہے کہ میری بات سچ ہے لیکن پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میری بائیں پسلی میں مسہ کہاں سے آ گیا؟''

''آپ اگر میرے ڈیڈی نہ ہوتے اور ان کی جگہ کوئی اور ہوتے تو یہ مسہ ہرگز نہ ہوتا۔''

''تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مسے کی وجہ سے ہی میں تمہارا ڈیڈی ہوں؟''

''ہاں اب چلئے مجھے آپ سے بہت ضروری باتیں کرنا ہیں؟'' روبی ان کے ساتھ گئی تو فاخرہ نے جاوید سے کہا۔ ''جاوید تم نے ہی تو رات فون پر مجھ سے کہا تھا کہ کپڑوں کی وجہ سے شک ہو رہا ہے۔ اس لیے ہمیں تسلی کر لینی چاہیے کہ یہ کوئی ان کا ہم شکل تو نہیں ہے اور اس وقت تک مجھے ہوشیار بھی رہنا چاہیے لیکن اس کا نتیجہ تو تم نے دیکھ لیا نا؟''

''آئی ایم سوری آنٹی۔'' جاوید نے کہا۔ ''لیکن میرا ارادہ کوئی خراب نتیجہ لانے کا نہیں تھا اور اب جب کہ سب کو یقین ہو گیا ہے کہ گھر میں کوئی غلط آدمی نہیں آیا ہے تو میرے اس شک کی بھی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ البتہ روبی ذرا مجھ سے ناراض ہو گئی ہے۔''

''اور مجھے تو وہ مجرم سمجھ رہی ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''کب تک سمجھے گی بھابی؟'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''جو حقیقت ہے وہ تو آخر کار ظاہر ہو کر رہے گی۔ روبی ابھی بچی ہے جب اُسے معلوم ہوگا کہ آپ بے قصور ہیں تو اس کے دل کا غبار صاف ہو جائے گا۔''

''لیکن اسے یہ کب معلوم ہوگا؟'' فاخرہ نے گلوگیر آواز میں کہا۔ ''مجھے قصوروار کہہ کر ان سے دُور رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میرے دل کی کیا حالت ہے یہ تو میں ہی جانتی ہوں اور اسی حالت میں روبی کا میرے ساتھ جو سلوک ہے وہ میری برداشت سے باہر ہے سجاد بھائی۔''

''میں آپ کا دُکھ سمجھتا ہوں بھابی لیکن جب تک شک و شبہات کے یہ بادل دُور نہیں ہو جاتے۔ اُس وقت تک برداشت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔'' سجاد صاحب نے سمجھایا۔

''اور سچائی کا سورج طلوع ہوگا تو کیا دکھائی دے گا۔ یہ ابھی سے نہیں سمجھا جا سکے گا۔'' بڑی دیر کی خاموشی کے بعد سب انسپکٹر ریاض نے زبان کھولی۔

''مسٹر ریاض۔ ایک پولیس انسپکٹر ہونے کے باوجود آپ کی سمجھ میں بھی نہیں آتا؟'' جاوید نے سب انسپکٹر ریاض سے پوچھا۔

''ہم لوگ صرف سچ پر یقین رکھتے ہیں۔ صرف سچ پر۔ ہم صرف اندازے پر ہی ہر ایک بات کو تسلیم نہیں کر لیتے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

''لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اب تک کی باتوں سے آپ کوئی اندازہ لگانے میں کامیاب ہوئے ہوں۔'' جاوید نے کہا۔ ''آپ کا وقت اگر برباد ہوا ہے تو اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔''

''اس کے لیے آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''میں یہاں ایک چھوٹے سے کام کے سلسلے میں آیا تھا لیکن یہاں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی دخل دینا میں نہیں چاہتا تھا اس لیے چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا۔'' اتنا کہہ کر انسپکٹر ریاض نے فاخرہ بیگم کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ ''مسز جمشید آپ نے ان کپڑوں کے بارے میں پولیس کو بتا دیا ہے؟''

''نہیں۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''تو پہلی فرصت میں پولیس کو آگاہ کر دیں۔''

''ارے ہاں یہ تو بہت ضروری ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''اگر پولیس کو خبر نہ ہوئی تو نہیں کیسے معلوم ہوگا کہ کوئی چور ان کے کپڑے وغیرہ بھی لے گیا ہے؟''

''مگر اس کی تفتیش تو جاری ہی ہوگی مسٹر جاوید۔'' انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''پولیس صرف رپورٹ پر ہی کارروائی نہیں کرتی۔''

''لیکن جس بات کا پولیس کو علم ہی نہ ہو تو وہ تفتیش کیسے کرے گی؟'' جاوید نے پوچھا۔

''پولیس کو علم ہے۔'' انسپکٹر ریاض بولا۔ ''لیکن قانونی طور پر اس کی رپورٹ بھی آپ کو کر دینی چاہیے۔ ابھی آپ پولیس اسٹیشن فون کر دیں گے تو بھی چلے گا۔''

‘‘ٹھیک ہے میں ابھی بتا دیتی ہوں۔’’ کہہ کر فاخرہ اٹھی اور فون کی جانب بڑھنے لگی تو انسپکٹر ریاض نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ ‘‘مگر فون کرنے سے پہلے آپ وہ کپڑے اور پلاسٹک کے بٹوے میں رکھی ہوئی تصویر دکھا دیں تو اچھا ہوگا۔’’

‘‘ضرور۔’’ فاخرہ نے کہا۔ ‘‘اور میں آپ کو یہ بات بھی بتا دوں مسٹر ریاض کہ پلاسٹک کے اس بٹوے میں جو تصویر ہے۔ وہ میرے شوہر نے کب کھنچوائی تھی اس کا مجھے علم نہیں ہے اور یہ تصویر آج سے پہلے میں نے ان کے پاس کبھی دیکھی بھی نہیں تھی، مجھے معلوم ہے کہ اپنی جیب میں اپنی تصویر رکھنے کی انہیں عادت بھی نہیں ہے۔’’

‘‘شکریہ آپ کی اس انفارمیشن کا۔’’ انسپکٹر ریاض بولا۔ ‘‘اب تصویر بھی مجھے دکھا دیں پلاسٹک کا وہ بٹوہ تو ان کا نہیں ہے اس کا تو آپ کو یقین ہے نا؟’’

‘‘ہاں۔ آپ کے خیال کے مطابق چوری کرنے والے شخص نے میرے شوہر کی جیب سے یہ تصویر نکال کر اپنے کپڑوں میں رکھ دی ہوگی۔’’ فاخرہ نے کہا۔

‘‘ہاں، ہاں مجھے معلوم ہے کہ یہ بات میں نے کہی تھی۔’’ سب انسپکٹر ریاض بولا۔ ‘‘اب آپ کا اندازہ درست ہے یا نہیں یہ میں ذرا دیکھ لینا چاہتا ہوں۔’’

فاخرہ نے پلاسٹک کا وہ بٹوہ نکال کر سب انسپکٹر ریاض کو دکھایا اور کپڑوں کی تھیلی بھی اس کے سامنے رکھ دی اور پھر پولیس اسٹیشن فون کرنے کے لیے ٹیلی فون کی جانب بڑھ گئی۔

☆=====☆=====☆

روبی سوچ رہی تھی کہ اس کے ڈیڈی کو کچھ یاد کیوں نہیں آتا؟ اور جب تک انہیں ساری بات یاد نہیں آجاتی اس وقت تک یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اصل میں وہ کون ہے؟ اور اس کے عزیز و اقارب کون ہیں؟ ان ضروری باتوں سے آگاہ ہونے کے لیے ہی وہ انہیں الگ کمرے میں لے گئی تھی۔ ادھر ادھر کی کئی باتیں یاد دلانے کے بعد بھی جب اس نے محسوس کیا کہ انہیں کچھ یاد نہیں آتا تو وہ بولی۔ ‘‘ڈیڈی آپ کو کچھ یاد آئے یا نہ آئے لیکن میں آپ کو یہ بتا دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس وقت آپ کن حالات میں گھرے ہوئے ہیں؟ آپ کو ان حالات سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ جو عورت آپ کو مار دینا یا غائب کر دینا اور آپ کے روپے پیسے لے کر بھاگ جانا چاہتی تھی۔ وہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے اب وہ آپ کو میرے ڈیڈی تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ آپ کو اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔’’

‘‘لیکن اس وقت تو یہی لگتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ کے نیچے ہی پڑا ہوں۔’’

‘‘پھر بھی وہ کب کیا کر بیٹھے گی یہ کہا نہیں جا سکتا۔’’ روبی نے کہا۔ ‘‘اور میں اس پر ذرا بھی اعتبار نہیں کرتی اور آپ کو بھی یہی کرنا ہے۔ آپ کو کوئی بات یاد نہیں آتی۔ یہ جان کر وہ اب نئی چال چلنے کی کوشش ضرور کرے گی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میں یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئی کہ آپ واقعی میرے ڈیڈی ہیں نہیں تو نہ جانے وہ کیا کرتی؟’’

‘‘وہ پہلے ایک فلم ایکٹرس تھی نا؟’’

‘‘ہاں۔’’

‘‘یہ ایکٹرسیں تو فلم کے ہیرو یا اپنی لائن کے لوگوں کے ساتھ رومانس لڑاتی رہتی ہیں۔ بھلا پھر اس نے میرے ساتھ شادی کیوں کی ہوگی؟’’ جمشید صاحب جیسے شخص نے کہا۔

‘‘دولت کی خاطر۔’’ روبی نے جواب دیا۔ ‘‘اسے کسی دولت مند آدمی کی بیوی بننے میں زیادہ دلچسپی تھی تاکہ بیوی بن کر دولت پر قبضہ جما لے اور پھر اسی دولت کے بل بوتے پر فلموں میں واپس آکر اپنے کسی پرانے آشنا کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کا اس کا منصوبہ تھا لیکن اس میں اسے کامیابی نہیں ہوئی۔’’

‘‘تو گویا مختصر طور پر یہی کہنا ہے نا تمہیں کہ میری بیوی ایک آوارہ عورت ہے اور مجھے اس سے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے؟’’

‘‘ہاں۔’’

‘‘لیکن وہ دیکھنے میں ایسی عورت تو نہیں لگتی؟’’

‘‘آدمی جیسا نظر آتا ہے ویسا اکثر نہیں ہوتا۔’’ روبی نے کہا۔ ‘‘اور آپ خود بھی یہی کہا کرتے تھے۔’’

‘‘اچھا؟ مجھے تو اس بات کی خبر ہی نہیں ہے۔’’

‘‘ایک بار آپ نے جاوید کے سلسلے میں بھی یہی کہا تھا۔ یاد ہے آپ کو؟’’ روبی نے پوچھا۔

‘‘جاوید؟ ارے ہاں جاوید جو ادھر دوسرے کمرے میں بیٹھا ہے۔ اس کے بارے میں میں نے کیا کہا تھا؟’’

‘‘جو کہا تھا لیکن وہ کیوں کہا تھا یاد ہے آپ کو؟’’ روبی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

‘‘نہیں۔’’

''وہ مجھ سے...... بلکہ ہم دونوں ہی...... ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔''

روبی نے ذرا شرماتے ہوئے کہا۔ ''یہ بات تو آپ کو معلوم ہی ہے نا؟''

''تم؟...... تم اس سے شادی کرنا چاہتی ہو؟''

''ہاں۔ کیوں؟ کیا وہ آپ کو اچھا نہیں لگتا؟''

''لگتا ہے۔ دیکھنے میں بھی برا نہیں ہے۔ تم دونوں اگر چاہتے ہو تو خوشی سے شادی کر لو۔ مجھے اس میں ذرا بھی اعتراض نہیں ہے۔''

''لیکن ڈیڈی آپ کو جاوید پسند نہیں تھا اور آپ نے مجھے اس سے شادی کے لیے منع کیا تھا۔'' روبی نے یاد دلانے کی کوشش کی۔

''مگر اب میں ہاں کہہ رہا ہوں۔ پہلے وہ پسند نہیں تھا لیکن اب پسند ہے مجھے۔''

''تو یہ بتا دیجئے کہ وہ پہلے آپ کو کیوں پسند نہیں آیا تھا؟'' روبی نے پوچھا۔

''ایسی کوئی وجہ بھی تو اب یاد نہیں ہے۔ شاید کبھی غلط لوگوں کے ساتھ اسے دیکھا ہو لیکن نہیں۔ اگر ایسی ہی کوئی بات ہے تو اچھی طرح چھان بین کر کے ہی کوئی فیصلہ کرتا۔ کیونکہ آج کل کے یہ پڑھے لکھے لڑکے بے حد چلتے پُرزے ہوتے ہیں۔ خیر ایسی کوئی بات اگر ہوتی تو میں تمہیں اجازت ہی نہ دیتا۔''

''لیکن اگر آپ کے انکار کے باوجود میں قدم آگے بڑھاؤں تو؟'' روبی نے پوچھا۔

''تو میں تمہارے پیر نہ توڑ دوں گا؟''

روبی کو اتنی باتوں سے ذرا دیر کے لیے یہ شک تو ہو ہی گیا کہ فاخرہ بیگم غلط نہیں کہہ رہی ہے۔ کیونکہ جس لہجے اور جس انداز میں اس کے سامنے بیٹھا ہوا شخص بول رہا ہے وہ اس کے ڈیڈی کا انداز کبھی نہیں رہا لیکن اس کے باوجود وہ پوری کوشش میں لگی رہی کہ کسی طرح ان کی یادداشت واپس آ جائے۔ وہ جیسے جیسے اس کوشش میں آگے بڑھتی گئی ویسے ویسے اس کی الجھنیں بڑھتی گئیں اور آخر تھک ہار کر ان کے سینے سے لگ گئی اور روتے ہوئے بولی۔ ''اوہ ڈیڈی آپ کو تو کچھ بھی یاد نہیں آتا۔'' وہ سینے میں سر چھپائے آنسو بہاتی رہی تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے ڈیڈی کے آنسو بھی اُس کے ماتھے پر ٹپک رہے ہیں۔

''میں بہت کوشش کر رہا ہوں...... بہت زیادہ...... لیکن مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا ہے کیا کروں؟ تم میری بیٹی ہو۔ اور میں تمہیں دکھی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر میرا دماغ ہی کام نہیں کرتا۔ تم بولتی رہو روبی بیٹی۔ جو کہنا چاہو کہتی رہو۔ اتنا بولو کہ میرا یہ خالی دماغ بھر جائے۔ اب مجھ سے

بھی یہ سب برداشت نہیں ہوتا۔'' جمشید صاحب جیسا شخص روتے روتے جذباتی لہجے میں یہ سب بول گیا۔ اور دونوں تھوڑی دیر تک خوب روتے رہے اور پھر چپ ہو گئے۔

روبی اُن کے سینے پر اپنا سر رگڑتی رہی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اپنے آپ کو پانچ چھ سال کی بچی کے روپ میں دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ انتہائی جذباتی لہجے میں بولی۔ ''ڈیڈی جب میں چھوٹی تھی تو اسی طرح آپ سے لپٹ کر سوتی تھی اور آپ مجھے لوری گا کر سناتے تھے۔''

''میں لوری گاتا تھا؟''

''ہاں مجھے تو اس کے بول بھی یاد ہیں۔'' روبی نے کہا۔

''گاؤ...... میں بھی تو سنوں کہ میں کیا گاتا تھا؟''

روبی لوری کے بول گنگنانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سنا کہ وہی بول اس کے ڈیڈی بھی گنگنانے لگے ہیں۔ یہ سب وہی بول تھے جو بچپن میں اس نے انہی کے منہ سے سنے تھے۔ روبی خوشی سے ناچ اُٹھی کہ اُس کے ڈیڈی کو بچپن میں گائی ہوئی لوری یاد آ گئی ہے اور اس نے کہا۔ ''ڈیڈی آپ کو لوری یاد آ گئی...... اور گائیں ڈیڈی تاکہ آپ کو بہت پرانی باتیں بھی یاد آ جائیں۔'' اس کے ڈیڈی گاتے رہے اور وہ انہیں دیکھتی رہی۔

☆=====☆=====☆

فاخرہ بیگم کے ہاتھ سے پلاسٹک کا بٹوہ لے کر سب انسپکٹر ریاض نے کافی دیر تک اس کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر کچھ کہے بغیر اس نے وہ بٹوہ فاخرہ بیگم کو لوٹا دیا اور پھر گہری سوچ میں ڈوب گیا تو فاخرہ نے کہا۔ ''میں ایک بات کی جانب خاص طور پر توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ میں نے آپ کو یہ تو بتا دیا ہے کہ یہ تصویر پہلے میں نے کبھی اپنے شوہر کے پاس نہیں دیکھی ہے۔ اس تصویر میں جو شرٹ انہوں نے پہن رکھی ہے' ایسی کوئی شرٹ ان کے پاس کبھی تھی ہی نہیں۔ تصویر میں انہوں نے کوئی دھاری دار قمیض پہن رکھی ہے۔ جب کہ وہ ہمیشہ پلین بغیر ڈیزائن والی شرٹ پہننا پسند کرتے تھے لیکن اس کے باوجود میں یہ ضرور کہوں گی کہ تصویر میں جو شرٹ انہوں نے پہنی ہوئی ہے وہ ان کی نہیں ہے لیکن تصویر کا چہرہ ان کے چہرے سے ہو بہو ملتا ہے۔''

''تو اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ وہ تصویر جمشید انکل کی نہیں ہے بلکہ ان کے کسی ہم شکل کی تصویر ہے۔'' جاوید نے کہا۔

''لیکن اس وقت جو شخص گھر میں موجود ہے اس کے بارے میں ہم تسلی کر چکے ہیں کہ وہ جمشید صاحب ہی ہیں۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''اور مسٹر ریاض کا بھی یہی خیال ہے۔''

''مگر اب تصویر کو غور سے دیکھنے اور کپڑوں کے بارے میں جان کر شاید ریاض صاحب کے خیالات میں تبدیلی آ گئی ہو۔'' جاوید نے کہا۔

''میں یہ تو یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ حادثے کے بعد ان کے جسم پر جو کپڑے تھے وہ ان کے نہیں تھے اور یہ تصویر بھی ان کی نہیں ہے۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''اب آپ کی رائے میں کوئی تبدیلی آئی مسٹر ریاض؟'' جاوید نے پوچھا۔

''اس معاملے میں ابھی میں کوئی رائے دینا نہیں چاہتا۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔

''تو گویا آپ یقین سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ گھر میں آئے ہوئے جمشید انکل اصل میں جمشید انکل نہیں ہیں۔'' جاوید نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

''آپ کچھ بھی سمجھ سکتے ہیں لیکن فی الحال میری کوئی رائے نہیں ہے۔''

''تو آپ کی رائے کیا ہے؟'' جاوید نے پوچھا۔

''میں نے کہا نا کہ ابھی میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔

''مسٹر ریاض ہم لوگ اب ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور اسی ناتے ہم نے آپ کو سوال و جواب کرنے کا حق دیا ہے۔ نہیں تو ایک پولیس افسر کی حیثیت سے یہ کیس آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے اس لیے ہم بھی آپ کے ساتھ تعاون کرنے پر مجبور نہیں ہیں۔ اس لیے آپ کو اپنی رائے چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ہمیں صاف صاف بتا دیں کہ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیونکہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم لوگ ایک زبردست ٹینشن میں ہیں اور ان حالات میں آپ کا تجربہ ہمیں صحیح راہ دکھا سکتا ہے۔ ہمیں آپ سے پوری اُمید ہے کہ آپ ہمیں مزید ٹینشن سے بچائیں گے۔'' جاوید نے کہا۔

''لیکن میرا تعاون آپ کے لیے فوراً ہی کارآمد ثابت نہیں ہو سکتا مسٹر جاوید۔'' انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''کیونکہ اس وقت میرے پاس کوئی آخری رائے نہیں ہے مگر ایک پولیس انسپکٹر کی حیثیت سے میں آپ کو اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وقت آنے پر ہر چیز سامنے آ جائے گی۔ اس لیے میں قبل از وقت کوئی رائے دینا نہیں چاہتا۔''

''تو آپ خاموش رہنا چاہتے ہیں؟'' جاوید نے پوچھا۔

''ہاں۔''

''اور آپ ہمیں بھی کوئی رائے قائم کرنے میں مدد دینا نہیں چاہتے۔ اس لیے کہ آپ فی الحال کچھ بولنا ہی نہیں چاہتے کیوں؟''

''جی ہاں۔''

''تو پھر مسٹر ریاض اس کیس میں ہم آپ کی مدد کیوں کریں؟ کیوں آپ سے ہم لوگ یہ نہ کہیں کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟'' بولتے بولتے جاوید کا لہجہ ذرا سخت ہو گیا۔

''اگر آپ میری بے عزتی کرنا چاہتے ہیں مسٹر جاوید تو میں آپ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ

چند ہی منٹوں میں یہاں دوسرا پولیس آفیسر تفتیش کرنے کے حق کے ساتھ آ جائے گا۔ اور اس کا سلوک مجھ جیسا نہیں ہوگا۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اسے پوچھ گچھ کے بعد جس کسی پر بھی شک ہوگا۔ اسے لاک اپ میں بند کرنے کا بھی اسے پورا حق ہوگا۔'' انسپکٹر ریاض نے خشک لہجے میں کہا۔ ''کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں؟''

''نہیں'' جاوید بولا۔ ''مگر آپ کی رائے ضرور جاننا چاہوں گا اور میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ آپ نجی طور پر اس کیس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں؟''

''اگر میں نہ بتاؤں تو آپ کیا کریں گے؟ زیادہ سے زیادہ آپ مجھ سے تعاون نہیں کریں گے۔ میرے سوالوں کا درست جواب نہیں دیں گے۔ یا مجھ سے نہیں ملیں گے یہی نا؟ لیکن ایسا کرنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ مجھے جو جاننا ہے وہ میں اور طرح سے بھی جان سکتا ہوں۔ آپ کی مدد میرے لیے کوئی ضروری نہیں ہے لیکن میری ضرورت آپ کو ہے یہ آپ مت بھولیے گا۔ خاص کر کے گھر میں آیا ہوا شخص جمشید صاحب ہے یا نہیں اس کا ذرا بھی شک کسی کے دل میں ہوا تو اس وقت تک میں آپ لوگوں کا مددگار نہیں بن سکوں گا لیکن دشواری ضرور پیدا کر سکتا ہوں اگر یہ شخص مسٹر جمشید نہیں ہے تو میں اسے واپس اسپتال بھجوا سکتا ہوں۔ صرف ایک ٹیلی فون پر اس لیے مسٹر جاوید آپ میرے ساتھ زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش نہ کریں۔'' سب انسپکٹر ریاض سخت لہجے میں بولا۔

''آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے مسٹر ریاض۔'' جاوید بولا۔ ''میں اسمارٹ بننے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ میں تو یہ امید لگائے بیٹھا ہوں کہ آپ کی طرف سے ہمیں صحیح راستہ ملے گا۔ آپ مجھے غلط مت سمجھئے۔'' جاوید کا لہجہ بے حد نرم ہو گیا تھا۔

''میں آپ کو سمجھ چکا ہوں۔ آپ چونکہ اس گھر کے فرد نہیں ہیں اس لئے میں مسز جمشید اور مس روبی کے سوا کسی سے بھی بات کرنا پسند نہیں کرتا' اور ان دونوں کے سوا کوئی تیسرا اس معاملے پر مجھ سے بات کرے یہ بھی مجھے ناپسند ہے۔ میں آپ کے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں لیکن میں اس کیس میں کیوں دلچسپی لے رہا ہوں تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ مجھے نہ تو جمشید صاحب میں نہ ان کی بیوی میں اور نہ اُن کی بیٹی اور نہ ہی اُن کے پارٹنر اور نہ ہی آپ میں کوئی دلچسپی ہے۔ مجھے اگر دلچسپی ہے تو صرف اُس گروہ میں دلچسپی ہے جو لوگوں کو اغوا کرتے ہیں اور پھر ٹیلی فون پر ان کی آواز میں ایک نیا کھیل کھیلتے ہیں۔ سمجھے؟''

انسپکٹر ریاض کا سُرخ ہوتا ہوا چہرہ دیکھ کر فاخرہ بیگم اور سجاد کے چہرے بھی ڈھیلے پڑ گئے اور وہ انسپکٹر ریاض کو خوش کرنے اور اُس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے جاوید کو ڈانٹنے لگے۔ اس کے بعد انسپکٹر ریاض نے فاخرہ بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے ایک چھوٹی سی بات معلوم کرنا تھی۔ کیا آپ کے شوہر کو شراب کی عادت تھی؟''

''عادت تو نہیں تھی لیکن کسی پارٹی میں یا کسی دوست کی خاص دعوت وغیرہ میں وہ بھی پی لیتے تھے۔ اور وہ بھی رسمی طور پر سردی زکام میں میں انہیں دو چمچے برانڈی بھی دیتی رہی ہوں۔ اس سے زیادہ کبھی کچھ نہیں۔'' فاخرہ بیگم نے بتایا۔

''جس رات وہ پنڈی روانہ ہونے تھے اُس رات کیا کوئی فنکشن تھا؟ میرا خیال ہے اُس رات ایک پارٹی تھی اور آپ دونوں دیر سے گھر لوٹے تھے۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ انہوں نے وہاں شراب پی تھی؟''

''نہیں۔ وہ پارٹی ہر سال ہوتی ہے اور اس میں شراب نہیں پیش کی جاتی۔''

''تو شاید پارٹی شروع ہونے سے پہلے آپ کے شوہر کسی دوست کے ساتھ کہیں گئے ہوں یا بار روم میں جا کر بیٹھے ہوں؟'' انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ کہیں نہیں گئے تھے۔ بلکہ میں سارا وقت ان کے ساتھ رہی تھی۔'' فاخرہ بیگم نے جواب دیا اور پھر پوچھا۔ ''لیکن آپ یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں؟ کیا پولیس کا یہ خیال ہے کہ ایکسیڈنٹ ڈرنک کرنے کی وجہ سے ہوا ہے؟''

''پولیس کا خیال ہے یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟ کیونکہ یہ کیس میرے ہاتھ میں تو ہے نہیں۔'' انسپکٹر ریاض بولا۔

''تو پھر اس سوال کی وجہ؟''

''یونہی ذرا اپنی تسلی کے لیے پوچھا تھا۔''

''خیر میں نے تو بتا دیا ہے کہ انہیں شراب کے نشے کی عادت نہیں ہے۔ شغل کے لیے کبھی پیتے بھی ہیں تو ایک پیگ سے زیادہ نہیں پیتے۔ اور جس رات وہ پنڈی کے لیے روانہ ہوئے تھے اس رات صرف کھانے کی پارٹی تھی اور میں ان کے ساتھ تھی۔ اُس رات انہوں نے ایک پیگ بھی نہیں پیا تھا۔'' فاخرہ بیگم بولتے بولتے رُک گئی۔ کیونکہ جمشید صاحب کے کمرے سے لوری گانے کی آواز باہر آ رہی تھی۔ ان کی آواز میں روبی کی آواز بھی شامل تھی۔ یہ آواز سن کر سب حیرت سے اُس کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔ اچانک لوری گانے کی آواز

بند ہوگئی اور روبی خوشی سے ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی اور ان سب کی طرف دیکھ کر بولی۔ ''آپ لوگوں نے سنا؟ میرے ڈیڈی کو برسوں پرانی لوری یاد آ گئی۔ یہی لوری گا کر وہ مجھے سلایا کرتے تھے۔ اب دھیرے دھیرے انہیں سب کچھ یاد آ جائے گا۔'' اتنا کہہ کر اس نے جاوید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''جاوید پلیز ذرا ڈاکٹر صمدانی کا نمبر ملا دو مجھے ان سے ضروری ہدایات لینی ہیں۔ کیونکہ ابھی ابھی ڈیڈی نے مجھے بتایا ہے کہ انہیں آہستہ آہستہ سب کچھ یاد آتا جا رہا ہے۔ اور یہی وہ وقت ہے جس کا ہمیں پورا پورا فائدہ اُٹھالینا ہے اور انہیں اندھیرے جنگل سے نکال کر حال کی روشنی میں کھینچ لانا ہے۔ ڈاکٹر صمدانی سے مجھے یو چھنا ہے کہ یہ کام کیسے کیا جائے؟''

☆=====☆=====☆

ڈاکٹر صمدانی سے کافی دیر تک باتیں کرنے کے بعد روبی نے ریسیور رکھ دیا اور سب لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ پھر فاخرہ بیگم کی جانب دیکھ کر بولی۔ ''ڈاکٹر صمدانی صاحب کا کہنا ہے کہ ڈیڈی کو حال کی باتیں یاد نہیں آ رہی ہیں لیکن پچھلی باتیں دھیرے دھیرے انہیں یاد آتی جا رہی ہیں اور یہ اچھی علامت ہے۔ اس لیے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ انہیں ماضی کی پرانی باتیں زیادہ سے زیادہ یاد آ جائیں۔ جس طرح بچپن میں گائی ہوئی لوری انہیں یاد آ گئی اس طرح کئی اور باتیں بھی یاد دلانے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ یہی ڈاکٹر کا مشورہ ہے۔ اس وقت ڈیڈی کی جو ذہنی کیفیت ہے اس کے لیے ایسے ہی جذباتی واقعات مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر روبی چند لمحوں کے لیے رُکی اور پھر ایک گہرا سانس لے کر بولی۔ ''اب مجھے یہ کہنا ہے فاخرہ بیگم کہ تم نے تو ڈیڈی سے محبت کی تھی۔ اس لیے شادی سے پہلے اور شادی کے بعد کی ایسی بہت سی باتیں اور بہت سے واقعات ایسے ہوں گے جن کا علم تم دونوں کے سوا کسی اور کو نہیں ہوگا۔ تم انہیں گزرے ہوئے دنوں کی باتیں یاد دلا کر ان کی یادداشت واپس لانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہو۔ یہی سب باتیں ڈاکٹر صمدانی نے مجھے سمجھائی ہیں اور وعدہ کیا ہے کہ وقت ملتے ہی وہ ڈیڈی کو دیکھنے آ جائیں گے یا فون کر لیں گے۔''

روبی کی باتیں غور سے سننے کے بعد فاخرہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر کسی فیصلے پر آتے ہوئے بولی۔ ''پرانی باتوں کا تو سجاد بھائی کو بھی علم ہوگا۔ اور کچھ نہیں تو کاروبار کی باتیں۔ دونوں کی پارٹنرشپ کی باتیں۔ دونوں کی دوستی کی باتیں' مل کر کاروبار کرنے کی باتیں

وغیرہ وغیرہ...... یہ سب باتیں بھی ان کا ماضی یاد دلانے میں ضرور مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس لیے سجاد بھائی چلئے ہم دونوں ہی چلتے ہیں۔''

''لگتا ہے تم میری بات نہیں سمجھی ہو۔'' روبی نے کہا۔ ''کاروباری باتیں وہ جذبات اُبھار نہیں سکتیں جو آدمی کے گھریلو تعلقات میں ہوتے ہیں۔ اور یہی باتیں ان کے دل و دماغ کو جھنجوڑنے کے لیے ضروری ہیں۔''

''تم جو کہنا چاہتی ہو وہ میں سمجھ گئی ہوں روبی۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''لیکن فی الحال میں ان کے ساتھ اکیلی رہنا نہیں چاہتی۔''

''تو کیا تمہیں ابھی بھی شک ہے کہ وہ میرے ڈیڈی نہیں ہیں؟'' روبی نے پوچھا۔

''شک بھی ہے اور خوف بھی ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''اور اگر میرا یہ شک درست ہے تو ایک اجنبی کے پاس بیٹھ کر محبت کی باتیں کرنے کا نتیجہ کیا نکلے گا وہ تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا ہوگا لیکن میں سمجھ رہی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اگر میرا شک تھوڑا سا بھی دُور ہو گیا تو میں سجاد بھائی کو باہر بھیج دوں گی۔ اپنا خوف دُور کرنے کے لیے مجھے یہ ضروری محسوس ہو رہا ہے۔''

''تو ٹھیک ہے سجاد انکل کو ساتھ لے جاؤ۔ میری ضرورت ہو تو میں یہاں موجود ہوں۔ مجھے آواز دے دینا۔'' روبی بولی اور فاخرہ سجاد صاحب کو لے کر جمشید صاحب کے کمرے میں چلی گئی۔ جمشید صاحب کو ان حالات میں بھی اٹھارہ بیس سال پہلے گائی ہوئی لوری کے بول کس طرح یاد آ گئے تھے؟ اس بات پر جاوید کی طرح انسپکٹر ریاض کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔ یہ کیسے ہوگیا؟ ریاض نے یہ جاننے کی کوشش کی تو روبی نے جوش جوش میں خود ہی بولنا شروع کر دیا۔ اس نے لوری کے یاد آنے کی ساری بات انہیں بتا دی۔ پھر بات ختم کر کے اس نے کہا۔ ''فاخرہ بیگم چاہے کسی وجہ سے انکار کر رہی ہو لیکن اب اسے بھی سچائی کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے جاوید؟'' اس نے جاوید سے پوچھا۔

''لوری کی بات پر زیادہ بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔'' جاوید نے فوراً ہی جواب دیا۔ ''پرانے زمانے میں ایک ہی لوری بہت سے گھروں میں بچوں کو سنائی جاتی تھی۔ اور آج بھی ہزاروں عورتیں اور مرد ایسی ہی لوریاں گاتے رہتے ہوں گے۔ تمہارے ڈیڈی جو لوری گاتے تھے وہ ان کے خاندان والے بھی گاتے ہوں گے۔ انہوں نے بھی اپنے بچپن میں اپنی نانی نانا اور دادی دادا سے وہ لوری سنی ہوگی اور......''

''لیکن جاوید۔'' روبی نے اس کی بات درمیان میں کاٹ دی۔ ''ڈیڈی جو لوری گاتے

تھے وہ کوئی عام لوری نہیں تھی۔''

''اچھا؟''

''ہاں۔''

''تو پھر؟'' انسپکٹر ریاض نے سوالیہ نظروں سے روبی کو دیکھا۔

''یہ لوری میری دادی ماں نے خود بنائی تھی۔''

''آپ کو اس بات کا علم کیسے ہو گیا؟'' انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''جب میں ذرا سمجھ دار ہوئی تھی تو ڈیڈی نے ہی یہ بات مجھے بتائی تھی۔'' روبی بولی۔

''اگر ایسا ہی ہے تب بھی یہ ناممکن نہیں ہے کہ تمہاری دادی کی خاص لوری تمہارے خاندان میں پاپولر نہ ہوئی ہو۔'' جاوید نے کہا۔ ''ویسے مجھے امید ہے کہ سجاد انکل اور فاخرہ آنٹی کی باتوں سے ان میں کچھ تبدیلی نظر آئے گی اور ہمیں زیادہ ثبوت مل سکیں گے۔''

''ہاں ہمیں پُر امید رہنا چاہیے۔'' انسپکٹر ریاض نے کہا اور جانے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن ٹھیک اسی وقت فاخرہ تیزی سے جمشید صاحب کے کمرے سے باہر نکلی اور قریب آ کر روبی پر غصے کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ ''تم نے میرے بارے میں انہیں کیا کیا کہا ہے؟ وہ تو میرے ساتھ بات کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں ایک آوارہ اور بدمعاش عورت ہوں۔ اُن کی دولت سمیٹ کر بھاگ جانا چاہتی ہوں تمہارے کہے بغیر وہ ایسی باتیں تو کر ہی نہیں سکتے۔ میرے خلاف تم نے ان کے خوب خوب کان بھر دیے اور پھر مجھ سے کہا کہ جا کر انہیں ماضی کی باتیں یاد دلاؤں؟ وہ تو مجھے پہچاننے سے پہلے ہی دھتکارنے لگے۔ میرے خلاف ان کے دل میں نفرت پیدا کر کے تم نے بڑی بھول کی ہے روبی۔ اب میں اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی کیونکہ انہوں نے مجھ سے بات کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔'' غصے میں آ کر فاخرہ نے اپنی بات پوری کی اور خود کو ایک صوفے پر گرا دیا۔

اس سے پہلے کہ روبی اپنی بھول پر کچھ سوچتی نیچے سے بہری نوکرانی اوپر آ گئی۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ فاخرہ بیگم اور روبی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ وہ کہہ رہی تھی کہ نیچے کوئی عورت آئی ہے جو پاگل جیسی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کا گم شدہ شوہر اس گھر میں چھپا ہوا ہے۔

اس عجیب و غریب بات کو سن کر سب حیرت زدہ رہ گئے تب روبی نے اُسے کہا کہ وہ

اس عورت کو اوپر بھیج دے۔ بہری نوکرانی اس کے لیے تیار نہیں تھی لیکن فاخرہ کے کہنے پر وہ بُرا سا منہ بنا کر نیچے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک غریب سی عورت جس کی عمر پینتیس چالیس سال کے لگ بھگ ہو گی اوپر آ گئی۔ اور سب لوگوں پر نظر ڈالنے کے بعد وہ کمرے کے ایک ایک کونے کو دیکھنے لگی لیکن نا امید ہو کر وہ پھر فاخرہ وغیرہ کو دیکھنے لگی۔

''تمہیں کس کی تلاش ہے بہن؟'' فاخرہ بیگم نے نرمی سے پوچھا۔

''اپنے شوہر کی۔'' عورت نے جواب دیا۔

''شاید تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''تمہارا شوہر یہاں کیوں ہو گا؟''

''لیکن جمشید صاحب کا بنگلا تو یہی ہے نا؟'' عورت نے پوچھا

''ہاں یہی بنگلا ہے۔''

''تب تو وہ اسی بنگلے میں ہوں گے۔'' عورت نے پھر اِدھر اُدھر دیکھا۔

''لیکن یہاں ہم سب گھر والوں کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔'' فاخرہ نے اُسے سمجھایا۔

''مگر مجھے تو بتایا گیا ہے کہ آج صبح کے وقت ہی اُسے یہاں لایا گیا ہے۔'' عورت نے کہا۔

''یہ تمہیں کس نے بتایا؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''اسپتال کے ڈاکٹر نے۔''

''ڈاکٹر نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ تمہارا شوہر آج صبح اس گھر میں آیا؟'' روبی نے پوچھا۔

''ہاں بہن وہ پچھلے دو تین روز سے گھر نہیں آیا تھا'' عورت نے کہا۔ ''تو میں نے سوچا کہ کہیں پی کر گر پڑا ہو گا اور پولیس نے پکڑ لیا ہو گا۔ اس لیے اسے ڈھونڈنے نکلی۔ پھر راستے میں ایک پولیس والے نے بتایا کہ ایک آدمی کو چوٹ لگی تھی اور اسے بے ہوشی کی حالت میں اسپتال لے جایا گیا ہے میں اسپتال گئی تو وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ یہاں آ گیا ہے۔''

''جس کو چوٹ لگی تھی وہ تمہارا شوہر ہی تھا۔ اس بات کا تم کو کیسے پتا چلا؟'' ریاض نے پوچھا۔

''پولیس والے نے مجھے اس کا حلیہ بتایا تھا۔ اُس نے کہا تھا۔ کہ اس نے کالی پتلون اور دھاری دار قمیص پہنی ہوئی تھی۔ یقیناً یہ وہی ہو گا۔ ورنہ شراب پی کر دوسرے کی کار چرا کر بھاگنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟''

''تو تمہارے شوہر کو کار چلاتے ہوئے حادثہ پیش آیا تھا؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پھر

پوچھا۔

''پولیس والے نے تو یہی بتایا تھا۔'' وہ عورت بولی۔

''لیکن اس کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایکسیڈنٹ تمہارے شوہر کا ہی ہوا تھا؟''

''پولیس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ ایسے معاملوں میں تو خود ہی معلومات کرنا پڑتی ہیں۔ اب میں بہت تھک گئی ہوں۔ لائیے اسے میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں اُسے گھر لے جاؤں گا۔''

''تمہارے شوہر کا نام کیا ہے؟'' فاخرہ بیگم نے پوچھا۔

''حمید...... عبدالحمید......'' عورت نے جواب دیا۔

''دیکھو بہن حمید نام کا کوئی آدمی اس گھر میں نہیں ہے۔'' سجاد صاحب نے کہا۔ ''جس آدمی کو صبح اسپتال سے لایا گیا ہے وہ اس گھر کے مالک ہیں۔ جن کا رات کو ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اور اگر تمہارے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا بھی ہو تو ہم اسے اپنے گھر کیوں لاتے؟''

''وہ تو ٹھیک ہے۔'' عورت نے کہا۔ ''لیکن میرا خیال تھا کہ چونکہ میرے شوہر نے آپ کی موٹر چُرائی ہے۔ اس لیے وہ کہیں اسپتال سے بھاگ نہ جائے۔ شاید اسی لیے آپ لوگ اُسے یہاں لائے ہوں گے تاکہ بعد میں پولیس کے حوالے کر دیں۔''

''ایسا ہوتا تو ہم اسے پولیس کے حوالے ہی کر دیتے۔'' سجاد صاحب نے کہا۔

''ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کے پاس اس کے خلاف مکمل ثبوت نہ ہو اور آپ نے ثبوت اکٹھے کرنے کے لیے اُسے پکڑ رکھا ہو؟'' عورت نے اپنے شک کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ انہیں تو پولیس نے ہی ہمارے سپرد کیا ہے۔ پھر بھی ہم دو ایک باتیں تم سے جاننا چاہتے ہیں۔'' فاخرہ نے کہا تو وہ عورت نیچے قالین پر بیٹھ گئی۔ فاخرہ نے اُٹھ کر کمرے کے کونے میں سے کپڑوں کا وہ بنڈل اُٹھا لیا جس میں وہ کپڑے لپٹے ہوئے تھے جو ایکسیڈنٹ کے وقت جمشید صاحب نے پہن رکھے تھے۔ فاخرہ نے قریب آ کر پھر اس عورت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''ابھی تم نے کہا تھا کہ تمہارے شوہر نے کالی پتلون اور دھاری دار قمیص پہن رکھی تھی۔ اب یہ بتاؤ کہ اس قمیص پر جو دھاریاں تھیں وہ کس رنگ کی تھیں؟''

''گہرے نیلے رنگ کی۔'' عورت نے جواب دیا۔

''یہ دیکھو۔'' کاغذ کا بنڈل کھول کر فاخرہ نے کپڑے اس کے سامنے پھینک دیے اور بولی۔ ''بولو کیا یہ کپڑے تمہارے شوہر کے ہیں؟''

''ہاں...... ہاں یہی ہیں۔'' عورت پتلون ہاتھ میں لے کر چلائی۔ ''یہی اس کے کپڑے ہیں۔ اس قمیص کو دیکھیے۔ یہ بغل میں سے پھٹا ہوا ہوگا۔ ابھی تھوڑے دنوں پہلے میں نے اسے سیا تھا۔'' عورت نے قمیص اُٹھا کر اس کا سلائی کیا ہوا حصہ سب کو دکھایا تو سب حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

''کپڑے اگر آپ کے پاس ہیں تو ان کو پہننے والا بھی آپ کے پاس ہی ہوگا۔'' عورت نے خالص دیہاتی لہجے میں کہا۔ ''آپ اسے میرے حوالے کر دیں تو میں چلی جاؤں گی اور اگر اس نے آپ کا کوئی نقصان کیا ہے تو خدا کے لیے اُسے معاف کر دیں۔ آپ بڑے لوگ ہیں۔ مہربانی کر کے اُسے پولیس کے حوالے مت کریں۔ ورنہ وہ اسے مار مار کر ادھ موا کر دیں گے۔''

''مگر میں نے تو پہلے ہی تم سے کہا ہے کہ تمہارا شوہر یہاں نہیں ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''اس کے یہ کپڑے یہاں ہیں یہ سچی بات ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ تمہارے شوہر نے اپنے کپڑے ایک ایسے آدمی کو پہنا دیے جو ایکسیڈنٹ میں بے ہوش ہو گیا تھا' اور اس کے قیمتی کپڑے خود پہن لیے تھے۔''

''یہ پولیس والے تو اکثر بے سر پیر کی باتیں کرتے ہیں بیگم صاحبہ۔'' وہ عورت بولی۔

''یہ کپڑے میرے شوہر کے ہیں اور یہ جس کے جسم پر تھے وہی میرا شوہر ہے۔ مہربانی کر کے آپ مجھے اس سے ملا دیں۔''

''دیکھو بہن جس آدمی کے بدن پر سے یہ کپڑے ملے ہیں۔ وہ تمہارا شوہر نہیں ہو سکتا۔'' فاخرہ نے کہا۔ ''تمہاری عمر کو دیکھ کر تو وہ آدمی تمہارا شوہر نہیں ہو سکتا۔''

''ارے عمر اور محبت کا بھلا آپس میں کیا تعلق ہے؟'' عورت بولی۔ ''میرا شوہر تو مجھ سے پندرہ سال بڑا ہے۔''

''کیا؟''

''اس میں اس قدر حیرانی کی کیا ضرورت ہے؟'' عورت اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

''ہماری شادی ہمارے ماں باپ نے نہیں کرائی تھی۔ مجھے تو حمید پسند آ گیا تھا اور میں اس کی بیوی بن گئی تھی۔ عمر کا فرق تو آج تک کبھی میرے دل میں آیا ہی نہیں ہے۔''

''تمہارا شوہر عمر میں تم سے پندرہ سال بڑا ہے؟''

''ہو کہ نہ ہو اس میں آپ کا کیا ہے؟'' عورت ذرا ناراض لہجے میں بولی۔ ''یہ کپڑے اُسی کے ہیں اور اگر وہ گھر میں ہے تو اسے میرے حوالے کر دیں۔ بس بات ختم ہو گئی اور نہ ہو تو انکار کر دیں تاکہ میں تھانے میں جا کر بتا دوں۔''

یہ باتیں فاخرہ بیگم اور اُس عورت میں ہو رہی تھیں۔ دو ایک بار سجاد صاحب اور سب انسپکٹر ریاض اپنی جگہ سے اُٹھا اور کپڑوں کے ساتھ ملنے والا پلاسٹک کا بٹوہ اُٹھا کر اس عورت کے قریب آ گیا۔ پھر وہ اس بٹوے کو دکھا کر بولا۔ ''یہ بٹوہ دیکھو اور اس میں رکھی ہوئی تصویر کو بھی دیکھ کر بتاؤ۔ کیا تم اس کو پہچانتی ہو؟''

''یہی ہے جناب۔'' عورت تصویر دیکھ کر بولی۔ ''یہی میرا شوہر ہے مگر وہ خود کہاں ہے؟ ذرا اُسے میرے سامنے تو لائیں پھر دیکھتی ہوں وہ سب قبول کرتا ہے یا نہیں؟''

''لیکن سب لوگوں کا خیال ہے کہ تصویر والا جو شخص اس گھر میں موجود ہے۔ وہ تمہارا شوہر نہیں ہے بلکہ وہ اس گھر کا مالک جمشید ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔

''یہ؟'' عورت تصویر کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ ''یہ چور اس بنگلے کا مالک کیسے ہو سکتا ہے؟ ضرور یہ آپ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ ارے جناب یہ تو موقع ملتے ہی گھر کی ساری چیزیں لے کر غائب ہو جائے گا۔ آپ لوگ کیا اپنے صاحب کو بھی نہیں پہچانتے؟ مجھے تو اس کی اُنگلی یا پاؤں کا انگوٹھا دکھا دیں تب بھی میں پہچان لوں گی کہ وہ حمیدا ہے یا کوئی اور ہے؟''

''لیکن تمہارا یہ شوہر بالکل سیٹھ جمشید لگتا ہے۔''

''ہاں اسی لیے دھوکا کھا گئے آپ لوگ۔'' عورت نے کہا۔ ''لیکن چہرے مُہرے تو بہت سے لوگوں کے ملتے ہوتے ہیں مگر اس سے کیا کوئی اپنے مالک کو بھی بھول جاتا ہے؟ لیکن وہ بھی کم چالاک نہیں ہے۔ ضرور اس نے بھی اپنے چہرے میں تھوڑی تبدیلی کر لی ہوگی۔ وہ گھر کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر کے ہی آیا ہوگا۔ طرح طرح کے بھیس بدلنے میں بھی تو وہ ماہر ہے۔ اسی لیے تو پولیس دھوکا کھا جاتی ہے۔''

''تو کیا تمہارا شوہر ایک مجرم ہے؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔ ''تمہارا اپنا نام کیا ہے؟''

''میرا نام چاندنی ہے۔ آپ مجھے چاندنی کہہ کر بلا سکتے ہیں۔''

''اچھا تو چاندنی اب یہ بتا دو کہ تمہارا شوہر چوری اور دھوکے بازی جیسے دھندے کرتا ہے؟'' انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''کیا اُس کے خلاف کوئی شکایت کسی تھانے میں درج ہے؟''

''ارے صاحب پنڈی سے پشاور اور فیصل آباد سے لاہور تک۔ کوئی پولیس والا ایسا نہیں ہوگا جو اسے نہ جانتا ہو۔ وہ تو اب تک بڑے بڑے افسروں کو بھی دھوکا دے چکا ہے۔ وہ سب اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔'' چاندنی نے بتایا۔

''اور یہاں لاہور میں؟''

''لاہور میں وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوا ہے۔'' عورت نے بڑی سادگی سے جواب دیا اور پھر گڑگڑاتے ہوئے آگے بولی۔ ''اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ مہربانی کر کے پولیس کو خبر نہ دیں۔''

''مگر اس وقت تم ایک پولیس آفیسر کے ساتھ ہی بات کر رہی ہو۔'' [illegible] نے کہا تو چاندنی چونک پڑی اور منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

''ہائے...... ہائے۔ یہ آپ لوگوں نے تو گھر میں ہی تھانہ کھول رکھا ہے؟'' اتنا کہہ کر چاندنی نے سب انسپکٹر ریاض کی طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھا اور بولی۔ ''صاحب اگر آپ پولیس کے آدمی ہیں تب بھی یہ بات بھول جائیں کہ حمیدے نے کوئی جرم کیا ہے۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔''

سب لوگ چند لمحوں تک بڑی حیرت بھری نظروں سے چاندنی کو دیکھنے لگے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ چکر کیا ہے؟

''میری بات سنو چاندنی۔'' یکا یک سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''ایک شکل صورت کے دو آدمیوں میں سے اس وقت یہاں ایک ہی آدمی ہے جب کہ دوسرا کہیں گم ہو گیا ہے۔''

''ارے...... ارے یہ کیا کر دیا حمیدے نے۔'' چاندنی منہ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ ''جمشید صاحب کو اس نے گم کیا ہوگا لیکن کوئی بات نہیں آپ اسے میرے سامنے لے آئیں تو ابھی پتا لگ جائے گا کہ اس نے انہیں کہاں چھپایا ہے؟ آپ بلائیے اور دیکھیے وہ میرے سامنے کیسا سیدھا ہو جاتا ہے۔''

''اگر اس نے تمہارے سامنے بھی اقرار نہیں کیا تو تم کیا کرو گی؟''

''صرف بائیں ہاتھ کا ایک تھپڑ لگاؤں گی تو سب اُگل دے گا۔'' چاندنی نے اپنا ہاتھ دکھاتے ہوئے کہا۔ ''بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بیویوں کی مار سے ہی ڈرتے ہیں۔''

''دیکھو چاندنی۔'' روبی نے سخت لہجے میں کہا۔ ''اس گھر میں تمہارا کوئی شوہر نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ صرف میرے ڈیڈی ہیں اور ہم سب لوگوں نے اس کی تسلی کر لی ہے۔ تم اپنے شوہر کو کہیں اور تلاش کرو اور نہ ملے تو پولیس کو خبر کرو۔''

''لیکن یہ کپڑے اس کے ہیں۔ یہ تصویر اس کی ہے۔'' چاندنی نے کہا۔

''کپڑے اور تصویر اس کے ہوں گے لیکن وہ خود یہاں نہیں ہے۔'' روبی بولی۔

''تو پھر اپنے باپ کو ہی دکھا دو بیٹی۔ مجھے تو اطمینان ہو جائے گا۔'' چاندنی نے کہا۔ ''کہ میرا شوہر یہاں نہیں ہے۔''

''ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ انہیں سر میں چوٹ آئی ہے جس کی وجہ سے انہیں کچھ یاد بھی نہیں ہے۔'' روبی نے کہا۔ ''وہ جب مجھے ہی نہیں پہچانتے تو تمہارے سامنے لانے سے کیا فائدہ؟''

''کیا انہیں واقعی کچھ یاد نہیں آتا؟'' چاندنی نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں وہ کسی کو پہچان بھی نہیں سکتے۔''

''بس پھر تو یہ میرا شوہر ہی ہے۔'' چاندنی نے یقینی لہجے میں کہا۔ ''پہلے بھی ایک بار اسے ایسا ہو گیا تھا۔ چھ مہینے تک وہ پاگلوں کی طرح پھرتا رہا تھا۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔ میرے شوہر کو میرے حوالے کر دیں۔'' اتنا کہہ کر چاندنی سِسک سِسک کر رونے لگی لیکن پھر بھی جب کسی نے کوئی توجہ نہیں دی تو اس کی سسکیوں کی آواز اور تیز ہو گئی۔

''بند کرو یہ رونا دھونا۔'' اچانک روبی نے غصے میں آ کر اُسے ڈانٹ دیا اور اونچی آواز میں بولی۔ ''تمہاری یہ نئی چالاکی میری سمجھ میں آ گئی ہے۔'' اتنا کہہ کر اس نے فاخرہ بیگم کی طرف دیکھا اور اسی سخت لہجے میں بولی۔ ''یہ سب تمہاری چال ہے فاخرہ بیگم تم نے ہی اس دو ٹکے کی عورت کو یہ ڈراما رچانے یہاں بلایا ہے۔ تمہارے اس فلم ڈائریکٹر دوست صابر کمال نے کسی ایکسٹرا اداکارہ کو سکھا پڑھا کر یہاں بھیجا ہے لیکن اس سے تمہیں کوئی فائدہ اب نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم سب لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ ڈیڈی ہی واپس آئے ہیں اور کوئی ان کا ہم شکل گھر میں نہیں آیا ہے۔''

''اے بی بی۔ ذرا سنبھل کر بات کرو۔ میرا شوہر گم ہوا ہے اور میں کوئی کرائے کی عورت نہیں ہوں۔ تمہارے باپ کا چہرہ میرے شوہر جیسا ہوگا یہ ہو سکتا ہے۔'' چاندنی نے بھی غصے میں جواب دیا۔ ''لیکن میں اپنے شوہر کی ایسی نشانیاں بتا سکتی ہوں جو صرف اس کی بیوی

ہی جان سکتی ہے۔ میرے شوہر کے بائیں بغل کے نیچے ایک مسّہ ہے۔ جس کے نیچے ایک سیاہ تل ہے۔ اس کے علاوہ داہنے پاؤں میں ٹخنے سے اُوپر ایک لال رنگ کا نشان ہے۔ جس کو پیدائشی نشانی بھی کہا جا سکتا ہے۔ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہوگا لیکن پوچھ لو اپنی ماں سے۔ اگر اس کے جسم پر یہ نشانیاں موجود ہیں تو وہ میرا شوہر ہے اور اگر نہیں ہیں تو وہ تمہارا باپ ہے۔ بس فیصلہ ہو گیا۔ اُسے سامنے لایا جائے سچ اور جھوٹ کی پہچان ہو جائے گی۔''

چاندنی چیخ چیخ کر بولنے لگی تو سب لوگ فاخرہ بیگم کی طرف دیکھنے لگے۔ فاخرہ بیگم اس طرح خاموش تھی جیسے وہ اس انکشاف سے گھبرا گئی ہو۔ مگر پھر فوراً ہی اس نے خود کو سنبھال لیا اور بولی۔ ''ہاں اس کے داہنے پاؤں کے ٹخنے کے اُوپر ایک گول لال نشان ہے۔''

''بالکل ہوگا۔'' روبی بول اٹھی۔ ''اور اس کا اس عورت کو علم بھی ہوگا کیونکہ یہ ساری باتیں تم نے ہی اس عورت کو بتائی ہوں گی۔ یہ تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔''

☆=====☆=====☆

چاندنی کے سرخ نشان کا انکشاف اور اس پر روبی کا ردعمل دونوں ہی چونکا دینے والی باتیں تھیں۔ اس سے پہلے فاخرہ بیگم نے جمشید صاحب کے کمرے سے نکل کر جو کہا تھا۔ وہ بھی کم اہمیت کی بات نہیں تھی۔ چاندنی کی اچانک گھر میں آمد سے بھی لوگ ایک نئی پریشانی میں مبتلا ہو گئے تھے لیکن حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ روبی کا لگایا ہوا اندازہ درست ہے یا نہیں؟ اس پر بھی سوچنا ضروری تو تھا لیکن پھر بھی بات کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ جاوید بھی الجھن میں تھا اس لیے وہ اپنے مخصوص انداز میں سوچ رہا تھا۔ لیکن اس نئے واقعے کو دیکھ کر جاوید کے دل میں ایک نئی بات نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ یہ بات ابھی اس نے کسی کو بتائی نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی بات سوائے روبی کے اور کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ وہ روبی کے رویے سے متفق تھا۔ اس کے خیال میں روبی جو کہہ رہی تھی وہ دُرست تھا۔ یعنی چاندنی فاخرہ بیگم کی پڑھائی سکھائی ہوئی کرائے کی عورت ہے اور اسے جان بوجھ کر اس گھر میں ڈراما رچانے کے لیے بلایا گیا ہے لیکن فاخرہ روبی کی آخری بات کو برداشت نہیں کر سکی اور وہ چیخ کر بولی۔ ''روبی تم خاموش رہتی ہو یا نہیں؟''

''کھیل تو تم نے شروع کیا تھا فاخرہ بیگم۔'' روبی نے تلخ لہجے میں کہا۔ ''لیکن اس کھیل کا اُلٹا انجام دیکھ کر تم بدحواس ہو گئی ہو اس لیے اونچی آواز میں مت بولو۔ مجھے تو خیر پہلے ہی سے معلوم تھا مگر چاندنی کی آمد سے ساری بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ یہ عورت ضرور کوئی ایکسٹرا

WWW.PAKSOCIETY.COM

اداکارہ ہے۔ یہ ایک کھلا سچ ہے جو حقیقت کو سمجھنے والا ہر شخص با آسانی سمجھ سکتا ہے۔ تمہاری چال ناکام ثابت ہوئی ہے فاخرہ بیگم۔ اب تم جاؤ اور جہاں منہ چھپا کر رو سکتی ہو رو لو۔ تم نے کسی دھماکے کی اُمید رکھی ہوگی لیکن اس سے پہلے ہی تمہارا راز فاش ہوگیا ہے۔''

''تم ایسا اس لیے بول رہی ہو روبی کہ تم مجھ سے شروع ہی سے نفرت کرتی آئی ہو۔'' فاخرہ نے انتہائی غصے سے کہا۔ ''میں ایک تھپڑ مار کر تمہارا منہ بند کر سکتی ہوں لیکن میں ایسا کرنا نہیں چاہتی۔ اس عورت کو میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں ہے اور نہ ہی صابر کمال نے اسے یہاں بھیجا ہے۔ گھر میں آئے ہوئے شخص کو میں تمہارا ڈیڈی تسلیم کرنے سے ہچکچا رہی ہوں۔ اور یہ عورت کہہ رہی ہے کہ میں اپنے شوہر کی ایک انگلی دیکھ کر اسے پہچان سکتی ہوں۔ میں نے تو اس کو غور سے دیکھا ہے۔ گھور گھور کر دیکھا ہے اور میں پہلے ہی سے مطمئن نہیں تھی اس لیے مجھے اس کی اور اس عورت کی ملاقات ضروری لگتی ہے۔ یہ اگر اس کی بیوی ہے تو یہ ممکن ہے کہ اسے دیکھتے ہی اس کی یادداشت تازہ ہو جائے۔ اگر اس نے اسے پہچان لیا تو ساری بات ہی صاف ہو جاتی ہے۔''

''ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ ڈیڈی کی یادداشت اس عورت کو دیکھ کر تازہ ہونے والی نہیں ہے۔'' روبی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''یہ تو انہیں دیکھتے ہی یہ کہہ دے گی یہ اس کا شوہر ہے۔ اس طرح وہ اپنے حمید کو لے جائے گی اور تمہارے لیے میدان صاف ہو جائے گا لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔'' اتنا کہہ کر وہ چاندنی کی جانب مُڑی اور بولی۔ ''دیکھو چاندنی اگر تمہارا شوہر واقعی کہیں گم ہوگیا ہے تو تم پولیس میں رپورٹ لکھوا دو۔ کیونکہ تمہارا شوہر یہاں نہیں ہے۔''

''روبی۔ اگر چاندنی نے پولیس میں رپورٹ کر دی تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اس کا اندازہ تمہیں نہیں ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ رپورٹ کرے گی ہی نہیں۔'' روبی نے یقینی لہجے میں کہا۔ ''یہ عورت بالکل جھوٹی ہے۔ پیسے کی خاطر یہ ڈراما کھیل رہی ہے۔ اس کا شوہر کہیں گم نہیں ہوا ہے۔''

''واہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔'' چاندنی نے روبی سے کہا۔ ''میرے کھوئے ہوئے شوہر کے بارے میں پتا چلے کہ وہ تمہارے گھر میں ہے اور تم لوگ اسے واپس نہ کرو تو بھی میں پولیس میں فریاد نہ کروں؟'' اتنا کہہ کر سب انسپکٹر ریاض کی جانب مُڑی اور کہا۔ ''صاحب آپ تو پولیس کے آدمی ہیں اس لیے میری فریاد آپ یہیں لکھ لیں۔''

''مس روبی۔ میرا خیال ہے کہ گھر میں آئے ہوئے آدمی کو جسے آپ اپنا ڈیڈی سمجھ رہی ہیں کہ اس عورت سے ملوا دیں۔ ممکن ہے کہ مسز جمشید کی بات درست ہو اور وہ آپ کا ڈیڈی نہ ہو کیونکہ اس نے جو نشانی بتائی ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ یہ سچ کہہ رہی ہے فاخرہ بیگم بھی یہی کہہ رہی ہیں کہ ان کے پاؤں کے اوپر ٹخنے پر سرخ رنگ کا نشان ہے۔''

''ہاں صاحب۔ بالکل ٹھیک ہے۔'' چاندنی بولی۔

''دیکھو۔ یہ فاخرہ بیگم بھی اس نشان کے بارے میں کہہ رہی ہیں اور تم بھی یہی کہتی ہو' ان کے بغل میں جو مسّہ ہے اسے تو ہم سب لوگوں نے دیکھ لیا ہے۔ اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ تمہارا شوہر جمشید صاحب بھی ہو اور حمید بھی ہو۔ بتاؤ پولیس کس کی بات کو سچ مانے گی؟ تمہاری یا فاخرہ بیگم کی؟''

''کسی کی نہیں صاحب۔'' چاندنی نے کہا۔ ''جو وہ آدمی کہے وہی سچ ہوگا۔''

''لیکن اُسے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض بولا۔ ''تم کوئی اور نشانی بتا سکتی ہو؟''

''نہیں صاحب۔ جو صاف نظر آجائے ایسی تو کوئی نشانی نہیں ہے۔'' چاندنی نے تنگ آکر کہا۔ ''لیکن اتنی باتیں کرنے سے کیا فائدہ۔ آپ اسے میرے سامنے تو لائیں۔ میں کسی پرائے آدمی کو اپنے گھر نہیں لے جاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے۔ ایک بار تمہارے سامنے لانے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔''

''میں بھی تو یہی کہتی ہوں لیکن کوئی سمجھتا ہی نہیں۔'' چاندنی نے نرم لہجے میں کہا۔ ''آپ چونکہ پولیس کے آدمی ہیں اس لیے سمجھ گئے۔''

سب انسپکٹر ریاض نے روبی کی طرف دیکھا تو وہ اُٹھ کر اپنے ڈیڈی کے کمرے میں گئی اور انہیں لے کر باہر آ گئی۔ سجاد صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔ چاندنی روبی کے ڈیڈی جمشید کو دیکھ کر دنگ رہ گئی پھر وہ آگے بڑھی لیکن دو قدم چل کر بولی۔ ''یہی ہے...... یہی ہے صاحب۔'' پھر اس نے سب انسپکٹر ریاض کی جانب دیکھا اور بولی۔ ''صاحب یہی میرا شوہر ہے اس نے اس گھر کے سب لوگوں کو بے وقوف بنایا ہے اور اس گھر کا مالک بن بیٹھا ہے۔ لیکن میں تو اس کی نظر پہچانتی ہوں۔ دیکھئے دیکھئے۔ چور نگاہوں سے کیسے دیکھ رہا ہے میری طرف؟''

لیکن حمید کے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس کی بات سمجھ

ہی نہ رہا ہو۔اس کی نگاہیں تو روبی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔روبی اچانک آگے بڑھی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک صوفے پر بٹھا دیا اور خود بھی برابر میں بیٹھ کر بولی۔''آپ ذرا بھی مت گھبرائیں ڈیڈی۔اس پاگل عورت کا شوہر گم ہو گیا ہے۔وہ دیکھنے میں بالکل آپ جیسا ہے۔اسپتال سے اُسے بتایا گیا ہے کہ ایسا ایک آدمی اس گھر میں لایا گیا ہے تو یہ یہاں دیکھنے آئی ہے۔اس کے شوہر کا بھی ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔''

''اچھا؟''

''ارے تم......اچھا......اچھا کیا کر رہے ہو؟'' چاندنی ان دونوں کے نزدیک آ کر غصے سے بولی۔''تم مجھے نہیں پہچانتے میں چاندنی ہوں۔تمہاری بیوی۔''

''تم چاندنی؟ میری بیوی؟''

''اب زیادہ مت بنو۔'' چاندنی آنکھیں نکال کر بولی۔''ورنہ بائیں ہاتھ کا ایک لگاؤں گی تو سب کچھ یاد آ جائے۔یہ کیا کھیل رچایا ہے تم نے؟''

''کھیل......؟ کھیل تو تم سب لوگوں نے رچایا ہے۔'' روبی کا ڈیڈی اور چاندنی کا حمید ہاتھ ہلا کر بولا۔''تم اگر میری بیوی ہو تو وہ سامنے بیٹھی ہوئی عورت کون ہے؟ سب کا کہنا ہے کہ یہی میری بیوی ہے اور یہ لڑکی میری بیٹی ہے۔اور اب تم میری بیوی بننے آ گئی ہو۔مجھے اگر ذرا سا بھی یاد آ گیا نا تو سب کو سیدھا کر دوں گا......مگر کیا کروں کچھ یاد نہیں آتا؟ اسی لیے ہر کوئی اپنی اپنی کہہ رہا ہے۔سمجھ نہیں آتا کہ میں کس کا شوہر ہوں۔''

''تم کسی کے شوہر نہیں ہو۔'' چاندنی اُس کے قدموں کے پاس فرش پر بیٹھ کر بولی۔''تم ذرا سوچو یہاں پولیس والا صاحب بھی ہے۔اب جلدی سے انھیں بتا دو کہ تم میرے حمید ہو ورنہ سچ کہتی ہوں تمہاری جان لے کر پندرہ بیس سال اندر چلی جاؤں گی۔''

''نہیں تم میری بیوی نہیں ہو۔'' وہ چیخ کر بولا۔''اگر واقعی یہاں کوئی پولیس والا ہے تو وہ میری فریاد سن لے کہ میں یہاں بہت ہی خطرناک لوگوں میں پھنس گیا ہوں اور میری جان بچائی جائے یہاں دو عورتیں ہیں جو مجھے اپنا شوہر سمجھتی ہیں۔ایک شخص ہے جو کاروبار میں مجھے اپنا پارٹنر سمجھتا ہے اور پرانی دوستی کا دعویٰ کرتا ہے ایک لڑکی ہے جو میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے لوری سننا چاہتی ہے اور اس کی سوتیلی ماں میری دولت لے کر بھاگ جانا چاہتی ہے۔آخر یہ سب کیا چکر ہے؟ مجھے اگر پچھلی باتیں یاد آ گئیں تو ان سب لوگوں کا کیا ہو گا؟ میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا اور ہر بات پولیس کو بتا دوں گا۔''

''میں کہتی ہوں چپ ہو جاؤ حمیدے۔'' چاندنی نے اُسے ڈانٹا۔

''مت چلاؤ۔میں حمیدے نہیں ہوں۔''

''تم ہو۔'' کہہ کر چاندنی نے اُس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ روبی نے اُس کا ہاتھ جھٹک کر انگریزی میں کہا۔

''ڈونٹ ٹچ ہم۔''

''ارے واہ اب تو انگریزی میں گالیاں دینے لگی۔'' چاندنی ہاتھ نچا نچا کر بولی۔

''ارے اس کے ساتھ ساتھ کیا تیرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے؟''

''تمہیں جو کچھ کہنا ہے دُور بیٹھ کر کہو۔'' روبی نے غصے میں کہا۔''میرے ڈیڈی کو ہاتھ مت لگاؤ۔''

''لیکن یہ تمہارا ڈیڈی نہیں میرا شوہر ہے۔''

''مسٹر ریاض۔ پلیز مہربانی کر کے اس پاگل عورت کو یہاں سے نکالیں۔میں اس کے لیے پولیس اسٹیشن فون کروں یا آپ کر رہے ہیں؟'' روبی نے کہا۔

''میں اس وقت ڈیوٹی پر نہیں ہوں۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔''پھر بھی میں آپ کی پریشانی کو سمجھ رہا ہوں۔'' اتنا کہہ کر اُس نے چاندنی کی طرف دیکھا۔''چاندنی۔''

''جی صاحب۔'' چاندنی نے کہا۔''میں اپنی ماں کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ میرا شوہر ہے۔آپ نے اگر اسے میرے حوالے نہ کیا تو یہ ضرور اس گھر میں کچھ اُلٹی سیدھی حرکت کر بیٹھے گا۔اسے کچھ یاد بھی نہ آئے لیکن یہ چوری کر کے تو ضرور ہی بھاگے گا۔آپ مہربانی کر کے اسے اس گھر سے نکال کر تھانے میں لے جائیں۔اس کو بچا لیں صاحب۔'' چاندنی گڑگڑانے لگی۔''آپ مجھ پر رحم کریں صاحب اور میرے شوہر کو بچا لیں۔''

''دیکھو چاندنی جب تک تم قانونی طور پر تھانے میں اپنی فریاد نہیں لکھواؤ گی۔اس وقت تک پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔

''لیکن میں کب انکار کر رہی ہوں صاحب؟''

''تو تم تھانے جاؤ۔میں تمہیں وہیں ملوں گا۔''

''ٹھیک ہے صاحب۔اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو مجھے تھانے ہی جانا پڑے گا۔دیکھ لوں گی ان سب کو......'' چاندنی بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔اُس نے جانے کے بعد سب انسپکٹر ریاض بھی جانے لگا تو بڑی دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے جاوید نے اُس سے

پوچھا۔ ''ریاض صاحب کیا آپ کو یہ عورت سچی نظر آتی ہے؟''

''آپ کو کیا لگتی ہے؟''

''مجھے تو یقین ہوگیا ہے کہ یہ دو ہم شکل لوگوں کا کیس ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''اور یہ شخص جمشید انکل نہیں بلکہ حمید ہی ہے۔''

''اگر آپ کا خیال ٹھیک ہے تو پھر مسٹر جمشید کہاں ہیں؟'' سب انسپکٹر ریاض بولا۔ ''اگر آپ یہ محسوس کررہے ہیں کہ گھر میں کوئی دوسرا ہی آدمی آگیا ہے تو آپ کو ان بدلے ہوئے حالات میں پھر سے تھانے میں رپورٹ درج کرانی چاہیے۔ اسی میں آپ لوگوں کی بھلائی ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا اور سب سے اجازت لے کر رخصت ہوگیا۔

☆=====☆=====☆

سب انسپکٹر ریاض اپنی موٹر سائیکل پر چاندنی کے پہنچنے سے پہلے ہی تھانے پہنچ گیا۔ پھر جب چاندنی وہاں آگئی تو وہ اسے الگ ایک کونے میں لے گیا اور ایک بنچ پر بٹھانے کے بعد بولا۔ ''چاندنی تمہاری شکایت تو میں بعد میں درج کروں گا پہلے مجھے تم اس کی تفصیل بتاؤ کہ حمید سے تمہاری ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی؟ کب تمہاری اس سے شادی ہوئی؟ وہ کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس کا کوئی رشتے دار ہے یا نہیں؟''

''ٹھیک ہے صاحب۔'' چاندنی نے کہا اور پھر اس نے ڈھیرے ڈھیرے ساری معلومات سب انسپکٹر ریاض کو فراہم کردیں۔ سب انسپکٹر ریاض نے کئی خاص خاص باتوں کو اپنی ڈائری میں نوٹ بھی کرلیا۔ اس نے چاندنی سے کئی سوالات پوچھے اور حمید کی مجرمانہ سرگرمیوں کے بارے میں تمام ضروری معلومات حاصل کرلیں۔ اس کے بعد چاندنی کی طرف سے یہ شکایت درج کرلی گئی کہ اس کا شوہر حمید جو کہ کہیں غائب ہوگیا تھا۔ اب سیٹھ جمشید کی حیثیت سے فلاں کوٹھی میں موجود ہے۔

☆=====☆=====☆

جمشید صاحب کے بنگلے سے جب چاندنی اور سب انسپکٹر ریاض آگے پیچھے چلے گئے اس کے بعد کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ فلم ڈائریکٹر صابر کمال کے ساتھ فاخرہ بیگم نے روبی اور جاوید کی موجودگی میں تھوڑی بات کی تھی اور اسے ان نئے پیش آنے والے حالات سے آگاہ کردیا تھا۔ فاخرہ کی باتوں سے تو یہی اندازہ ہورہا تھا کہ اسے ابھی تک اس پر یقین ہے کہ جمشید صاحب کو کسی نے اغوا کرلیا ہے اور وہ ابھی تک ان لوگوں کے قبضے میں ہی ہیں۔

اسے اس کا بھی یقین تھا کہ کسی وقت بھی تاوان کی رقم کے لیے اغوا کرنے والوں کا فون آسکتا ہے۔ سجاد صاحب کا بستر بھی اب اسی کمرے میں لگا دیا گیا تھا' جس میں جمشید صاحب کی شکل صورت والا آدمی تھا۔ جو بقول چاندنی کے اس کا شوہر حمید تھا۔ سجاد صاحب کو جمشید صاحب والے کمرے میں اس لیے رکھا گیا تھا تاکہ اس ہم شکل شخص کی حرکت پر نظر رکھی جاسکے۔

وہ ہم شکل خوب پیٹ بھر کر کھانے کے بعد اب گہری نیند سو رہا تھا۔ ڈاکٹر صمدانی کا بھی فون آیا تھا۔ ان سے فاخرہ بیگم اور روبی نے بھی بات کی تھی۔ جاوید بھی ایک فاخرہ بیگم کی طرح اس شخص کو جمشید صاحب نہیں سمجھ رہا تھا اور اسے چاندنی کا شوہر حمید سمجھنے لگا تھا۔ جس کی وجہ سے روبی بھی ذرا الجھن میں پڑ گئی تھی لیکن وہ ابھی تک اسی یقین پر قائم تھی کہ گھر میں آیا ہوا شخص کوئی اور نہیں بلکہ اس کا ڈیڈی ہی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے ڈیڈی کی شکل صورت کے دو آدمی ہو ہی نہیں سکتے۔ اور اگر ایسا ہے بھی تو جب تک دونوں ایک ساتھ اس کے سامنے نہیں آجاتے اس وقت تک وہ تسلیم نہیں کرے گی۔ وہ ڈیڈی کی چند خاص نشانیوں مثلاً مسّے' لوری اور دائیں ران پر سرخ نشان کو تو وہ جھوٹ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں تھی۔ اور اس بات کا بھی امکان تھا کہ اغوا کرنے والے اس کے ڈیڈی کی بجائے حمید کو اُٹھا لے گئے ہوں۔

''میری ہر بات اور میرے دل کے تمام شکوک جوں کے توں ہیں جاوید۔'' اس نے جاوید سے کہا تھا۔ ''تم میرا ساتھ دینا چاہو تو دو ورنہ صاف انکار کردو۔''

''انکار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا روبی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

''لیکن تمہارے خیالات بدل گئے ہیں۔'' روبی نے کہا۔ ''اور اب تم مجھے خوش کرنے کے لیے یہ بات کہہ رہے ہو۔''

''دیکھو روبی جو کچھ ہوگیا ہے وہ بڑا ہی گھمبیر مسئلہ ہے اور اس پر ہم آسانی سے کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے۔'' جاوید بولا۔ ''اس لیے ہم سب ہی اُلجھ گئے ہیں لیکن ہم دونوں نے جو رائے قائم کی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔''

''کیا میں یہ جان سکتی ہوں کہ تم دونوں نے کیا رائے قائم کی ہے؟'' فاخرہ بیگم نے پوچھا۔

''نہیں یہ ہماری نجی باتیں ہیں اور تمہارا جاننا ضروری نہیں ہے۔'' روبی نے ابھی یہ کہا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔

''ہیلو۔'' فاخرہ بیگم نے ریسیور اُٹھالیا۔

''میں سب انسپکٹر ریاض ہوں۔'' دوسری جانب سے سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''میں نے چاندنی سے بڑی تفصیلی بات چیت کی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کا شوہر حمید آپ کے گھر میں ہے' جس کی واپسی کے لیے وہ عدالت میں جانے کو تیار ہے اور اسے روکا بھی نہیں جاسکتا۔ اس کی رپورٹ کے خلاف اگر آپ کو کچھ کہنا ہے تو......''

''کیا آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں؟'' فاخرہ نے پوچھا۔

''کہیے۔''

''مجھے چاندنی کی فریاد کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے۔'' آپ صرف اتنا کریں کہ تفتیش کو تھوڑی دیر کے لیے ٹال دیں۔ مجھے زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے کی ضرورت ہے مسٹر ریاض۔ اور اگر اس کے لیے چاندنی چاہے تو میرے یہاں رہ سکتی ہے۔ میں اسے اور اس کے شوہر حمید کو اچھی طرح رکھوں گی۔ انہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی اس کی میں ضمانت دیتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ چند ہی گھنٹوں کے اندر یہ اُلجھن سلجھ جائے گی مگر فی الحال میں کچھ کہنا نہیں چاہتی۔''

''اس کا مطلب ہے آپ چوبیس گھنٹے میں اس نتیجے پر پہنچ جائیں گی کہ آپ کے گھر میں آیا ہوا شخص اصل میں کون ہے؟'' دوسری طرف سے سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''ہاں زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔ ''شاید اس سے پہلے بھی۔''

''وہ کس طرح؟''

''یہ میں آپ کو اس وقت نہیں بتاسکتی مسٹر ریاض...... پلیز ہیلپ می۔'' فاخرہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''لیکن ایک بات ضرور کہوں گا مسز جمشید کہ اس وقت جو شخص آپ کے گھر میں موجود ہے۔ اس کے مسٹر جمشید ہونے کی امید بالکل ہی کم ہے۔''

''مجھے بھی یہی لگتا ہے۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔ ''اور جاوید بھی یہی سمجھتا ہے لیکن روبی نہیں مانتی۔ مگر یہ بات طے ہے کہ چند ہی گھنٹوں بعد ہم کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔''

''ایسا ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''تو میں چاندنی کو اب یہاں بھیج دوں نا؟''

''ہاں اسے آپ ذرا یہ سمجھا دیں کہ حالات میں فی الحال کوئی فرق نہیں پڑ رہا ہے اس لیے وہ اور اس کا شوہر ایک آدھ دن میرے یہاں مہمان رہیں گے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ہولڈ کریں میں اس سے بات کر کے آپ کو آگاہ کرتا ہوں۔'' پھر تھوڑی دیر بعد سب انسپکٹر ریاض نے بتایا کہ چاندنی رضا مند ہوگئی ہے۔

☆=====☆=====☆

اغوا کنندگان سے فاخرہ کی ٹیلیفون پر جو بات ہوئی تھی اس سے اس نے روبی اور جاوید کو بھی آگاہ کر دیا تھا۔ اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ تاوان کی ادائیگی کے سلسلے میں کسی بھی وقت ان کا فون دوبارہ آسکتا ہے۔ حالانکہ روبی فاخرہ کی کسی بات پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ پھر بھی وہ جانتی تھی کہ فون کسی وقت بھی آسکتا ہے۔ اور اس وقت تک فاخرہ روپے لے کر باہر نہیں جاسکتی تھی۔ اسی لیے وہ بے چینی سے فون کا انتظار کر رہی تھی لیکن جب نہ تو فون آیا اور نہ چاندنی واپس آئی تو جاوید نے کہا۔ ''فون کا انتظار کرنا بے کار ہے کیونکہ ایسے لوگ شاید ہی وقت دے کر کام کرتے ہوں۔ فون کسی وقت بھی آسکتا ہے یہ تو طے ہے لیکن کب آئے گا یہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس لیے اس کے بارے میں زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''تمہارا کہنا درست ہے لیکن فکر تو ہونی ہی ہے' یہ ٹینشن تو ا...شدید ہوتا جا رہا ہے۔'' روبی نے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن اس کا کوئی حل بھی تو نہیں ہے۔'' جاوید [illegible] ''اکثر اس طرح کے لوگ سامنے والے لوگوں کا صبر آزمانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔''

تھوڑی دیر بعد فاخرہ نے ٹیلی فون چیک کرنے کے لیے پھر [illegible] کان سے لگا کر دیکھا۔ فون ٹھیک تھا۔ اس نے سب انسپکٹر ریاض کا نمبر ملا کر معلوم کیا تو ا[illegible] سب انسپکٹر ریاض تھوڑی دیر قبل ہی تھانے سے نکلا ہے۔

''چاندنی بھی ابھی نہیں آئی ہے اور سب انسپکٹر ریاض بھی تھانے میں [illegible] ہے۔'' فاخرہ بیگم نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر سے صوفے میں دھنس گئی۔ سب [illegible] جگہ خاموش بیٹھے تھے اور پھر کافی دیر بعد بنگلے کے باہر ایک کار اور ایک موٹر سائیکل [illegible] کی آوازیں ایک ساتھ سنائی دیں۔ روبی نے اُٹھ کر بالکونی سے نیچے جھانکا اور بولی۔ ''ڈاکٹر صمدانی' سب انسپکٹر ریاض اور چاندنی ہیں۔'' ان تینوں کو ایک ساتھ دیکھ کر سب کو حیرت ہو رہی تھی لیکن اوپر آتے ہی ڈاکٹر صمدانی نے ان کی حیرت دُور کرتے ہوئے کہا۔ ''میری مسٹر

ریاض اور چاندنی سے بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ ان دونوں نے میری توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی جانب دلائی ہے جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ چاندنی کے کہنے کے مطابق اس کے ساتھ پہلے بھی ایک بار ایسا ہو چکا ہے۔ اور تب چاندنی اپنی ذاتی کوششوں سے اس کی یادداشت واپس لانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ اور اس بار بھی چاندنی ایک چانس لینا چاہتی ہے اور میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مریض کو دیکھنے اور اس کی حالت کو سمجھنے کے لیے میں خود یہاں آیا ہوں۔''

''آپ کا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر۔'' روبی نے کہا۔ ''لیکن میرے ڈیڈی کو یہ اپنا شوہر سمجھ کر کچھ بھی کرنا چاہے گی اور میں ایسی کوئی حرکت کرنے نہیں دوں گی۔''

''مسز جمشید۔'' ڈاکٹر صمدانی نے روبی کی بات سن کر فاخرہ بیگم سے کہا۔ ''یہ بات آپ اپنی بیٹی کی بجائے خود بہتر طور پر سمجھ سکتی ہیں۔ میرا مطلب ہے ازدواجی زندگی کی کچھ یادگار باتیں۔''

''ڈاکٹر میرے ڈیڈی کی گھریلو زندگی سے اس چاندنی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' روبی نے ڈاکٹر صمدانی کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''اس لیے آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟''

''دراصل ہم چاندنی اور اس کے شوہر کو تھوڑی تنہائی دینا چاہتے ہیں۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔

''لیکن وہ میرے ڈیڈی ہیں۔'' روبی نے زور دے کر کہا۔ ''اور ایسا کبھی نہیں ہوگا۔''

پھر ڈاکٹر صمدانی اور سب انسپکٹر ریاض کو روبی کو سمجھانے میں کافی دیر لگی۔ روبی بڑی مشکل سے رضامند ہوئی تھی۔ چاندنی نے سب سے پہلے گھر میں آئے ہوئے جمشید صاحب جیسے شخص کو دیسی شراب پلانے کی بات کی تھی۔ خود ڈاکٹر صمدانی اور سب انسپکٹر ریاض بھی اس بات سے متفق تھے کہ دیسی شراب جو کہ بہت تیز ہوتی ہے کو اس کا عادی شخص ہی پی سکتا ہے اور اگر وہ شخص مسٹر جمشید ہی ہوئے تو ایک گھونٹ بھرتے ہی پتا چل جائے گا۔ چاندنی کے کہنے کے مطابق اس کا شوہر حمید دیسی شراب کا عادی تھا۔

یہ بات چونکہ اسپتال میں چاندنی' ڈاکٹر صمدانی اور سب انسپکٹر ریاض میں طے ہو چکی تھی۔ اس لیے وہاں سے چلتے وقت سب انسپکٹر ریاض دیسی شراب کی بوتل بھی اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ تاکہ اگر گھر والوں سے اجازت مل جائے تو چاندنی اسے آزما سکے۔

چاندنی جمشید صاحب کے کمرے کے اندر چلی گئی تو دروازے کو اس طرح موڑ دیا گیا

کہ باہر کھڑے ہوئے لوگ اندر کی ایک ایک حرکت کو دیکھ سکیں۔ چاندنی نے اندر جاتے ہی اس شخص کا رخ اس طرح موڑ دیا کہ اس کی پیٹھ دروازے کی طرف ہوگئی۔ لہٰذا وہ باہر والے لوگوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر چاندنی سامنے ہونے کی وجہ سے سب کو دیکھ سکتی تھی اور سب لوگ اُسے دیکھ سکتے تھے۔

چاندنی اپنی عادت کے مطابق بڑبڑاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس وقت جمشید صاحب یا حمید وہ جو کوئی بھی تھا پلنگ پر گہری نیند سو رہا تھا۔ چاندنی کی بڑبڑاہٹ سن کر اس نے کروٹ بدلی تھی لیکن کمرے میں کون آیا ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔ اس کا اُسے کوئی ہوش نہیں تھا۔

کھیل شروع ہو چکا تھا۔ چاندنی کی زوردار دیہاتی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''ارے دن نکل آیا ہے۔ کیا تمہیں باہر نہیں جانا ہے؟ صرف نشہ کرنا، کھانا ہے اور سونا ہے مجھ سے اب تمہاری یہ حرکتیں برداشت نہیں ہوتیں۔ آج تو میں بڑی مشکل سے بوتل لے کر آئی ہوں' مگر میں کہہ دیتی ہوں کہ اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو باہر جا کر ایک نہیں تو آدھی روٹی ہی کما کر لانی ہوگی۔ نہیں تو یہاں تم رہو گے یا میں رہوں گی۔''

''مگر تم ہو کون؟'' اس اجنبی شخص نے آنکھیں مل کر لیٹے لیٹے ہی پوچھا۔

''ارے میں چاندنی ہوں چاندنی۔'' چاندنی ہاتھ نچا کر بولی۔ ''ابھی تک نشے میں ہو کیا؟''

''نہیں۔''

''میں جانتی ہوں' جب تک یہ تمہارے پیٹ میں نہیں جائے گی۔ تب تک تم کسی کو نہیں پہچانو گے لے کر آئی ہوں۔ پینا شروع کر دے تاکہ تجھے یاد آجائے کہ تیرے سامنے کون بیٹھا ہے۔'' یہ کہہ کر چاندنی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھیلے میں سے دیسی شراب کی بوتل نکال کر سامنے رکھ دی۔ میز پر سے گلاس اُٹھا کر رکھا اور پھر تھیلے میں سے بھنے ہوئے چنے کا لفافہ نکال کر بھی اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ شخص ان سب چیزوں کو بیٹھا تاکتا رہا تو چاندنی نے پھر کہا۔

''اب اس طرح منہ کیا دیکھ رہے ہو؟ چاندنی کو تم نہیں پہچانتے لیکن اسے تو جانتے ہو نا؟ سردار کے اڈے سے لے آئی ہوں۔ جلدی سے پی لو اور باہر نکل جاؤ۔ کچھ کما کر لاؤ نہیں تو کل روٹی بھی نہیں ملے گی۔ لے پی۔'' کہہ کر چاندنی نے گلاس بھر دیا لیکن پھر بھی یوں لگ رہا تھا جیسے اس آدمی پر اس کا کوئی اثر ہی نہ ہوا ہو۔ وہ کبھی چاندنی کو دیکھ رہا تھا اور کبھی شراب کے

گلاس کو گھور رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ بولا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کس کے گھر میں روٹی نہیں ملے گی؟ تم کس سے بات کر رہی ہو؟ میں کون ہوں؟ بتاؤ کیا تمہیں معلوم ہے؟''

''ہاں معلوم ہے۔'' چاندنی اونچی آواز میں بولی۔ ''تم میرے حمیدے ہو اور میں تمہاری چاندنی ہوں۔''

''تم کو کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے چاندنی۔ میں حمیدا نہیں ہوں۔ سب کہتے ہیں کہ میں جمشید صاحب ہوں، لیکن مجھے لگتا ہے میں جمشید صاحب بھی نہیں ہوں۔''

''ہاں تم جمشید نہیں ہو۔'' چاندنی نے کہا تو اچانک اس آدمی کا ہاتھ آپ ہی آپ شراب سے بھرے ہوئے گلاس کی جانب بڑھ گیا۔ سب لوگ باہر کھڑے حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے اور اس درمیان وہ شخص گلاس سے دو گھونٹ پی بھی گیا۔ اسے نہ تو کھانسی آئی اور نہ ہی اس نے برا سا منہ بنایا تھا۔

''میں مسٹر جمشید نہیں ہوں اس کا کیا ثبوت ہے؟'' وہ ایک اور گھونٹ بھر کر بولا۔

''اس کا ثبوت بھی تمہیں مل جائے گا۔'' چاندنی نے کہا۔ ''تم مجھے پہچان لو گے کہ میں تمہاری چاندنی ہوں تو سب کچھ تمہیں یاد آ جائے گا۔''

''لیکن مجھے تو یہ بھی یاد نہیں کہ تم چاندنی ہو اور میری بیوی کا نام چاندنی تھا۔'' اس نے گلاس کا آخری گھونٹ لے کر خالی گلاس رکھ دیا۔ ''کچھ اور یاد دلا سکو تو دلاؤ۔''

''اتنا اور پی لو تو بتاتی ہوں۔'' چاندنی خالی گلاس کو دوبارہ بھرتے ہوئے بولی۔ ''تم یہ بھول جاؤ کہ تم جمشید ہو۔ اپنے آپ کو حمیدا سمجھ کر میری بات سنو ورنہ کچھ نہیں ہوگا۔ آنکھیں بند کر کے میری بات سنو گے تو سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔''

''مگر میں نے تو کہہ دیا ہے کہ میں جمشید صاحب بھی نہیں لگتا ہوں۔'' وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولا۔ شراب کا نشہ اس پر حاوی ہوتا جا رہا تھا۔ اور پھر چاندنی کے کہنے کے مطابق اس نے دوسرا گلاس بھی خالی کر دیا۔ چاندنی نے ایک بار پھر اس گلاس کو بھر دیا اور کہا۔

''تمہیں تو یہ بھی گپ محسوس ہوتا ہے کہ تم حمیدے ہو؟ ایک گلاس اور پی لو اور دماغ میری طرف لگا کر میری بات غور سے سن لو۔ تمہیں یاد ہے ایک بار تم نشے میں دُھت ہو کر گھر آئے تھے اور مزید پینے کے لیے تم مجھ سے روپے مانگ رہے تھے؟''

''نہیں۔ بالکل نہیں۔'' اس آدمی نے زور سے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا یہ بھی یاد نہیں ہے کہ روپے نہ دینے پر تم نے مجھے مارا تھا؟'' چاندنی نے پوچھا۔

''نہیں۔'' اس نے پھر سر ہلا کر جواب دیا۔

''تمہاری مار کھا کر مجھے غصہ آ گیا تھا اور پہلی بار میں نے تمہیں ایک تھپڑ مار دیا تھا۔ بالکل اس طرح......'' کہہ کر چاندنی نے سچ مچ ایک تھپڑ اس کے گال پر جما دیا اور بولی۔ ''اب یاد آیا؟ تم مجھے گالیاں دینے لگے اور پھر مجھ پر جھپٹے تو میں نے دوسرا تھپڑ تمہیں مارا تھا اس طرح۔'' کہہ کر اس نے ایک زوردار تھپڑ اور لگا دیا کہ وہ صوفے پر لڑھک گیا۔

دروازے سے باہر کھڑی ہوئی روبی یہ دیکھ کر بوکھلا گئی وہ چاندنی کو روکنے کے لیے جیسے ہی کمرے کے اندر بھاگنے لگی کہ ویسے ہی اس کے قدم رُک گئے۔ وہ شخص چاندنی کو گالیاں دیتا ہوا کہہ رہا تھا۔ ''حرام زادی، کمینی...... ٹھہر۔ میں دیکھتا ہوں۔''

وہ صوفے سے اُٹھ کر بڑھا تو چاندنی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ مگر وہ اس کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔ ''کمینی میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔''

''اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے اس روز بھی تم آگے بڑھے تھے۔ اور تب میں نے کیا کہا تھا یہ یاد ہے؟'' چاندنی نے پیچھے ہٹ کر کہا۔ ''اگر نہیں یاد ہے تو لے۔'' کہہ کر اس نے اس کے پیٹ میں ایک لات مار دی۔ روبی آگے بڑھنے لگی مگر وہ اپنے ڈیڈی کی آواز سن کر وہیں تھم گئی۔ اپنے ڈیڈی کو اس لہجے میں بولتے ہوئے تو اس نے کبھی سنا نہیں تھا۔

''حرام زادی نالائق۔ کمینی...... لا روپے دے نہیں تو آج میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا اور دروازے کے باہر سے لوگ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ چاندنی دھیرے دھیرے پیچھے ہٹ رہی تھی اور وہ دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر چاندنی نے چیخ کر پوچھا۔ ''روپے کیا کرنے ہیں تمہیں؟''

''کتنی بار کہوں؟ بہری ہو گئی ہے کیا؟ مجھے شراب چاہیے شراب۔'' وہ چیخ کر بولا۔

''تو پیو نا شراب...... بوتل تو رکھی ہوئی ہے تمہارے لیے۔'' چاندنی نے اشارہ کر کے کہا۔

''میرے لیے؟ شراب؟ تم نے گھر میں رکھی ہے۔ کہاں ہے؟'' وہ لڑکھڑا کر بولا۔

''وہ رہی۔'' چاندنی نے بوتل کی جانب انگلی اٹھائی اور مسکرانے لگی۔ اسے اس کا کھویا ہوا شوہر حمیدا مل گیا تھا۔ اس نے بوتل کی طرف دیکھا اور لڑکھڑاتی چال سے بوتل کے پاس پہنچ گیا اور زمین پر بیٹھ کر باقی بچی ہوئی شراب ایک ہی سانس میں پی گیا۔ اس درمیان

چاندنی بھی اس کے قریب آ کر زمین پر بیٹھ گئی۔ بوتل خالی کرنے کے بعد اس نے اسے ایک جانب پھینک دیا اور چاندنی کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد یکایک اس کے چہرے پر ندامت کے تاثرات اُبھرے اور وہ اپنی شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے بڑے جذباتی لہجے میں بولا۔ ''میں نے تمہیں مارا چاندنی؟ نہیں چاندنی...... میں نے تمہیں مارا ہے نا؟'' اتنا کہہ کر اس نے اپنا سر چاندنی کے کندھے پر رکھ دیا اور سسک سسک کر رونے لگا بچے کی طرح زور زور سے۔

''ارے یہ اچھا نہیں لگتا۔'' چاندنی نے پیار سے اس کا سر سہلایا اور آگے بولی۔ ''ارے مرد کے بچے ہو کر رو رہے ہو۔'' اس نے حمیدے کا سر کندھے سے ہٹا کر اپنے سینے پر رکھ لیا۔ نشہ پوری طرح اس پر حاوی ہو چکا تھا۔ چاندنی کے سینے پر سر رکھتے ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ روتے روتے سو گیا۔ اس درمیان فاخرہ روبی اور ڈاکٹر صمدانی وغیرہ کمرے میں آ گئے تھے۔ چاندنی اُن سب کی طرف دیکھ کر دھیرے سے بولی۔ ''اس دن بھی اسی طرح مار پیٹ کرنے کے بعد یہ میری گود میں سر رکھ کر سو گیا تھا۔''

☆=====☆=====☆

چاندنی کے شوہر کو وہیں کمرے میں قالین پر ہی لٹا دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صمدانی نے اسے ایک انجکشن لگا دیا تھا اور اس کے لیے انہوں نے چند گولیاں بھی دی تھیں۔ جو اس کے اُٹھنے کے بعد اسے کھلانی تھیں۔ ڈاکٹر صمدانی نے سب سے اجازت لینے کے بعد سب انسپکٹر ریاض سے کہا۔ ''چلیے مسٹر ریاض آپ چلیں گے یا ابھی نہیں؟''

''ہوں'' سب انسپکٹر ریاض گہرے خیالات سے چونک کر بولا۔ ''ہاں...... ہاں۔ میں بھی اب چلوں گا۔ یہاں رہنے کا اب کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔'' اتنا کہہ کر اس نے فاخرہ بیگم سے کہا۔ ''اب میں صبح کو آؤں گا۔ اب مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ شخص اگر حمید ہے تو پھر مسٹر جمشید کہاں ہیں؟''

فاخرہ بیگم کچھ کہنا چاہتی تھی اور روبی بھی کچھ کہنے کے لیے بے چین تھی۔ خود سجاد صاحب بھی چاہتے تھے کہ جمشید صاحب کے اغوا کی بات اب سب انسپکٹر ریاض کو بتا دینی چاہیے لیکن ان کے سوچتے سوچتے جاوید بول پڑا۔ ''یہ مشکل کام اب آپ کو انجام دینا ہے مسٹر ریاض۔''

''اسی لیے تو صبح کو پھر آؤں گا۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''اس وقت تک حمید بھی میرے سوالوں کے جواب دینے کے قابل ہو جائے گا۔''

''رائٹ۔'' ڈاکٹر صمدانی نے کہا۔ ''لیکن پہلے میں اُسے چیک کروں گا اس کے بعد آپ کو جو پوچھنا ہے پوچھ لیجیے گا۔''

''ٹھیک ہے ڈاکٹر۔'' سب انسپکٹر ریاض بولا۔ ''چلیے...... پھر صبح ملاقات ہو گی۔''

پھر جب ڈاکٹر صمدانی اور سب انسپکٹر ریاض سب سے رخصت ہو کر چلے گئے تو جاوید نے کہا۔ ''اب تو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ جمشید انکل کو اغوا کیا گیا ہے اور اب ہمیں اغوا کرنے والوں کے فون کا انتظار کرنا پڑے گا۔''

جاوید کی اس بات پر فاخرہ نے کوئی دھیان نہیں دیا تھا۔ وہ تو روبی کو دیکھ رہی تھی لیکن روبی منہ گھمائے خاموش بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ جاوید شاید یہ بات بھول گیا ہے۔ اس کے ڈیڈی کا اغوا فاخرہ بیگم نے ہی کرایا ہے اس کے ڈیڈی کی شکل صورت والا شخص کوئی اور ہی نکلا تھا۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے ڈیڈی کو گم کرنے میں فاخرہ بیگم کا ہاتھ نہیں ہے۔ حمید اس معاملے میں کیسے آ ٹپکا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات تو اس کے ہوش میں آنے کے بعد ہی ہو سکتی ہیں لیکن فاخرہ بیگم پر نظر رکھنے کے بارے میں اس نے اور جاوید نے جو فیصلہ کر رکھا تھا۔ اس کو نظر انداز کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں تھی اور جاوید شاید یہ بات بھول گیا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے سوالیہ نظروں سے جاوید کی طرف دیکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا فاخرہ بیگم نے کہا۔ ''روبی اس انکشاف سے تمہیں تو حیرت ہوئی ہو گی لیکن مجھے تو یہ شخص پہلے سے ہی پرایا لگ رہا تھا۔''

''لیکن میں نہیں سمجھتی کہ یہ میری بھول تھی۔'' روبی نے کہا۔ ''اور جاوید کے کہنے کے مطابق اب ہمیں اغوا کرنے والوں کے فون کا انتظار کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کرنا چاہیے۔ تم اور سجاد انکل جا کر آرام کر لو۔ میں اور جاوید یہاں فون کے پاس بیٹھے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' فاخرہ بیگم اُٹھ گئی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ جب کہ سجاد صاحب نیچے گیسٹ روم میں چلے گئے۔ ان دونوں کے جانے کے بعد جاوید اور روبی نے دھیمی آواز میں کچھ باتیں کیں اور پھر آخر میں جاوید نے روبی سے کہا۔ ''مجھے اب نہیں لگتا کہ جمشید صاحب کے اغوا میں فاخرہ بیگم کا کوئی ہاتھ ہو سکتا ہے۔ اگر اس میں کوئی شریک ہے تو وہ وہی لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے حمید کو یہاں بھجوایا ہے۔ پھر بھی اگر تم کہو تو مجھے فاخرہ بیگم کا پیچھا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فون آنے کے بعد وہ روپے لے کر ضرور باہر نکلے گی۔ اس وقت میں اس کا پیچھا کر سکتا ہوں۔''

رات کے دو بجنے والے تھے لیکن اغوا کنندگان کی جانب سے تاوان کی رقم کے لیے کوئی فون نہیں آیا تھا۔ جب کہ فاخرہ بیگم نے کہا تھا کہ دن کے وقت یہ فون آ جائے گا۔ مگر اب دن گزر چکا تھا اور رات بھی ختم ہونے والی تھی۔ سب ہی انتظار میں بیٹھے تھے ان سب کو توقع تھی کہ یہ پیغام فون پر ہی ملے گا۔ اسی لیے وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس مسئلے پر بھی گفتگو کی تھی کہ اگر صبح تک اغوا کنندگان کی جانب سے کوئی اطلاع نہ ملی تو انہیں پولیس کو اس بارے میں بتانا چاہیے یا نہیں؟ فاخرہ اس پر رضامند نہیں تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ پہلے جمشید صاحب خیریت سے واپس آ جائیں اس کے بعد پولیس کو بتایا جائے۔ وہ ایسا کوئی قدم اُٹھانے کے لیے تیار نہیں تھی کہ جمشید صاحب کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بڑے یقین کے ساتھ سب کو یہ بھی کہا تھا کہ تاوان کی رقم ادا ہونے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں مجرم پکڑے جائیں گے۔ اس کا انتظام اس نے کرلیا ہے۔ پھر جب اس سے انتظام کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بادل نخواستہ کہا۔ ''یہ ساری باتیں خفیہ رکھنا ضروری ہیں۔ اس لیے میں نہیں بتانا چاہتی ہوں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔'' وہ اُٹھی اور روبی کو ساتھ لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اپنے کمرے میں آ کر پلنگ پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ ''جاوید تو خیر ہر قسم کے شک و شبہے سے بالا ہے اور میں سجاد بھائی کو بھی ایسا ہی سمجھتی ہوں لیکن پھر بھی میں انہیں کچھ بتانا نہیں چاہتی۔ اور تمہیں اس لیے بتا رہی ہوں کہ تمہارے دل میں میرے لیے جو شکوک ہیں وہ دور ہو جائیں۔'' کہہ کر وہ اُٹھی اور اپنی الماری کھول کر ایک پرس نکال کر اس کے سامنے رکھتی ہوئی بولی۔ ''دیکھو۔''

پرس دیکھ کر روبی کو یاد آیا کہ پہلی بار یہ پرس اس نے فاخرہ کے پاس اس وقت دیکھا تھا جب اس نے اس کا پیچھا کیا تھا۔ فاخرہ بیگم سلطان صاحب سے روپے لے کر صابر کمال کے گھر گئی تھی اور بیس پچیس منٹ بعد وہ صابر کمال کے گھر سے نکلی تھی تو یہ بڑا سا پرس اس کے کندھے سے جھول رہا تھا۔ روبی نے غور سے دیکھا تو اس کے پٹے پر ایک چھوٹا سا گول شیشہ لگا ہوا تھا۔ جس کے اوپر ایک ڈھکنا لگا ہوا تھا۔

''کچھ نظر آ رہا ہے؟'' فاخرہ بیگم نے اس سے پوچھا۔

''نہیں۔''

''ذرا ٹھیک سے دیکھو۔''

''یہ گول شیشے جیسی کیا چیز ہے؟'' روبی نے پوچھا۔

''یہ ایک خفیہ کیمرے کا لینس ہے اور کیمرہ پرس کے اندر چھپا ہوا ہے۔ جس میں ایک بہت ہی چھوٹی سی فلم ہے۔ جو اندھیرے میں نظر نہ آنے والی چیز کی بھی تصویر کھینچ سکتی ہے۔''

اتنا کہہ کر فاخرہ نے پرس کے اندر چھپا ہوا باریک سا کیمرا اور لینس وغیرہ نکال کر اسے دکھایا اور اسے آپریٹ کرنے کا طریقہ سمجھانے لگی اور کہا۔ ''میں جب تاوان کی رقم دینے جاؤں گی تو یہ کیمرا میرے سامنے والے شخص کی تصویریں اس کی بے خبری میں اُتار لے گا۔ اس کیمرے کا انتظام فلم ڈائریکٹر صابر کمال نے کیا ہے اس طرح ان تصویروں کو ہم پولیس کے حوالے کر کے انہیں گرفتار کرا سکتے ہیں۔'' اس کے بعد اس نے اپنے اور صابر کمال کے بارے میں روبی کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے کہا۔ ''میں اس کے پاس یہ کیمرا لینے اور اس کو آپریٹ کرنے کا طریقہ پوچھنے گئی تھی۔ میں روپے لے کر اس کے ساتھ کہیں بھاگ جانے کے ارادے سے نہیں گئی تھی وہ صرف میرا دوست ہے روبی میرا محبوب نہیں ہے وہ میری مدد کر رہا ہے۔ اس نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ پہلے اپنے شوہر کو خیر خیریت سے واپس لے آؤ پھر پولیس کو بتانا ورنہ ان کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس لیے اب تم برائے مہربانی اپنے دل سے یہ سارے شک نکال دو۔ اور اس کیمرے کے بارے میں ابھی کسی کو مت بتانا۔ جاوید کو بھی نہیں اور سجاد بھائی کو بھی نہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' تھوڑی دیر بعد روبی نے کہا۔ اور پھر دونوں اُٹھ کر کمرے سے باہر آ گئے۔

☆=====☆=====☆

چاندنی کا شوہر حمید کافی شراب پی چکا تھا۔ چار گھنٹے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو جمشید صاحب کے بستر پر چاندنی اس کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ حمید نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھولیں تو اس نے کہا۔ ''تمہیں کچھ کھانا ہے؟' چاندنی پہلے ہی کھا چکی تھی اور اس کا کھانا کمرے میں ہی ڈھانپ کر رکھ دیا تھا۔

''ہاں بڑی بھوک لگی ہے۔'' وہ اپنے سر کو جھٹک کر بولا۔

''تو اُٹھ کر منہ دھو لو۔ کھانا تیار ہے۔''

حمید اُٹھا اور سیدھا کھانے ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑا بہت کھانے کے بعد اس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی اور کہا۔ ''ہم کس کے گھر میں ہیں چاندنی؟ آج کا تو کھانا بھی بڑے

مزے کا تھا۔"

تب چاندنی نے مختصر طور پر حالات سے آگاہ کر دیا اور حمید حیرت سے اس کی بات سنتا رہا۔ آخر میں چاندنی نے کہا۔ "سمجھ میں نہیں آتا تم جیسا چور اُچکا اس صاحب کی گاڑی میں کیسے گھس گیا؟ ایکسیڈنٹ کس طرح ہوا؟ گاڑی کا اصل مالک کہاں غائب ہو گیا؟"

"اس کے بارے میں تو مجھے معلوم نہیں ہے۔" حمید بولا۔ "لیکن اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں اس کی گاڑی میں کیسے آیا تھا۔ اس صاحب کے بارے میں مجھے صرف یہی یاد ہے کہ اسے کسی دوسری گاڑی میں ڈال کر لے جایا گیا تھا لیکن کہاں یہ میں نہیں جانتا؟"

"مجھے تفصیل سے ساری بات بتاؤ۔" چاندنی نے کہا۔

"اس رات میں تم سے لڑ کر باہر نکلا تھا۔ ٹھیک ہے؟"

"ہاں۔"

"میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ چند دنوں تک تمہارے پاس واپس ہی نہیں آؤں گا۔ ہائی وے پر آ کر چلتے چلتے میں لاہور کی جانب جا رہا تھا۔ کسی ٹرک وغیرہ پر سوار ہو کر لاہور تک جانے کا ارادہ تھا۔ میرا خیال تھا ہائی وے کے کسی ہوٹل وغیرہ پر کوئی بھی سواری مل جائے گی۔ اس لیے......"

"میں سمجھ گئی۔" چاندنی درمیان میں بول پڑی۔ "ہائی وے کے پیچھے تم یوسف خان کے اڈے پر چلے گئے ہو گے ہے نا؟"

"ہاں۔"

"وہاں دیسی پی ہو گی؟"

"ہاں۔"

"پھر؟"

"پھر غفور اور قاسم مل گئے تھے۔ اس لیے ہم وہیں کھیلنے بیٹھ گئے۔ میں نے تھوڑے پیسے جیتے اور شراب زیادہ پی لی۔ کافی دیر بعد اُٹھا تو شراب کے پیسے چکانے کے بعد تھوڑی رقم جیب میں بچی تھی۔ اس وقت مجھے تمہاری یاد آ گئی اور میں لاہور جانے کی بجائے گھر واپس آنے لگا۔ سڑک پر آنے کے بعد خیال آیا کہ میرے پاؤں زمین پر نہیں پڑ رہے تھے۔ چل کر گھر تک پہنچنا میرے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ لفٹ لینا ضروری ہو گیا تھا' لیکن کافی دیر تک کوئی گاڑی سڑک پر سے نہیں گزری۔ میں بیچ میں سڑک پر چل رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے کسی

گاڑی کا ہارن سُنائی دیا۔ میں راستے سے نہیں ہٹا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر گاڑی کو رُکنے کا اشارہ کیا۔ لیکن میرے اُونچے اُٹھے ہوئے ہاتھ میں شراب کی خالی بوتل تھی جسے دیکھ کر گاڑی والے نے مجھے اندر بیٹھنے کے لیے نہیں کہا۔ میں جیسے ہی ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولنے لگا ویسے ہی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ گاڑی میں وہی ایک ہی آدمی تھا اور پوری گاڑی خالی تھی۔ میں نے پیٹھ پیچھے اسے دو چار گالیاں دیں اور وہیں ایک جگہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر سستانے کے بعد میں آگے بڑھا۔ میں نشے میں چُور تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں نے مجھے اور بے حال کر رکھا تھا۔ تھوڑی دور چلنے پر جہاں سڑک گھومتی ہے وہاں آ کر میرے قدم اچانک ہی رُک گئے۔ کیونکہ وہی گاڑی جس سے میں نے لفٹ مانگی تھی بیچ سڑک پر کھڑی تھی اور اس کے سامنے دوسری گاڑی ترچھی کھڑی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جان بوجھ کر اس گاڑی کا راستہ اس نے روک رکھا تھا۔ میں نے دور سے دیکھا تین چار آدمیوں نے اس گاڑی کو گھیر رکھا تھا اور اس درمیان وہاں کیا کچھ ہو چکا تھا یہ میں نہیں جانتا تھا' لیکن جب میں نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تو وہ لوگ گاڑی میں سے اس اکیلے آدمی کو کھینچ کر دوسری گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے۔ اور پھر وہ بڑی گاڑی اس شخص کو لے کر پل بھر میں ہی وہاں سے روانہ ہو گئی۔ پہلی والی گاڑی ڈھلان کے نیچے اسی طرح کھڑی تھی۔ اور سچ بتاؤں چاندنی اسے دیکھ کر تو میرا آدھا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔ میں تقریباً دوڑتا ہوا اس گاڑی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ بالکل خالی تھی۔ چابی بھی جوں کی توں لگی ہوئی تھی۔ میں نے آگے پیچھے دیکھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چابی کو گھماتے ہی گاڑی اسٹارٹ ہو گئی اور تب مجھے لگا کہ زندگی میں پہلی بار ہی مجھے کوئی بڑا چانس ملا ہے۔ گاڑی میرے قبضے میں آ گئی تھی اور اس کے مالک کو کوئی اُٹھا کر لے گیا تھا۔ اس لیے اس کے بارے میں جلدی پولیس کو اطلاع ملنے والی نہیں تھی۔ اس جگہ سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ایک پٹرول پمپ تھا جس کے مالک کو میں جانتا تھا۔ چوری کی گاڑیاں خرید کر اسے ٹھکانے لگا دینے میں وہ استاد تھا۔ مجھے تو اچانک ہی ایک ساتھ پندرہ بیس ہزار روپے کمانے کا موقع مل گیا تھا۔ میں خوشی سے جُھومتا ہوا پوری رفتار سے کار بھگانے لگا لیکن تھوڑی ہی دور جا کر میری نظر ان ڈاکوؤں کی بڑی گاڑی پر پڑی۔ میں نے فوراً اپنی گاڑی کی رفتار کم کر دی۔ تقریباً آدھے میل آگے جانے کے بعد وہ سامنے والی گاڑی داہنی جانب مڑ گئی۔ اسے کچے راستے پر اترتے دیکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنی گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ میں نے دور سے دیکھا تو ان کی گاڑی بہت دور جا چکی تھی جب کوئی دور دور تک نظر نہیں آیا۔ مجھے اب

یقین ہوگیا تھا کہ تھوڑی دیر بعد چند ہزار روپے کما لوں گا۔ میں مستقبل کے حسین خیالوں میں کھویا ہوا پٹرول پمپ کی جانب بڑھتا جا رہا تھا کہ نہ جانے اچانک کیا ہوگیا کہ اسٹیئرنگ پر میں قابو نہ رکھ سکا۔ گاڑی اچانک سڑک سے اُتر کر اونچے نیچے گڑھوں والے کچے راستے پر اُچھلنے لگی۔ میں نے کار کو اور اسٹیئرنگ کو قابو میں رکھنے کی بڑی کوشش کی لیکن پھر کیا ہوا یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ ممکن ہے تمہارے کہنے کے مطابق میرا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہو اور سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے میں آگے کی بات بھول گیا ہوں؟ اور چونکہ میری صورت اُس گاڑی والے سیٹھ سے ملتی تھی اسی لیے ان لوگوں نے مجھے اس گھر کا مالک سمجھ لیا ہوگا۔'' حمید اپنی کہانی سنا کر خاموش ہوگیا۔ تو چاندنی تھوڑی دیر تک چُپ چاپ رہ کر اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔ ''ایسا ہی ہوا ہے لیکن حمید ہمیں ان بڑے لوگوں کے گھر سے جلد سے جلد نکل جانا چاہیے۔''

''بھاگنا ہی ہے تو پھر دیر کس بات کی؟'' حمید نے کمرے میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میز پر قیمتی گھڑی کیمرا، قلم اور وہ ٹیپ ریکارڈر بھی پڑا ہے۔ ان سب کو کپڑوں میں باندھ لیتے ہیں۔ اس طرح دو تین مہینے کا خرچ تو نکل ہی جائے گا۔''

''نہیں ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی ہے۔'' چاندنی نے کہا۔ ''پولیس پیچھے پڑ جائے گی۔ اب یہ بتاؤ کہ وہ راستہ تو تمہیں یاد ہے نا۔ جہاں وہ لوگ جمشید صاحب کو لے کر گئے تھے؟''

''ہاں بالکل یاد ہے۔'' حمید بولا۔

''تو پھر سب کچھ پولیس کو صاف صاف بتا دینا چاہیے۔'' چاندنی نے کہا۔ ''کیونکہ ہمیں پولیس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے ہمیں پولیس سے ذرا دور ہی رہنا چاہیے۔''

''یہ تو ٹھیک ہے لیکن اس جمشید صاحب اور میرا چہرہ ایک جیسا نہ ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی۔'' حمید نے کہا۔ ''اگر کوئی نئی مصیبت نہ کھڑی ہو جائے تو اچھا ہے۔''

''مصیبت تو کھڑی ہوسکتی ہے۔'' چاندنی نے کہا۔ ''کیونکہ تمہارے جیسا ہی نشان اس کی دائیں ران پر بھی ہے۔ چہرہ تو چہرہ یہ نشان بھی ملتا ہے۔ اور گھر کے تمام لوگوں کو اس بات کا پتا ہے اس لیے کچھ نہ کچھ مصیبت تو آئے گی ہی۔''

چہرے اور جسم کی نشانیوں کی بات سن کر حمید گہری سوچ میں ڈوب گیا اور پھر چھت کی طرف گھورتے ہوئے بولا۔ ''میری بات سنو چاندنی۔ میں ایک بات کہہ رہا ہوں۔''

☆=====☆=====☆

ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے سب لوگ جمشید صاحب کے بارے میں آنے والے

فون کے انتظار میں بیٹھے تھے تو اچانک چاندنی اور حمید بھی دروازے پر دکھائی دیے۔ حمید ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ گیا اور بولا۔ ''میں آپ سب لوگوں سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔'' سب حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چاندنی بھی ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی پھر اس سے پہلے کہ حمید کچھ کہتا اچانک پورے گھر کی لائٹ آف ہوگئی۔ فیوز اُڑ گیا ہوگا یا ایسی ہی کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہوگی یہ سوچ کر وہ اندھیرے میں بیٹھے رہ گئے۔ مگر جاوید فیوز دیکھنے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھا تو ٹھیک اُسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اُٹھا لیا تو دوسری جانب سے کسی نے کہا۔ ''مسز جمشید کو فون دے دو۔''

''آپ کا فون ہے۔'' جاوید نے فاخرہ بیگم کو ریسیور دے دیا۔ فاخرہ بیگم گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔ ''ہیلو میں مسز جمشید ہوں آپ کون ہیں؟''

''آپ کے گھر کی لائٹ آف ہو چکی ہے؟'' دوسری جانب سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ ہاں لائٹ ابھی ابھی گئی ہے۔'' فاخرہ کی آواز کانپ گئی۔ ''لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ کون ہیں آپ؟''

''لائٹ کی طرح ہماری بات ہو جانے کے بعد یہ فون بھی ڈیڈ ہو جائے گا۔ اور اگر آپ نے کوئی چالاکی کی تو نتیجہ آپ کے شوہر کی موت کی شکل میں بھی نکل سکتا ہے۔ میرا خیال ہے اب آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ میں کون بول رہا ہے؟''

''ہاں۔ ہاں۔ میں تو کب سے آپ کے فون کا انتظار کر رہی تھی۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''روپے تیار ہیں؟'' دوسری جانب سے بھاری آواز والے نے پوچھا۔

''ہاں۔''

''تو نوٹوں کو ایک ہینڈ بیگ میں ڈال لو۔''

''روپے اٹیچی کیس میں ہیں۔'' فاخرہ نے بتایا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اُس اٹیچی کو اپنے ڈرائنگ روم کی بالکونی سے رسّی کے ذریعے نیچے لٹکا دو۔ دوسری تمام کھڑکیوں پر تو لوہے کی گرل لگی ہوئی ہے۔ صرف ایک بالکونی ہی کھلی ہے۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔ ''اب جلدی سے اٹیچی کیس نیچے اُتار دو۔''

''لیکن روپے تو میں آپ کو اپنے شوہر کی رہائی کے بعد دوں گی۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''آمنے سامنے میرے شوہر کو رہا کردو اور روپے لے لو۔''

''دیکھو مسز جمشید۔'' دوسری طرف سے خوفناک لہجے میں کہا گیا۔ ''تاوان کس طرح ادا ہوگا۔ یہ طے کرنا تمہارا کام نہیں ہے روپے مل جانے کے چند منٹوں بعد تمہارا شوہر تمہارے سامنے ہوگا۔ اس وقت تمہارے بنگلے کے آس پاس میرے آدمی موجود ہیں۔ میں اور تمہارا شوہر بھی قریب ہی ہیں۔ تمہارے گھر کا صدر دروازہ ہم نے باہر سے بند کر دیا ہے اور بجلی کا کنکشن دروازے کے پاس والے تار کو کاٹ کر منقطع کر دیا گیا ہے اور مسٹر جمشید گھر واپس آ جائیں تو تار کو جوڑ کر بجلی بحال کی جا سکتی ہے ہم آپ لوگوں میں سے کسی کو بھی پریشان کرنا نہیں چاہتے لیکن پھر بھی اگر آپ لوگوں نے ہمارے خلاف کوئی سازش کر رکھی ہے تو آپ کے شوہر کی بجائے اس کی لاش آپ کو بنگلے کے پھاٹک پر ملے گی۔ اب جلدی سے روپے بالکونی سے نیچے بھیجو۔ اگر رسی موجود نہ ہو تو اٹیچی کو زمین پر پھینک دو۔ میں تمہیں صرف تین منٹ کا وقت دیتا ہوں اور چوتھے منٹ کے بعد تمہارا شوہر زندہ نہیں ہوگا بس ریسیور رکھ دو۔''

پھر اس سے پہلے کہ فاخرہ بیگم کچھ اور کہتی دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ وہ فوراً اندھیرے میں ٹٹولتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب لپکی۔ جب وہ روپے سے بھرا ہوا اٹیچی کیس لے کر کمرے سے باہر نکلی تو جاوید دیا سلائی جلا کر اسے راستہ دکھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اٹیچی کے ساتھ کمرے سے باہر آتے ہی اس نے مختصر طور پر آنے والے فون کے متعلق ایک دو باتیں بتائیں اور تیزی سے ڈرائنگ روم کی بالکونی میں آ گئی۔ اور پھر فوراً ہی اس نے اس اٹیچی کیس کو نیچے پھینک دیا۔ پھر اندھیرے میں اسے ایک سایہ دکھائی دیا جو دھیرے دھیرے بیگ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ سایہ سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس نے جھک کر پہلے اٹیچی کیس کو کھولا۔ اور ایک باریک ٹارچ لائٹ جلا کر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ فاخرہ نے ٹارچ کی اُس دھیمی روشنی میں اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی مگر اس کا چہرہ بھی سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اس سیاہ پوش نے اٹیچی کیس اٹھایا اور تیزی سے کمپاؤنڈ کی جانب دوڑ گیا۔ سڑک کے پول کی زرد روشنی میں فاخرہ نے گیٹ کے باہر ایک کار کھڑی ہوئی دیکھی۔ پھر جب وہ سیاہ پوش اٹیچی کیس سمیت اس کار میں بیٹھ گیا۔ تو فوراً ہی گاڑی میں سے ایک دوسرا آدمی اُترتا ہوا دکھائی دیا۔ فاخرہ نے اندازہ لگا لیا کہ یہ اس کے شوہر جمشید صاحب ہی تھے۔ کمپاؤنڈ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گئے اور ٹھیک اس وقت وہ کار فراٹے بھرتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ بالکونی پر کھڑے ہوئے سب لوگوں نے جمشید صاحب کو بنگلے کے اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔ اور پھر سب کے سب نیچے اُترنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد باہر سے بند کیا ہوا دروازہ کھل گیا اور جمشید صاحب اپنے اندھیرے گھر میں داخل ہو گئے تو روبی۔ ''ڈیڈی'' کہتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔

☆=====☆=====☆

''یس مسٹر ریاض مجھے اغوا کیا گیا تھا۔'' دوسرے دن صبح جمشید صاحب سب انسپکٹر ریاض سے کہہ رہے تھے۔ ''اور میری کار میں میری صورت شکل کا جو بے ہوش آدمی ملا تھا وہ ایک عجیب وغریب اتفاق تھا۔ جسے آپ لوگ حمید کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ میرا سگا جڑواں بھائی ہے۔ اس کے بارے میں جب میں چھوٹا تھا تو یہ بات سنی تھی کہ ایک زبردست سیلاب میں وہ بہہ گیا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے اس کے بارے میں اور کوئی بات معلوم نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے یہ بات روبی کو اور فاخرہ کو بتانے کی ضرورت کبھی محسوس ہی نہیں کی تھی۔ اور سچ پوچھیے تو میں یہ بات بالکل ہی بھول چکا تھا کہ میرا کوئی جڑواں بھائی بھی تھا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ تھی کہ سب کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ چھوٹا سا بچہ اب زندہ نہیں ہے۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب چند لمحوں کے لیے رُک کے پھر ایک گہرا سانس لے کر بولے۔ ''اور آج میرا یہ بھائی آپ کے سامنے ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق سیلاب کے پانی نے اسے بہت دُور کہیں لے جا کر پھینکا تھا اور کسی نے اس کی جان بچائی تھی۔ اس نے اسے پالا تھوڑا پڑھایا لکھایا بھی لیکن جب یہ پندرہ سال کا ہو گیا تو ایک دن اس گھر سے بھاگ نکلا۔ اس کی وجہ اس نے یہ بتائی کہ وہاں بچپن ہی سے جو ماحول اسے ملا تھا اس ماحول میں رہ کر وہ چھوٹی چھوٹی چوریاں کرنے لگا تھا۔ اس کے سب دوست ویسے ہی تھے۔ اب آپ کو مزید کچھ پوچھنا ہے تو آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں۔''

''مجھے اس کے بارے میں کچھ پوچھنا نہیں ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''مجھے تو آپ کے اغوا کی تفصیل معلوم کرنی ہے اور میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے گھر والوں نے یہ بات پولیس سے کیوں چھپائی تھی؟''

''پولیس کی بات تو الگ رہی۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''میں نے تو اپنی بیوی کو تاکید کی تھی کہ یہ بات روبی کو بھی نہ بتائی جائے۔ کیونکہ ان حالات میں صحیح سلامت چھوٹ جانا ہی اہم تھا۔ اب تاوان کی رقم ادا کر دی گئی ہے اور میں واپس آ گیا ہوں۔ اور اگر آپ کو اغوا کرنے والے کو تلاش کرنا ہو تو آپ کر سکتے ہیں لیکن میں ان کے خلاف کوئی ایسا ثبوت پیش نہیں کر سکوں گا کہ آپ انہیں آسانی سے گرفتار کر سکیں۔ پھر بھی میں آپ کو پوری تفصیل

بتانے کے لیے تیار ہوں۔" جمشید صاحب نے کہا اور پھر کیمرے کے بارے میں سب انسپکٹر ریاض کو بتاتے ہوئے بولے۔ "اگر تاوان کی رقم لینے والا فاخرہ کے سامنے آجاتا تو یقیناً اس خفیہ کیمرے سے اس کی تصویر اُتاری جاسکتی تھی لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ جب مجھے ایک دوسری گاڑی میں بٹھا کر لے جایا گیا۔ تو اس وقت سے زیادہ تر میری آنکھوں پر پٹی باندھی گئی تھی۔ اور جب وہ پٹی نہیں ہوتی تھی تو میرے سامنے والے لوگوں کے چہرے نقاب میں چھپے ہوئے تھے۔ اس لیے میں ان لوگوں میں سے کسی کو بھی شناخت نہیں کرسکتا۔ مگر ہاں۔ آواز، قد اور چال ڈھال وغیرہ یاد رکھنے کی میں نے پوری کوشش کی ہے اور یہ سب مجھے یاد ہی ہے لیکن چہرہ دیکھے بغیر شناخت تو پھر بھی ناممکن ہے۔"

"آپ کو انہوں نے کہاں رکھا تھا...... کچھ اندازہ ہے؟" سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

"پہلے تو مجھے ہائی وے سے کسی قریب کی جگہ میں لے جایا گیا تھا۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "حالانکہ وہ گاڑی تقریباً ایک گھنٹے تک چلتی رہی تھی لیکن پھر ہم جس مکان میں پہنچے تھے اس مکان تک ہائی وے سے گزرنے والے ٹرکوں کی آمد ورفت کی دھیمی دھیمی آوازیں سُنائی دیتی تھیں۔ جس سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ مکان ہائی وے سے زیادہ سے زیادہ ایک میل کے فاصلے پر ہونا چاہیے۔"

"ہائی وے سے جس کچے راستے پر ان لوگوں نے اپنی گاڑی موڑی تھی وہ راستہ میں نے دیکھا ہے بھائی صاحب۔" حمید نے پہلی بار کہا۔ "اس لیے میرا خیال ہے وہ مکان اسی راستے پر کہیں ہوگا۔"

"لیکن اس مکان میں مجھے زیادہ دیر نہیں رکھا گیا تھا......" جمشید صاحب نے بتایا۔ "صبح ہونے سے قبل ہی مجھے دوسری جگہ لے جایا گیا تھا۔ جہاں سے میں نے فاخرہ کو فون کر کے روپے اکٹھے کرنے کے بارے میں ہدایت دی تھی۔ اور میرا خیال ہے وہ جگہ لاہور کے نزدیک کی ہی کوئی جگہ ہوسکتی ہے۔ فون کرانے کے بعد وہ لوگ مجھے وہاں سے بھی تیسری جگہ لے گئے تھے۔"

"لیکن جب آپ نے فون کیا تھا تو صبح کا اُجالا پھیل چکا تھا۔" فاخرہ بیگم نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے اس وقت بھی آپ کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ لوگ اسی حالت میں آپ کو کہیں اور لے گئے تھے؟"

"ہاں...... لیکن وہ کوئی کار نہیں تھی۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "ایک ہائی روف بند گاڑی تھی۔ اس لیے راستے میں سے کسی کی توجہ اندر نہیں جاسکتی تھی۔"

"ہوں۔" سب انسپکٹر ریاض نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

"مسٹر ریاض۔ ہمارے اس آدھے گھنٹے کی گفتگو میں ہمیں کوئی ایسی خاص بات معلوم نہیں ہوئی ہے کہ جس کی بنیاد پر پولیس ان کے خلاف کوئی کارروائی کرسکے۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "میں بھی کوئی ثبوت کوئی نشانی آپ کو نہیں بتاسکا ہوں۔ حالانکہ میں چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے مجھے اور میرے گھر والوں کو اس قدر پریشان کیا ہے۔ انہیں سخت سے سخت سزا ملے لیکن کسی کے خلاف میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اب اگر میری باتوں سے آپ مجرموں کو گرفتار کرسکتے ہیں۔ تو میں رپورٹ درج کرانے کے لیے تیار ہوں' لیکن وہ لوگ کتنے خطرناک ہیں یہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہوگیا ہے کہ ان کے ہاتھ بھی بڑے لمبے ہیں اگر انہیں یہ پتا چل گیا کہ میں نے پولیس میں رپورٹ درج کرائی ہے تو وہ کوئی مصیبت کھڑی کردیں گے۔ اس لیے اگر آپ فوراً ہی کوئی کارروائی کرکے انہیں گرفتار کرسکتے ہیں۔ تو میں رپورٹ درج کرا دیتا ہوں۔ ورنہ خواہ مخواہ خطرہ مول لینے کے لیے میں تیار نہیں ہوں۔"

"جمشید بھائی آپ خطرے والا کوئی کام نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔" سجاد صاحب نے کہا۔ "روپے تو ہم اور کما لیں گے لیکن ایسے خطرناک لوگوں کو چھیڑنا اچھا نہیں ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے سجاد انکل۔" جاوید نے کہا۔ "کیونکہ اگر دو ایک آدمی پکڑے بھی گئے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ ان کے بقیہ ساتھی بدلہ نہیں لیں گے؟ یہ کسی ایک آدمی کا تو کام نہیں ہے۔ یہ تو پورا ایک گروہ ہے اور اس گروہ میں کتنے لوگ ہوں گے۔ اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔"

"شاید یہ کام ایک آدمی کا بھی ہو۔" سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ "اور جمشید صاحب کو اُٹھا کر لے جانے والے لوگ اس ایک آدمی کے لیے اُجرت پر کام کرنے والے ہوں۔ یہ ناممکن نہیں ہے اس کے علاوہ یہ کام کسی جاننے والے شخص کا ہی ہے۔ کیونکہ ٹیلی فون پر پنڈی کے منشی رحیم کی آواز کی نقل کرنے والا کوئی اجنبی شخص نہیں ہوسکتا۔ پہلے چونکہ میں بہت سی باتیں نہیں جانتا تھا لیکن آج آپ کے ساتھ باتیں کرنے سے مجھے ساری باتوں کا علم ہوا ہے اس لیے اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ کسی اجنبی گروہ کا کام نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک

باقاعدہ منصوبہ بندی ہے جو جمشید صاحب کے کاروبار سے واقف کار کی ہی ہو سکتی ہے۔ فون کرنے والے یا کرانے والے کو اس بات کا علم تھا کہ کب اور کس دن تاجر حضرات کی سالانہ پارٹی ہونے والی ہے اور جمشید صاحب اس پارٹی میں شریک ہونے والے ہیں اور ان کی واپسی دیر سے ہونے والی ہے۔ ان سب باتوں کا علم گھر کے افراد کو ہی ہو سکتا ہے۔ یا اس شخص کو ہو سکتا ہے جس کا تعلق گھر والوں سے ہو۔ اب ایسا شخص کون ہے وہ تو آپ لوگ ہی بتا سکتے ہیں۔ کیا ایسا کوئی شخص ہے؟'' سب انسپکٹر ریاض نے فاخرہ اور روبی کی طرف باری باری دیکھا۔

''مسٹر ریاض۔'' روبی ذرا تلخ لہجے میں بولی۔ ''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں' وہ میں سمجھ رہی ہوں۔ ہمارے گھرانے سے جس آدمی کا تعلق ہے وہ ایک ہی ہے اور وہ ہے جاوید۔ اور اب آپ کیا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ کام جاوید نے ہی کرایا ہے؟''

''میں نے ایسی تو کوئی بات نہیں کہی۔'' سب انسپکٹر ریاض بولا۔

''لیکن آپ کے کہنے کا مطلب تو یہی ہوا نا؟'' روبی نے کہا۔

''اگر آپ یہی سمجھتی ہیں تو پھر میرے مطلب کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔'' سب انسپکٹر ریاض نے ناگواری سے کہا۔ ''اور خود ہی حقیقت کا پتا لگالیں۔ میری مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔''

''آپ نے جو کہا ہے وہ ثابت کر دیں۔ ورنہ ہماری نظروں میں آپ کی عزت نہیں رہے گی۔''

''تو پھر آپ یہ بتائیے کہ کیا ان کے کسی چچا وغیرہ کا انتقال ہوا ہے؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''ہاں۔'' روبی نے کہا۔ ''ابھی دو تین روز......''

''تو آپ ذرا ان سے مَرنے والے کا نام تو پوچھیں۔''

''آپ کو میرے اس عزیز کا نام معلوم کر کے کیا کرنا ہے؟'' جاوید غصے میں چیخ کر بولا۔ ''ویسے ان کا نام منیر احمد تھا۔''

''اچھا تو منیر احمد نام کے آپ کے چچا تھے' جن کا انتقال ہوا تھا؟'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔

''ہاں...... وہ میرے دُور کے رشتے میں سے تھے۔ میری خالہ کی طرف سے۔'' جاوید

بولا۔

''انہیں میوہ شاہ کے قبرستان میں دفنایا گیا ہے' ہے نا؟'' سب انسپکٹر ریاض نے پوچھا۔

''آپ یہ بات تو جانتے ہی ہیں۔ میں نے ہی تو بتایا تھا۔'' جاوید بولا۔

''دیکھا مس روبی۔'' سب انسپکٹر ریاض نے روبی کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''آپ کا یہ دوست کتنا جھوٹا آدمی ہے۔ اگر آپ کو مزید یقین کرنا ہو تو میوہ شاہ قبرستان کی کمیٹی میں فون کر کے بھی معلوم کر سکتی ہیں کہ اس روز منیر احمد نامی کسی شخص کو وہاں دفنایا گیا تھا؟ اس نے جب آپ کو بتایا تھا کہ یہ قبرستان گیا تھا لیکن اس وقت یہ کہاں اور کس کے ساتھ تھا بتاؤں؟''

''کہاں تھا؟ کس کے ساتھ تھا؟'' روبی چیخ پڑی۔

''یہ کسی کے جنازے میں نہیں گئے تھے۔'' سب انسپکٹر ریاض بولا۔ ''بلکہ یہ اس وقت اپنے ایک اسمگلر دوست ایاز سے ملنے سمن آباد گئے تھے۔''

''مسٹر ریاض!'' جاوید غصے میں آگ بگولا ہو کر بولا۔ ''یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ میں کسی اسمگلر ایاز کو نہیں جانتا۔''

''کیا آپ واقعی نہیں جانتے؟'' سب انسپکٹر ریاض نے سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔ ''ایاز آپ کا دوست نہیں ہے؟ میں تو یہ بھی آپ کو بتا سکتا ہوں کہ آپ اس کے کس آدمی کے ساتھ کہاں اور کس مکان میں گئے تھے۔ مگر خیر جانے دیں۔ ایسے مشہور بدمعاش لوگوں کو تو ہم جانتے ہیں۔''

''اگر ایسی بات ہو تب بھی یہ بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جمشید انکل کو اغوا کرانے میں میرا ہاتھ ہے؟'' جاوید بولا۔ ''یہ آپ سراسر مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔''

''یہ الزام نہیں ہے مسٹر جاوید۔'' سب انسپکٹر ریاض تلخ لہجے میں بولا۔ ''ایاز اپنے مال کا ایک بڑا سودا کرنے والا ہے اور اس کے ساتھ تم شامل تھے۔ مال کو بازار میں لانے کی ذمے داری تم نے سنبھالی تھی۔ جس میں سے تمہیں ایک آدھ لاکھ روپے ملنے والے تھے۔ ایاز کی ڈائری میں سے تمہارا نام ملا ہے۔ اور تم اس کے ساتھ کس طرح اس دھندے میں شامل ہوئے ہو اس کی تفصیل بھی اس نے پولیس کو بتائی ہے۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو لیکن کل رات ایاز مال سمیت گرفتار ہو چکا ہے۔''

''وہاٹ؟'' جاوید اس طرح اُچھل پڑا جیسے اُسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو' اس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔

''ہاں'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''اس کی گرفتاری کے بعد پولیس تمہارے گھر بھی گئی تھی لیکن تم اپنے گھر پر نہیں تھے۔ مجھے چونکہ آج صبح ہی ساری بات معلوم ہوئی تھی۔ اس لیے جو انسپکٹر اس کیس کو ڈیل کر رہے ہیں۔ ان کو میں نے یہاں کا فون نمبر اور پتا دے دیا ہے۔'' اتنا کہہ کر سب انسپکٹر ریاض نے جمشید صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''جمشید صاحب یہ شخص جھوٹا ہے۔ اس کا یقین ہو جانے کے بعد میں نے اس کے بارے میں کچھ اور باتیں بھی معلوم کی ہیں۔ یہ اپنی ایک بیوہ خالہ کے گھر رہتا ہے وہ گھر اور فون وغیرہ اس کی خالہ کے ہیں۔ اس کا کوئی کاروبار بھی نہیں ہے۔ کمیشن لے کر اسمگلنگ کا مال بازار میں بیچنے کا دھندہ کرتا ہے۔ اور جو گاڑی اس کے استعمال میں ہے وہ کرائے کی گاڑی ہے۔''

''اب سمجھا کہ اس نے فاخرہ کو سمن آباد کے محلے پکی ٹھٹی میں اپنے ماموں شفیق سے ملتے ہوئے کیسے دیکھ لیا تھا۔ اس کا مطلب ہے یہ خود بھی اس علاقے میں جایا کرتا تھا۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''مگر روبی کو اس وقت یہ پوچھنے کا خیال ہی نہیں آیا ہوگا کہ وہ وہاں کیا کرنے گیا تھا؟''

''تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں مرنے والے اپنے عزیز کی جائیداد کا ایک بڑا حصہ ملنے والا ہے۔'' روبی نے جاوید کی طرف دیکھ کر غصے میں کہا۔ ''میں تمہاری صورت دیکھنا نہیں چاہتی جھوٹے مکار۔'' کہہ کر روبی نے اس کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ فاخرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا مگر روبی بولتی ہی رہی۔ ''اور آخر میں تم نے میرے ڈیڈی کو اغوا کرا دیا۔ ہمارے روپے لوٹ کر ہی تم ہماری برابری کرنا چاہتے تھے؟ تم اتنے ذلیل اور آوارہ آدمی ہو گے یہ میں نہیں جانتی تھی۔''

''روبی تمہیں جو کہنا ہے کہہ دو لیکن تمہارے ڈیڈی کے اغوا میں میرا ہاتھ نہیں ہے۔'' جاوید بولا۔ ''تم کہو تو میں اس کی قسم کھانے کو تیار ہوں۔''

''سچی قسم شریف لوگ ہی کھاتے ہیں۔ تمہاری قسم پر اب کون اعتبار کرے گا؟ جو حقیقت تھی وہ ظاہر ہو چکی ہے۔ اب تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ' مجھ سے تمہاری موجودگی برداشت نہیں ہو رہی ہے جاؤ۔''

''اسے تو اب لے جایا جائے گا مس روبی!'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا اور پھر جمشید صاحب سے بولا۔ ''اب چونکہ مجرم گرفتار ہو گیا ہے جمشید صاحب اس لیے رپورٹ لکھوانے میں کوئی خطرہ نہیں رہا۔ ہمارے ہاتھ میں آنے کے بعد تو زیادہ سے زیادہ یہ دو گھنٹے میں سب

کچھ قبول کر لے گا۔''

ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی تو روبی اس طرف لپکی پھر اس نے ریسیور سب انسپکٹر ریاض کی جانب بڑھا دیا۔ ''آپ کا فون ہے۔''

''جی..... ہاں میں ریاض بول رہا ہوں۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا۔ ''ہاں وہ یہاں موجود ہے۔ آپ آ جائیں میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ او کے.....'' یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اس کی یہ مختصر سی بات سن کر جاوید کا چہرہ زرد ہو گیا۔ تب فاخرہ نے کہا۔ ''کل کی رات کتنی لکی رات تھی روبی' بیس لاکھ روپے ہمارے اور ایک لاکھ روپے اسمگلنگ کے مال کے کمیشن کے ایک ہی رات میں اکیس لاکھ کی کمائی لیکن اچانک ہی پانسہ پلٹ گیا نہیں تو یہ مفلس جاوید اس وقت لکھ پتی بن چکا ہوتا۔''

''یہ اس وقت بھی لکھ پتی ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''ہمارے بیس لاکھ روپے اس کے نہیں تو اس کے ساتھیوں کے قبضے میں ہوں گے۔ جب تک وہ واپس نہیں ملتے اس وقت تک یہ لکھ پتی ہی تو ہے۔''

''سب انسپکٹر ریاض!'' جاوید نے کہا۔ ''اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ہم نیچے چل کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ مجھے لگتا ہے یہاں میری موجودگی سے لوگوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔''

''چلو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض نے کہا اور پھر اپنی جگہ اُٹھ گیا اور تب جمشید صاحب بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور کہا۔ ''چلیے۔ میں بھی کپڑے بدل کر نیچے آتا ہوں۔''

جمشید صاحب کے ساتھ حمید اور سجاد صاحب بھی اُٹھ گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد فاخرہ بیگم اور روبی کمرے میں رہ گئیں۔ روبی بہت اُداس دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی ہچکیوں کی آوازیں فاخرہ کو سنائی دیں۔ فاخرہ نے اس کی طرف دیکھا تو یکایک ہی روبی سسکیاں بھرتے ہوئے رونے لگی۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر فاخرہ اُٹھ کر اس کے قریب گئی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ روبی..... ممی ممی کہہ کر اس سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔

☆=====☆=====☆

''دیکھو بھائی میں ہمیشہ کے لیے تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتا۔'' حمید اپنے بھائی جمشید صاحب سے کہہ رہا تھا۔ ''تمہارے مجرم پکڑے جانے تک اگر میری ضرورت ہوئی تو

میں رہوں گا۔ اس کے بعد میں اپنی راہ پر اور تم اپنی راہ پر۔''

''لیکن قسمت نے ہمیں اتنے عرصے بعد ملایا ہے تو پھر جدا ہونے کی بات کیوں کر رہے ہو تم؟'' جمشید صاحب نے اسے سمجھایا۔ ''میرے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے ہم ساتھ رہیں گے۔''

''اگر قدرت ہمیں ساتھ رکھنا ہی چاہتی تھی تو پھر اس بُری طرح ہمیں جدا کیوں کیا تھا؟'' حمید گھمبیر لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ''اب میں اس لائق نہیں ہوں کہ تمہیں اپنا بھائی کہہ سکوں۔ کہاں فاخرہ بھابی اور کہاں یہ چاندنی۔ ہمارے درمیان جو خلیج حائل ہے وہ پُر نہیں ہو سکتی۔ کل شاید تم یہ محسوس کرنے لگو کہ ایسے فضول آدمی کو گھر میں کہاں رکھ لیا ہے میں نے' میں اچھا آدمی نہیں رہا جمشید میرا یہاں رہنا تمہارے لیے اور تمہارے بیوی بچوں کے لیے بدنامی کا باعث بن سکتا ہے۔''

''لیکن تم کہاں جاؤ گے؟ کیا کرو گے؟ کیا ساری زندگی اسی طرح کے دھندے کرتے رہو گے؟ لیکن اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گا امین۔''

''تم مجھے امین کہہ کر مت پکارو کیونکہ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے تم کسی اور کو بلا رہے ہو۔ مجھے صرف حمید کہہ کر بلاؤ۔ میں اب امین کو بھول چکا ہوں۔''

''لیکن میرا سگا جڑواں بھائی اس طرح سڑکوں پر مارا مارا پھرتا رہے اور چوریاں کر کے اپنا پیٹ بھرتا رہے یہ میری غیرت کو گوارا نہیں ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔

''جرم کرنا اور پولیس کے خوف تلے زندہ رہنا کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا۔'' حمید نے کہا۔ ''حالات اگر ساتھ دیں تو آدمی سدھر سکتا ہے لیکن جب بد نصیبی ہی پیچھے پڑی ہوئی ہو تو آدمی کیا کر سکتا ہے؟''

''لیکن اب تو تمہیں خدا نے اپنے بھائی کے گھر میں بھیج دیا ہے۔ اب تمہارے حالات سدھر سکتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر جمشید صاحب نے چاندنی سے کہا۔ ''تم کیوں نہیں سمجھاتیں اسے کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟''

''میں کیا بولوں صاحب؟''

''میں تمہارا جیٹھ ہوں چاندنی' مجھے صاحب کیوں کہہ رہی ہو؟'' جمشید صاحب نے کہا۔

''میں اس سے چند منٹ پہلے پیدا ہوا تھا۔''

''مجھے تو اس کی بدلی ہوئی حالت پر حیرت ہو رہی ہے۔'' چاندنی نے کہا۔ ''مگر یہ جو کہہ

رہا ہے وہ ٹھیک ہی کہہ رہا ہے۔ یہاں آپ کے ساتھ ہمارا رہنا اچھا نہیں لگے گا۔ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ اس اونچے ماحول میں زندگی گزار سکیں۔ بہتر یہ ہے کہ اسے کسی نوکری یا کسی کام دھندے میں لگا دیں۔ تاکہ ہم الگ رہ کر اپنا گزارہ کر سکیں۔''

''تمہارا کیا خیال ہے امین؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔ ''چاندنی ٹھیک کہہ رہی ہے؟''

''بھائی میں نے کہا تھا کہ امین سیلاب کے پانی میں برسوں پہلے بہہ گیا ہے۔'' حمید نے کہا۔ ''چاندنی ٹھیک کہہ رہی ہے' ہمیں یہاں سے دور جا کر کہیں رہنا چاہیے لیکن نوکری مجھ سے نہیں ہو سکے گی میں بالکل جاہل اور گنوار آدمی ہوں' اس سے بہتر ہے کوئی چھوٹا موٹا دھندہ کر لوں۔''

''کیا دھندہ کرو گے؟''

''اس کے بارے میں تو میں نے سوچا نہیں ہے۔'' حمید نے کہا۔ ''لیکن پہلے میرا جی تو چاہتا ہے کہ جن لوگوں کو میں نے زندگی میں تکلیف دی ہے ان لوگوں کو اگر ہو سکے تو ذرا سکھی کر دوں۔''

''کیا مطلب؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''مطلب یہ ہے بھائی کہ جس بڈھے بڈھی نے پال پوس کر مجھے ذرا بڑا کیا تھا' اُن کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ میرا دل چاہتا ہے وہ اگر زندہ ہوں تو اُن دکھ کے درد میں ہاتھ بٹاؤں۔''

''یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔'' جمشید صاحب بولے۔ ''انھوں نے تمہاری جان بچائی اور تمہاری پرورش کی اُن کا تم پر حق ہے۔ تم ایسا کرو کہ چاندنی کو یہیں چھوڑ جاؤ۔ پہلے خود جا کر اُن کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ روپے پیسے کی کوئی فکر نہ کرو۔ وہاں رہنا چاہو تو چاندنی کو آ کر لے جانا اور وہیں کوئی چھوٹی موٹی دکان بھی دیکھ لینا۔''

''ٹھیک ہے۔ بھائی میں کل ہی چلا جاؤں گا۔'' حمید نے کہا اور مسکراتی نظروں سے چاندنی کو دیکھنے لگا۔

☆=====☆=====☆

سب انسپکٹر ریاض کے کہنے کے مطابق اگر مجرم اُن کے ہاتھ لگ جائے تو دو گھنٹے کے اندر پولیس اُس سے سب کچھ اگلوا لے گی لیکن آدھا دن گزر جانے کے باوجود پولیس جاوید سے کوئی خاص بات معلوم نہیں کر سکی تھی۔ جمشید صاحب نے اپنی رپورٹ میں لکھوایا تھا کہ

میرے گھرانے سے جس شخص کا زیادہ تعلق ہے وہ صرف جاوید ہی ہے جس کو ہمارے پروگرام اور ہمارے گھر کی دیگر باتوں کا علم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ باہر کا کوئی آدمی ہمارے اتنے قریب نہیں ہے۔ جمشید صاحب کی اس رپورٹ کے علاوہ بھی جاوید ایاز نامی اسمگلر کے کیس میں مطلوب تھا لیکن جاوید نے ان دونوں معاملوں میں ملوث ہونے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس وجہ سے اُسے کئی گھنٹے لاک اپ میں بند رکھنے کے بعد اُسے پھر پوچھ گچھ کے لیے لایا گیا۔ جاوید کا کہنا تھا کہ اُسے غیر قانونی طور پر حوالات میں رکھا گیا ہے اور غیر قانونی طور پر اُس پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ یہ سن کر حوالدار نے ایک زوردار گھونسہ اس کے پیٹ پر مارا اور کہا۔ ''قانون ہمیں مت پڑھاؤ اور سچ بات سیدھی طرح اُگل دو ورنہ تمہاری ہڈی پسلی ایک ہو جائے گی۔''

''مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا ہوں۔'' جاوید پیٹ دبا کر بولا۔ ''میرا نہ تو کسی گروہ سے تعلق ہے' نہ ایاز اسمگلر کے دھندے سے میرا تعلق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ میری اس سے جان پہچان ہے۔ لیکن اس کے کسی کام میں میں شریک نہیں ہوں۔ اگر اس نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا تھا کہ میں اس کے کام میں اُس کا ساتھ دوں گا تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ اس کے علاوہ میں نے مسٹر جمشید کو اغوا کرانے میں بھی کسی کی مدد نہیں کی ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' تفتیش کرنے والے انسپکٹر نے کہا۔ ''تو اس کا مطلب ہے تم اپنے پچھلے بیان میں کوئی تبدیلی کرنا نہیں چاہتے؟''

''جی نہیں۔''

''پھر؟''

''پھر کیا؟''

جاوید نے کہا۔ ''اگر آپ اجازت دیں تو میں مسٹر ریاض سے ملنا چاہوں گا۔''

''یہ کرائم برانچ کا آفس ہے۔'' انسپکٹر نے کہا۔ ''اور پولیس انسپکٹر ریاض کا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے تمہیں جو کہنا ہے مجھ سے کہہ دو۔''

''آپ انسپکٹر ملک کو جانتے ہیں؟'' جاوید نے پوچھا۔

''ہاں۔''

''کیا میں انہیں فون کر سکتا ہوں؟'' جاوید نے کہا۔

''نہیں۔'' انسپکٹر سخت لہجے میں بولا۔ ''تفتیش مکمل ہونے تک تمہیں کسی سے ملنے کی

اجازت نہیں ہے۔ تمہاری جان پہچان چاہے کسی سے بھی ہو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔''

''لیکن میں ایک پڑھا لکھا اور شریف شہری ہوں......اور......'' جاوید نے کہا۔

مگر انسپکٹر نے فوراً ہی اس کی بات کاٹ دی اور خود بول پڑا۔ ''لیکن ہم ایسا نہیں سمجھتے۔ اگر تم ثابت کر دو کہ تم ایک شریف آدمی ہو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔''

''لیکن آپ کے سوالوں کا جواب میں نے دے دیا ہے۔''

''ہاں لیکن وہ کافی نہیں ہے۔''

''تو پھر آپ خود ہی ثابت کریں کہ میری بات غلط ہے۔'' جاوید نے کہا۔ ''ورنہ مجھے جانے دیں۔''

''تم ایاز کے گروہ میں شریک تھے جس کا ہمارے پاس ثبوت موجود ہے اور اس کے لیے ہم عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔'' انسپکٹر بولا۔ ''اس کے باوجود بھی اگر تم سچ سچ بتا دو تو ہم تمہیں یہاں نہیں روکیں گے۔''

''دیکھیے انسپکٹر صاحب' میں نے اسمگلنگ وغیرہ جیسا کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ آپ بے شک مجھے عدالت میں لے جا سکتے ہیں لیکن عدالت میں جانے والا ہر شخص مجرم نہیں ہوتا۔'' جاوید بولا تو انسپکٹر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا پھر کہا۔

''قانون کے بارے میں تم بہت جانتے ہو گے لیکن یہاں میں تمہیں یہ بتا دوں کہ اس تھانے میں تمہیں کسی سے ملنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ تمہیں یہاں سے کسی کو فون کرنے کی اجازت ملے گی۔''

انسپکٹر کا یہ جواب سن کر جاوید کو یقین ہو گیا کہ اب ایک بار پھر اس پر تشدد کیا جائے گا۔ لیکن اس کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ انسپکٹر کے اشارے پر سپاہی نے اسے پھر لاک اپ میں بند کر دیا تھا۔

لاک اپ میں بیٹھے بیٹھے جاوید سخت الجھن محسوس کر رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے بارے میں سب انسپکٹر ریاض نے اتنی ساری معلومات کیسے حاصل کر لی تھیں۔ خود جمشید صاحب کو بھی روبی سے اس کا ملنا جلنا پسند نہیں تھا۔ جب ہی تو انہوں نے اپنی رپورٹ میں اس کا نام مشکوک آدمی کے طور پر درج کرایا تھا۔ بہرحال اس شام پولیس نے اسے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ اسے جب بھی بلایا جائے گا وہ پولیس اسٹیشن پہنچ جائے گا۔

پولیس نے اسے اس لیے رہا کیا تھا کہ اگر جمشید صاحب کے اغوا میں اس کا ہاتھ ہوگا تو وہ فوراً ہی تاوان کی رقم میں سے اپنا حصہ وصول کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس پر نظر رکھنے کے لیے پولیس نے اپنے مخبر اس کے پیچھے لگا دیے تھے جس سے جاوید بے خبر تھا۔

لیکن پولیس کو اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ پولیس کے پاس اس بات کا تو ثبوت تھا ہی کہ اس کے ایاز نامی اسمگلر سے کیا تعلقات ہیں لیکن وہ تو یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اسے یہ معلوم ہو جائے کہ تاوان کی رقم جاوید کس سے وصول کرتا ہے لیکن لاک اَپ سے باہر آنے کے بعد جاوید نے ایسی کوئی کوشش ہی نہیں کی۔ کوئی دوسرا مشکوک آدمی اس سے اس کے گھر پر یا کہیں باہر ملنے ہی نہیں آیا تھا۔ اور تب پولیس ایک بار پھر اُلجھن میں پڑ گئی۔

جمشید صاحب کو اگر جاوید نے اغوا نہیں کرایا تھا تو پھر کس نے کرایا تھا؟ روپے وصول کرنے والا شخص کس کا آدمی تھا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جو شخص تاوان کی رقم لے گیا ہے وہ تنہا ہی ہو؟ یہ اور ایسے ہی بے شمار سوالات پولیس کو اُلجھن میں ڈالے ہوئے تھے۔ تاوان کے بیس لاکھ روپے لے کر غائب ہو جانے والے شخص کو گرفتار کرنا اب کافی مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

☆=====☆=====☆

حمید کوئی بہت بُرا آدمی نہیں تھا۔ اسی لیے جب جمشید صاحب نے اپنا بھائی تسلیم کر کے اپنے ساتھ رہنے کی پیشکش کی تو بے اختیار اُسے اپنے محسنوں کی یاد آ گئی جنھوں نے اُسے بیٹے کی طرح پالا تھا اُس کی جان بچائی تھی ورنہ آج وہ اس دنیا میں ہی نہ ہوتا۔ اُسے یاد تھا کہ اُس کو پالنے پوسنے والے لوگ کتنے غریب تھے؟ اور اب اُس کے حالات ذرا بدلے تھے تو اُسے اُن کی یاد آ گئی تھی۔

حمید جب جڑانوالہ پہنچا تو وہ صحیح جگہ پہنچا ہے یا نہیں؟ اس کے لیے اُسے پوچھ گچھ کرنا ہی پڑی تھی۔ کیونکہ پورا گاؤں ہی بدل چکا تھا۔ جہاں میدان تھے وہاں اب مکانات بنے ہوئے تھے۔ سڑکیں بڑی ہو گئی تھیں اور جہاں بجلی نہیں تھی وہاں بجلی بھی آ گئی تھی۔ کہیں نئے بازار بن گئے تھے اور کہیں پرانے مکانات کے روپ تبدیل ہو چکے تھے لیکن گاؤں وہی تھا' جہاں ایک بوڑھے کے ہاتھوں میں پل کر وہ سمجھدار ہوا تھا۔

اُسے اُس مکان کو تلاش کرنے میں زیادہ تکلیف نہیں ہوئی۔ گلی سے گزرتے وقت وہ ہر شخص کو پُر اُمید نظروں سے دیکھتا رہا تھا لیکن کسی نے بھی اُسے پہچانا نہیں۔ بچوں کے تو پہچاننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا لیکن چند بوڑھے لوگوں کو تو وہ پہچان ہی گیا۔ وہ اپنے

جانے پہچانے محلے میں ایک اجنبی کی طرح داخل ہوا تھا۔ اُسے ڈر تھا کہ گاؤں کے لوگوں نے تو اُسے نہیں پہچانا ہے۔ لیکن اگر گھر والوں نے بھی اُسے پہچاننے سے انکار کر دیا تو؟

جب وہ گھر کے دروازے کے قریب پہنچ گیا تو گلی کا ایک کتا اُسے دیکھ کر زور زور سے بھونکنے لگا تھا۔ گھر کے پرانے دروازے بدل گئے تھے۔ دیوار بھی بدلی ہوئی تھی۔ پھر جب اُس نے بند دروازے کی زنجیر ہلائی۔ تو اندر سے کسی کی بھاری اور بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ ''کون ہے بھائی؟''

''دروازہ کھولو...... میں حمیدے ہوں...... آپ کا حمیدے۔''

''حمیدے۔'' اندر سے بوڑھی تھرتھراتی ہوئی آواز سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ حمید نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دُبلے پتلے کمزور اور بوڑھے شخص کے پوپلے منہ والے چہرے کو دیکھا اور اپنے منہ بولے باپ کو پہچان کر اُس سے لپٹ گیا اور پھر گھر کے اندر قدم رکھتے ہی اُس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ بوڑھا حیات محمد اب اکیلا رہ گیا تھا۔

''بیٹا...... تیرے جانے کے بعد...... تیری ماں بھی تھوڑے عرصے بعد مجھے چھوڑ گئی۔ آخر سب لوگ مجھ سے ناراض کیوں ہو گئے؟'' بوڑھا اپنی دھندلی آنکھوں سے اُس کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''خیر چھوڑو میری بات...... پہلے یہ بتاؤ تم سکھی تو ہو نا؟''

''ہاں بابا...... میں سکھی ہوں...... بلکہ اچانک سکھی ہو گیا ہوں اور آپ کو اپنے سکھ میں شریک کرنے آیا ہوں۔'' حمید نے کہا اور پھر اپنے بابا کو اپنی آپ بیتی سنانے لگا۔

☆=====☆=====☆

پولیس کے چنگل سے نکلنے کے بعد جاوید نے ٹیلی فون پر روبی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن روبی نے اُس کی آواز سنتے ہی فون رکھ دیا تھا۔ جاوید نے دوسری بار فون ملایا مگر روبی اُس سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔ آخر تیسری بار کی کوشش میں اُسے تھوڑی کامیابی ہوئی اور اُس نے روبی سے کہا۔ ''روبی' پلیز اتنی سنگدل نہ بنو۔ میری بات تو سن لو......''

''پرانی دوستی کے ناتے میں سن رہی ہوں۔'' روبی نے ناراض لہجے میں کہا۔ ''لیکن جو کہانی تمہیں سنانی ہے وہ جلدی سے سنا ڈالو میں تمہارے ساتھ اب کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتی۔''

''لیکن روبی جو کچھ ہوا ہے وہ سچ ہے یا جھوٹ؟ میں اس میں قصور وار ہوں یا بے قصور؟

یہ جانے بغیر تم دوستی توڑ رہی ہو۔'' جاوید نے کہا۔''میں تو اپنی صفائی میں بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

''اب کیا صفائی پیش کرو گے تم؟'' روبی جھلا کر بولی۔

''روبی میں نے تم سے پیار کیا ہے۔ تمہیں چاہا ہے۔''

''تم نے مجھ سے نہیں بلکہ میرے باپ کی دولت سے پیار کیا تھا لیکن وقت سے پہلے تمہارا بھید کھل گیا۔ تمہارا دھندہ تمہاری گاڑی' تمہارا فلیٹ اور تمہارا فون ان سب چیزوں میں تمہاری اپنی چیز کیا تھی؟ اور پھر تمہارے مرحوم رشتے دار کی جائیداد؟ تم دھوکے باز ہو۔ جھوٹے ہو۔ آخر میرے ساتھ بات کرنے کی تم نے ہمت کیسے کر لی؟'' روبی نے انتہائی غصے میں کہہ ڈالا۔

''میرے پاس تمہاری محبت کے سوا کچھ نہیں ہے روبی۔'' جاوید کی آواز کانپ رہی تھی۔''اور ایسے وقت میں مَیں تم سے ہمدردی اور مدد کی اُمید رکھتا ہوں لیکن تم سوچے سمجھے بغیر میرا ساتھ چھوڑ دینا چاہتی ہو۔ تم اس قدر جلد بدل جاؤ گی اس کا تو مَیں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔''

''اپنے اوپر خراب وقت لانے کے ذمے دار تم خود ہو۔ تم نے میرے ساتھ فریب کیا ہے۔ مجھے دھوکا دیا ہے۔ بہر حال اب کہو کیا کہنا چاہتے ہو تم؟''

''میں تم سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں روبی کہ میں نے تمہیں چاہا ہے۔'' جاوید جذباتی لہجے میں بولا۔''اور میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے' جس سے میری محبت میری چاہت بدنام ہو جائے۔''

''تو کیا تم اسمگلنگ کے مال کا دھندہ نہیں کرتے؟'' روبی نے پوچھا۔

''کون نہیں کرتا؟'' جاوید نے کہا۔''تمہارے لائق بننے کے لیے مجھے پیسے کی ضرورت تھی اور میں نے کام کر کے پیسے کمانے کی کوشش کی ہے لیکن تمہارے ڈیڈی کو اغوا کرا کے دولت بٹورنے جیسا ذلیل کام میں نے نہیں کیا ہے۔ یہ کام کسی اور نے کیا ہے اور تمہاری بھلائی اور میری اپنی بھلائی کی خاطر میں اُس کا پتا لگانے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔''

''اب تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جاوید!'' روبی نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا۔''اب جو کرنا ہے وہ پولیس کرے گی اور پولیس کا خیال ہے کہ یہ کام تمہارا ہی ہے اور اگر یہ کام تمہارا نہ بھی ہو تب بھی میں تم سے کوئی تعلق رکھنا نہیں چاہتی میں تم سے نفرت کرتی

ہوں۔ شدید نفرت۔ اب آئندہ کبھی مجھ سے ملنے اور مجھے فون کرنے کی کوشش مت کرنا۔ ہماری دوستی اب ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔ تم نے مجھے میری ماں کے خلاف بھڑکا رکھا تھا۔ تم نے مجھے پولیس کو بتانے سے منع کیا تھا۔ مجھے اب تمہاری پوری سازش کا علم ہو چکا ہے۔ اب صاف صاف سن لو کہ تم مجھ سے آئندہ بات کرنے کی کوشش نہیں کرو گے''۔ اتنا کہہ کر روبی نے ریسیور رکھ دیا اور تب جاوید کو لگا کہ اُس نے روبی کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا ہے۔

☆=====☆=====☆

جمشید صاحب کی بخیریت واپسی کی خبر سن کر اُن کے بزنس مین دوست مسٹر سلطان احمد اُن سے ملاقات کے لیے آئے۔ جمشید صاحب کی غیر موجودگی میں تاوان کی رقم کے سلسلے میں انہوں نے جو مدد کی تھی جمشید صاحب نے اُس کے لیے اُن کا شکریہ ادا کیا اور اپنے اغوا کی داستان انہیں سنا دی لیکن انہوں نے سلطان صاحب کو یہ بات نہیں بتائی کہ انہوں نے پولیس میں اس اغوا کے خلاف رپورٹ بھی درج کرا دی ہے۔ کیونکہ جمشید صاحب' فاخرہ بیگم اور روبی نے مل کر یہ طے کر لیا تھا کہ جب تک اغوا کرنے والے گرفتار نہیں ہو جاتے اور ان کے روپے انھیں واپس نہیں مل جاتے اُس وقت تک یہ بات کسی کو نہ بتائی جائے۔ یوں تو سب کو اُمید تھی کہ جاوید پر جو شک کا اظہار کیا گیا ہے وہی درست ثابت ہوگا پھر بھی جب تک روپے نہ ملیں اُس وقت تک پولیس کی تفتیش کی بات خفیہ ہی رکھی جائے۔ اسی لیے سلطان احمد صاحب کو بھی کسی نے پولیس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

اسی طرح صابر کمال سے بھی یہ بات چھپائی گئی تھی لیکن بہت سی باتیں ایسی تھیں جو آسانی سے چھپائی نہیں جا سکتی تھیں حالانکہ سلطان احمد کی طرح صابر کمال نے بھی یہ سوال کیا تھا کہ پولیس کو اس بارے میں بتایا گیا ہے یا نہیں؟

لیکن انکار میں جواب سنا تو دونوں نے ہی تقریباً ایک جیسے الفاظ میں کہا تھا۔

''پولیس کو اطلاع نہ دے کر اچھا ہی کیا ہے آپ لوگوں نے کیونکہ ایسے لوگوں سے دشمنی مول لینا کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے۔''

''سلطان بھائی آپ کی رقم اور میری بچت اس وقت تو ہاتھ سے نکلی ہوئی ہے لیکن اس کی فکر آپ کو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' جمشید صاحب نے سلطان احمد سے کہا تھا۔''آپ کو آپ کی رقم کب چاہیے یہ بتا دیں اس لیے کہ میں کسی اور سے رقم کا بندوبست کر کے آپ کو پہنچا دوں۔''

"اس کی کوئی خاص جلدی نہیں ہے۔" سلطان احمد نے کہا۔

"پھر بھی پندرہ دنوں میں انتظام ہو جائے گا۔" جمشید صاحب بولے۔ "مگر آپ کو پہلے ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتا دیجئے گا۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔" سلطان احمد نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "جمشید بھائی روپے چاہے میرے پاس پڑے ہوں یا آپ کے پاس ہوں اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ لیکن ہم ٹھہرے کاروباری لوگ کب رقم کی ضرورت پڑ جائے یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کہ آپ پندرہ دنوں سے قبل بھی روپے لے سکتے ہیں۔"

اس طرح سلطان احمد صاحب سے تو ان کے روپوں کی بات ہو گئی تھی لیکن جب صابر کمال ان سے ملنے کے لیے آیا تھا تو اس طرح باتیں ہوئی تھیں۔ صابر کمال نے کہا تھا۔ "میں نے جس کیمرے کا بندوبست کر کے فاخرہ کو دیا تھا۔ اگر اس سے دو ایک تصویریں بھی کھینچ لی جاتیں تو اب تک مجرم بے نقاب ہو چکے ہوتے۔ مگر افسوس کہ تصویریں کھینچنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا جمشید بھائی کی جان بچ گئی یہی بڑی بات ہے۔ زندگی رہے گی تو دولت اور کمائی جا سکتی ہے۔ اب رہ گئی سلطان صاحب کی رقم لوٹانے کی بات تو میں آپ کو بتا دوں کہ میں اتنا بڑا آدمی تو نہیں ہوں پھر بھی کچھ عرصے کے لیے ڈیڑھ دو لاکھ روپے آپ کو دے سکتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے تو مجھے یاد رکھیے گا۔ آپ لوگوں کی مدد کر کے مجھے بہت خوشی ہوگی' اور ایک پرانا دوست ہونے کے ناتے آپ کے کام آ کر مجھے سکون بھی ملے گا۔"

"تھینک یو کمال لیکن اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ رقم کا بندوبست تو ہو جائے گا لیکن پھر بھی اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم آپ کو ضرور بتائیں گے۔" فاخرہ بیگم نے کہا۔ "ان کی غیر موجودگی میں آپ نے جس طرح میرا ساتھ دیا ہے وہ میں کبھی نہیں بھول سکتی۔"

"ہاں مسٹر کمال دوستی کا دعویٰ تو سب کرتے ہیں لیکن جب وقت پڑتا ہے تو بہت کم لوگ وقت پر کام آتے ہیں۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "آپ نے جو کچھ بھی کیا ہے اسے فاخرہ کی طرح میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ ویسے روپے پیسے کی زیادہ فکر نہیں ہے مجھے' پھر بھی ضرورت پیش آ گئی تو ہم آپ کو ضرور یاد کریں گے۔"

فاخرہ بیگم اور جمشید صاحب نے روپے پیسے کے لیے زیادہ پریشانی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کیونکہ انہیں توقع تھی کہ زیادہ سے زیادہ ایک دو دن کے اندر اندر پولیس جاوید سے سب کچھ اگلوا کر انہیں رقم واپس دلا دے گی۔

صابر کمال کے جانے کے بعد روبی اپنے کمرے سے باہر آئی۔ وہ بہت اُداس اور فکر مند نظر آ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر وہ پہلے جیسی چمک بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اُس کا چہرہ دیکھتے ہی فاخرہ بیگم اور جمشید صاحب یہ سمجھ گئے کہ ان کی بیٹی کسی نئے خیال کے ساتھ اپنے کمرے سے باہر نکلی ہے۔ اس نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اپنے ڈیڈی سے کہا۔ "ڈیڈی میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"میں تو تمہیں دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا۔" جمشید صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کہ تم کچھ کہنے یا کچھ پوچھنے ہی آئی ہو۔"

"ڈیڈی آپ میرا مذاق نہ اُڑائیں۔" روبی نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں بڑی دیر سے سوچ رہی تھی کہ پولیس کو جو ساری تفصیل ہم نے بتائی ہے اس میں کوئی خاص بات رہ تو نہیں گئی ہے؟"

"ایسی کیا بات ہوگی؟" فاخرہ بیگم نے پوچھا۔

"ہے ایک بات۔" روبی نے کہا۔ "مجھے یاد ہے ڈیڈی کہ آپ جب بھی کسی بڑی رقم کو لاکر وغیرہ میں رکھواتے تھے ان نوٹوں کے نمبر کسی کاغذ پر نوٹ کر لیا کرتے تھے۔"

"سب نوٹوں کے نمبر تو میں نوٹ نہیں کرتا تھا۔" جمشید صاحب نے بتایا۔ "البتہ سیل بند نوٹوں کی گڈیوں کے نمبر ضرور نوٹ کر لیتا تھا تاکہ راستے میں وہ رقم لُٹ جائے یا کوئی گڈی کہیں گر جائے تو اسے واپس حاصل کرنے میں دشواری نہ ہو۔"

"تو جو روپے آپ نے لاکرز میں رکھوائے تھے اگر ان کے نمبر آپ کے پاس کہیں لکھے ہوئے ہوں تو ہمیں ان نمبروں کو پولیس کو دے دینا چاہیے۔" روبی نے کہا۔ "یہ کوئی زوردار آئیڈیا تو نہیں ہے لیکن پھر بھی پولیس کے یہ کام آ سکتا ہے۔"

"تمہارا کہنا درست ہے۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "لاکرز میں میں زیادہ تر نئے نوٹوں کی گڈیاں ہی رکھتا تھا۔ اور ان کے نمبر میرے پاس لکھے ہوئے ہیں مگر مجھے ڈائری دیکھنی پڑے گی۔" یہ کہہ کر جمشید صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد پولیس کو نوٹوں کے نمبر بھی دے دیے گئے تھے۔

اُن کا اندازہ یہی تھا کہ پولیس دو چار دنوں میں جاوید سے سب کچھ اگلوا کر مجرموں کو گرفتار کر لے گی اور ان کی رقم انہیں واپس مل جائے گی لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ پولیس بہت سر کھپانے کے باوجود جاوید کے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکی اور نہ ہی وہ اس پر یہ

الزام ہی لگا سکی کہ جمشید صاحب کو اغوا کرنے میں اس کا کوئی ہاتھ تھا۔ جمشید صاحب کے بار بار پوچھنے پر پولیس نے کہہ دیا تھا کہ ہم اپنے پوری کوشش کر رہے ہیں اگر ہمیں کامیابی ہوئی تو آپ کو اطلاع دے دی جائے گی۔

پولیس کے اس مختصر اور کورے جواب سے جمشید صاحب ذرا گھبرا سے گئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں سلطان احمد سے لی ہوئی رقم واپس کرنی تھی' جس کے لیے انہوں نے پندرہ دن کی مہلت لی ہوئی تھی۔ وہ اسی رقم کے لیے زیادہ فکر مند تھے ویسے بھی سلطان احمد نے چھٹے روز ہی انہیں فون پر کہہ دیا تھا کہ انہیں رقم کی اچانک ضرورت پڑ گئی ہے۔ جمشید صاحب کی غیر حاضری میں فاخرہ بیگم نے ساڑھے چار لاکھ روپے سلطان احمد سے لیے تھے اور اب انہیں فوری طور پر کم از کم تین ساڑھے تین لاکھ روپے سلطان احمد کو واپس دینے تھے۔ جمشید صاحب نے اس کے لیے دو روز کا وقت مانگا تھا لیکن اس عرصے میں وہ بہ مشکل صرف دو لاکھ روپے جمع کر پائے تھے۔

''اب کیا کیا جائے؟'' جمشید صاحب نے اپنی بیوی فاخرہ بیگم سے پوچھا۔ جو خود بھی انہی کی طرح پریشان تھی۔ ''سمجھ میں نہیں آتا کہ اور ڈیڑھ لاکھ کہاں سے لاؤں؟''

''جتنے ہو گئے ہیں اتنے ہی دے دیں۔'' فاخرہ بیگم نے کہا۔ ''اور بقیہ رقم کے لیے تھوڑا وقت مانگ لیں۔''

''لیکن سلطان احمد نے ابھی صرف ساڑھے تین لاکھ مانگے ہیں جب کہ اس میں بھی ڈیڑھ لاکھ کم ہیں۔'' جمشید صاحب نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ ''اور آئندہ چند روز میں بھی کہیں سے کچھ ملنے کی توقع نہیں ہے۔ اس لیے وعدہ بھی کیسے کیا جائے؟''

''اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو لاکھ ڈیڑھ روپے میں صابر کمال سے لے لوں؟''

''اس کے ساتھ ہمارے لین دین کے تعلقات تو نہیں ہیں پھر بھی لے لو۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''لیکن میرا خیال ہے اس روز اس نے یونہی رسمی طور پر یہ بات کہی تھی۔ اس کے پاس شاید اتنے روپے نہ بھی ہوں۔''

''اگر لینا ہی ہے تو پھر پوچھنے میں کیا حرج ہے؟'' فاخرہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے پوچھ لو۔'' جمشید صاحب بولے تو فاخرہ بیگم نے ٹیلی فون پر اس کا نمبر ملایا۔ تھوڑی دیر تک بات کرنے کے بعد اس نے ریسیور رکھ دیا اور پھر جمشید صاحب کے پاس آ کر کہا۔ ''وہ ایک گھنٹے تک روپے لے کر آ رہا ہے۔ اور آپ کو سلطان احمد سے بات کرنا ہے

تو کر لیں۔''

''وہ کتنے روپے لے کر آ رہا ہے؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''ایک لاکھ ہیں اس کے پاس۔'' فاخرہ نے جواب دیا۔

''اچھی بات ہے۔'' کہہ کر جمشید صاحب اُٹھے اور سلطان احمد کو فون کرنے لگے۔

''میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں سلطان بھائی۔'' انہوں نے کہا۔ ''رقم تھوڑی کم ہے۔ ابھی صرف تین لاکھ دیے جا رہا ہوں بقیہ رقم بھی جلد دے جاؤں گا۔''

''ٹھیک ہے جمشید صاحب لیکن اگر دو ایک روز میں ہو جائے تو اچھا ہے۔'' دوسری طرف سے سلطان احمد نے کہا۔ ''ایک سودا کیا ہے جس کی ادائیگی کرنی ہے۔''

''میں جانتا ہوں۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''ان شاء اللہ وہ بھی جلد ہو جائے گا۔ تو میں ایک ڈیڑھ گھنٹے میں آ رہا ہوں۔'' اتنا کہہ کر انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد صابر کمال اپنے وعدے کے مطابق آ گیا اور روپے دے کر چلا گیا۔

جمشید صاحب نے جس دو لاکھ کی رقم کا انتظام کیا تھا' اس میں سے تمام نئے نوٹوں کے بنڈلوں کے نمبر روبی نے ایک کاغذ پر نوٹ کر لیے تھے اور صابر کمال جو گڈیاں دے گیا تھا اسے انہوں نے فاخرہ کو دے کر کہا تھا کہ انہیں بھی اس دو لاکھ روپے کے ساتھ رکھ دو اور خود تیار ہونے کے کمرے میں چلے گئے تھے۔

''جب تک ڈیڈی تیار ہوتے ہیں اس وقت تک میں ان گڈیوں کے نمبر بھی نوٹ کر لیتی ہوں۔'' کہہ کر روبی نے فاخرہ بیگم کے ہاتھ سے روپے لے لیے اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد روبی کے کمرے سے ایسی آواز آئی جیسے اچانک اس کے منہ سے چیخ نکل گئی ہو۔ ''ڈیڈی...... ڈیڈی۔ جلدی آیئے۔''

جمشید صاحب اپنے کمرے سے نکل کر دوڑے اور ان کے پیچھے فاخرہ بیگم بھی دوڑی۔ صابر کمال نے جو لاکھ روپے انہیں دیے تھے ان میں پانچ گڈیاں یعنی پچاس ہزار کے نوٹ بالکل نئے تھے اور ان کے نمبر وہی تھے جو جمشید صاحب نے اپنے لاکرز میں رکھے ہوئے تھے جنہیں بعد میں فاخرہ بیگم نے لاکرز سے نکلوا کر تاوان کی رقم ادا کی تھی

جمشید صاحب کی ڈائری میں نوٹوں کے جو نمبر درج تھے ان میں سے کئی ایک نمبر روبی کو یاد رہ گئے تھے۔ ان میں بی۔ اے ایف کی بھی ایک سیریز تھی۔ اور صابر کمال نے جو نئی گڈیاں

دی تھیں اس کی سیریز بھی وہی تھی۔ جمشید صاحب بھی حیران نگاہوں سے نوٹوں کی ان گڈیوں کو گھور رہے تھے اور روبی پُرجوش لہجے میں کہہ رہی تھی۔ ''اب شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے ڈیڈی یہ اغوا صابر کمال نے ہی کرایا ہے ورنہ یہ نوٹ اس کے پاس کہاں سے آئے؟''

''تم کچھ بھی کہو روبی لیکن مجھے اس پر یقین نہیں آتا۔'' فاخرہ نے کہا۔

''یوں تو جاوید بھی شک سے بالاتر تھا۔'' روبی نے دلیل پیش کی۔ ''لیکن پھر بھی ہم نے اسے مجرم سمجھ لیا جب کہ اس کے پاس سے کوئی ثبوت بھی نہیں ملا اور صابر کمال کے پاس سے تو ثبوت بھی مل چکا ہے۔''

''واقعی یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ہمارے نوٹ اس کے گھر سے کیسے برآمد ہوئے؟'' فاخرہ بیگم نے کہا۔ ''لیکن شاید نمبر نوٹ کرنے میں تمہارے ڈیڈی سے بھول گئی ہوگی۔''

''ایسے معاملوں میں مَیں کوئی بھول نہیں کرتا۔'' جمشید صاحب نے فوراً ہی جواب دیا۔ ''حساب کتاب کے معاملے میں مَیں ہمیشہ ہوشیار رہتا ہوں۔''

''تو پھر صابر کمال سے ہی پوچھا جائے کہ یہ نوٹ اس کے پاس کہاں سے آئے؟'' فاخرہ بیگم نے کہا۔

''نہیں۔'' روبی نے فوراً ہی کہا۔ ''اگر ایسا کیا گیا تو وہ فوراً ہی ہوشیار ہو جائے گا اور دوسرے نوٹ جو اس کے پاس ہوں گے انہیں کہیں چھپا دے گا۔ اور پھر وہ بھی یہی کہہ سکتا ہے کہ نمبروں کو نوٹ کرنے میں یقیناً جمشید صاحب سے بھول ہوئی ہے ہمیں تو پولیس کو خبر کر دینی چاہیے تاکہ دوسرے نوٹ بھی برآمد ہو جائیں۔ مجھے پورا یقین ہے بقیہ رقم اس کے گھر میں ہی ہوگی۔''

''روبی ٹھیک کہتی ہے فاخرہ۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''اگر ہم نے ذرا بھی غفلت کی تو ہمارے بیس لاکھ روپے کبھی بھی نہیں مل سکتے۔ تمہاری طرح اس پر شک کرنا مجھے بھی اچھا نہیں لگتا۔ لیکن اتنا ٹھوس ثبوت مل جانے کے باوجود اگر پولیس کو بتایا نہ گیا تو یہ سراسر بے وقوفی ہوگی۔''

''آپ دونوں کو یہ شخص جیسا بھی لگا ہو لیکن میں تو پہلے سے ہی اس پر شک کرتی رہی ہوں۔'' روبی نے کہا۔ ''اور اب مجھے اپنا شک درست نظر آ رہا ہے۔ اور اب ہمیں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔''

''لیکن......لیکن سجاد صاحب کے منشی رحیم داد کی وہ نقلی آواز......؟ صابر کمال تو کبھی پنڈی گیا بھی نہیں۔ اور نہ ہی منشی رحیم داد سے وہ ملا ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''دیکھو فاخرہ۔ ہمارے روپے اس کے پاس سے برآمد ہوئے ہیں اور اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ سب ہوا کیسے یہ معلوم کرنا پولیس کا کام ہے۔'' جمشید صاحب نے کہا۔ ''فلم والے لوگ کتنے چالاک ہوتے ہیں یہ دنیا جانتی ہے۔ اتنے ٹھوس ثبوت کے باوجود اسے اچھا آدمی سمجھنے کی غلطی اب نہیں کرنی چاہیے۔''

''لیکن مجھے تو اب بھی جاوید پر شک ہے۔'' فاخرہ نے کہا۔

''تم صابر کمال کی طرف داری کر کے اپنے جرم پر پردہ ڈال رہی ہو۔'' یکایک روبی شیرنی کی طرح گرجی۔ ''میں تمہاری چالاکی سمجھ چکی ہوں لیکن ہمارے تعلقات جو ابھی تک ٹھیک ہو چکے ہیں۔ انہیں تم خود خراب کر رہی ہو۔ میں تمہیں صاف صاف بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے جاوید سے بھی نفرت ہے اور صابر کمال سے بھی نفرت ہے۔ اور اگر آپ دونوں نے پولیس کو فون نہیں کیا تو میں خود پولیس کو فون کروں گی ابھی اور اسی وقت۔'' اتنا کہہ کر اس نے جمشید صاحب کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''ڈیڈی آپ فون کرتے ہیں یا میں کروں؟''

''ٹھیک ہے۔ میں خود کرتا ہوں۔'' جمشید صاحب نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

☆=====☆=====☆

''جاوید پر اسمگلنگ کا مال فروخت کرنے کا کیس تو بن سکتا ہے لیکن جمشید صاحب کے اغوا کے سلسلے میں اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔'' سب انسپکٹر ریاض اپنے سینئر آفیسر سے کہہ رہا تھا۔ ''بہر حال یہ کام اس آدمی کا ہو سکتا ہے جس کا تعلق جمشید صاحب کے گھر سے ہو سکتا ہے۔ اور ایسے آدمیوں میں بہت سارے لوگ ہیں لیکن سب سے زیادہ شک جاوید پر ہی ہو جاتا ہے اور وہ ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے ہمیں اس پر کافی عرصے تک نظر رکھنی پڑے گی لیکن اس کے باوجود وہ بے گناہ ثابت ہوتا ہے تو پھر میں نہیں کہہ سکتا کہ اصل مجرم کون ہے؟''

''میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔'' سینئر آفیسر نے کہا۔ ''اگر جاوید بے قصور ہے تو شاید یہ کام باہر کے ہی کسی آدمی نے کیا ہے لیکن میں ذہنی طور پر اس کو تسلیم نہیں کرتا ریاض تم فاخرہ بیگم کے ماموں کو کیوں بھول جاتے ہو؟ اس کے بارے میں تم نے ہی تو بتایا تھا کہ وہ ان

دنوں لاک اپ میں بند ہے کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ جان بوجھ کر کوئی چھوٹا موٹا جرم کر کے لاک اپ میں بند ہوگیا ہو اور یہ سارا منصوبہ تیار کر کے اس نے کسی دوسرے سے یہ کام کرایا ہوتا کہ اس پر کسی کو شک ہی نہ ہو۔''

''ہاں یہ بھی ممکن ہے.....مگر.....'' سب انسپکٹر ریاض نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی سینئر آفیسر نے ریسیور اٹھایا تو دوسری جانب سے اغوا برائے تاوان کے کیس کو ڈیل کرنے والے انسپکٹر شہباز کی آواز سنائی دی۔ اس نے سینئر آفیسر کو ایک چونکا دینے والی خبر سنائی کہ جمشید صاحب کی رہائی کے بدلے تاوان کے جو روپے ادا کیے گئے تھے ان میں سے نوٹوں کے کچھ بنڈل فلم ڈائریکٹر صابر کمال کے پاس سے ملے ہیں۔ یہ خبر سننے کے بعد سینئر آفیسر نے سب انسپکٹر ریاض کو اس نئی صورتِ حال سے آگاہ کر دیا اور تفتیش کا دائرہ وسیع کرنے کے اپنے پروگرام کی تفصیل بھی اسے بتا دی۔

☆=====☆=====☆

نوٹوں پر لکھے ہوئے نمبروں کی بات جب پولیس کو بتائی گئی تو اس کے تھوڑی ہی دیر بعد تلاشی کے وارنٹ کے ساتھ پولیس فلم ہدایت کار صابر کمال کے گھر پہنچ گئی تھی لیکن بیس لاکھ کی رقم تو بڑی دور کی بات تھی۔ اس کے گھر سے تو بیس ہزار روپے بھی برآمد نہیں ہوئے۔ پولیس کو جب ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تو اس نے صابر کمال کو سارے حالات سے آگاہ کر دیا اور انسپکٹر شہباز نے پوچھا۔ ''دیکھیے مسٹر کمال ہمیں آپ کی الماری میں سے کچھ چابیاں ملی ہیں جو بینک کے لاکرز کی ہی چابیاں ہیں۔ اب چونکہ ہم گھر کی تلاشی تو لے چکے ہیں۔ اس لیے ہمیں آپ کے لاکرز کی تلاشی لینی ہے اگر اس سلسلے میں آپ ہماری مدد کرتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم خود اپنے طور پر یہ کام کر لیں گے۔ کیا آپ ہماری مدد کرنے پر تیار ہیں؟''

''ہاں میرے پاس دو لاکرز ہیں۔'' صابر کمال نے بتایا..... ''ایک میں ضروری کاغذات اور ایگریمنٹ ہیں جب کہ دوسرے لاکرز میں چند قیمتی چیزیں ہیں اور کچھ نقد رقم بھی ہے۔ میں نے ایک دوست کی حیثیت سے مسٹر جمشید کی مدد کی تھی۔ میں فلم لائن میں کام ضرور کرتا ہوں لیکن میرے پاس بلیک کی کوئی رقم نہیں ہے۔''

''مسٹر جمشید کے فون آنے کے ایک گھنٹے بعد ہی آپ نے ایک لاکھ کی رقم انہیں پہنچا دی تھی۔'' انسپکٹر شہباز نے پوچھا ''تو کیا اتنی بڑی رقم آپ ہر وقت اپنے پاس رکھتے ہیں؟''

''ہاں..... میں ایک نئی فلم شروع کرنے والا ہوں۔'' صابر کمال نے کہا۔ ''جس کا فلم ساز بھی میں خود ہوں۔ ہمارے اس دھندے میں کسی بھی وقت نقد رقم کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس لیے یہ رقم بینک سے نکلوا کر میں نے گھر میں رکھ لی تھی۔''

''مگر آپ کی چیک بک سے تو.....'' انسپکٹر شہباز کہتے کہتے رُک گیا۔

''جی ہاں۔'' صابر کمال نے جلدی سے کہا۔ ''تقریباً دس ہزار روپے میں نے پہلے سے نکال رکھے تھے تاکہ اگر کسی اداکار کو سائن کرنا پڑے تو اُسے ایڈوانس کے طور پر دے کر ایگریمنٹ کیا جا سکے اور چالیس ہزار میں نے بینک سے چند دنوں کے لیے او ڈی پر لیے تھے۔''

''مگر یہ تو کل پچاس ہزار روپے ہوئے۔'' انسپکٹر نے پوچھا۔ ''بقیہ پچاس ہزار آپ نے کہاں سے دیے؟''

''پچاس ہزار کی وہ رقم مجھے آج ہی ایک پارٹی نے دی تھی۔ کیوں انہوں نے مجھے نئی فلم کا ہدایت کار منتخب کیا ہے۔'' صابر کمال نے کہا۔ ''جن نئے نوٹ کے بنڈل آپ کو جمشید صاحب کے گھر سے ملے ہیں وہ بنڈل ہی اُن ہی لوگوں نے دیے تھے۔ فلم کی ہدایت کاری کا معاوضہ ایک لاکھ روپے طے ہوا تھا۔ یہ پچاس ہزار ایڈوانس تھے جس کی میں نے انہیں باقاعدہ رسید دی ہے۔ جو ان لوگوں کے پاس ہے۔''

''وہ کون لوگ ہیں؟''

''اسٹار فلمز کے پارٹنر۔ جن میں سے ایک کا نام فرید شاہ ہے اور دوسرے کا نام اسلم خان ہے۔ پہلے یہ دونوں حضرات ایکسٹرا سپلائر کا دھندہ کرتے تھے۔ اس میں سے انہوں نے کافی روپیا کمایا تھا۔ کچھ عرصے قبل انہوں نے ایک پنجابی فلم بھی بنائی تھی لیکن وہ اتنی کامیاب نہیں ہوئی۔ مگر اُن کی دوسری فلم کچھ ٹھیک چل گئی تھی۔ اب انہوں نے ایک اُردو سوشل فلم بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور اسی لیے وہ میرے پاس آئے تھے۔ میں نے اُن سے جان بُوجھ کر ایک لاکھ روپے مانگے تھے۔ کیونکہ میں اُن لوگوں کے ساتھ کام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ ایک لاکھ کی بات سن کر چلے جائیں گے لیکن خلاف توقع وہ رضامند ہو گئے اور آج مجھے پچاس ہزار ایڈوانس بھی دے گئے تھے۔''

''کیا آپ اُن لوگوں کا پتا ہمیں دے سکتے ہیں؟''

''جی ہاں۔ لکھیے۔'' صابر کمال نے کہا اور اُن کا پتا اور فون نمبر وغیرہ اُسے لکھوا دیا۔

پھر ایک گھنٹے کے اندر اندر فرید شاہ اور اسلم خان کو پولیس اسٹیشن بلا لیا گیا اور پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع ہوا تو بہت سی نئی باتیں معلوم ہوتی چلی گئیں۔

پنڈی سے سجاد صاحب کے منشی رحیم داد کی آواز کی نقل کرنے سے لے کر جمشید صاحب کو اغوا کرنے تک کا سارا منصوبہ فاخرہ بیگم کے ماموں شفیق نے تیار کیا تھا لیکن چونکہ وہ خود اس منصوبے میں شریک ہو کر اپنے آپ کو سامنے لانا نہیں چاہتا تھا اس لیے اپنے دونوں پرانے دوستوں فرید شاہ اور اسلم خان کو اُس نے اپنے منصوبے میں شریک کر کے اُن دونوں ہی سے یہ کام کرا لیا تھا۔ فرید شاہ اور اسلم خان دونوں کافی عرصے سے ایک سوشل فلم بنانے کے بارے میں سوچ رہے تھے مگر اتنے روپے نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی پارٹنر کی تلاش میں تھے اور شفیق فاخرہ بیگم کو بلیک میل کر کے اُس سے پیسے بٹورنے کے لیے ان دونوں کو اپنے ساتھ شریک کرنا چاہتا تھا لیکن جب اُسے اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو اُس نے فاخرہ بیگم کے شوہر جمشید کو اغوا کرانے کا منصوبہ بنایا اور اس طرح بیس لاکھ روپے حاصل کر لیے گئے۔

شفیق نے بڑی چالاکی سے سارا منصوبہ بنایا تھا۔ اسے چونکہ علم تھا کہ فاخرہ بیگم اس پر اپنے شک کا اظہار کرے گی۔ اس لیے خود پسِ پردہ چلا گیا اور سارا کام فرید شاہ اور اسلم خان کے حوالے کر دیا۔ اس میں سے آدھی رقم اُس کی تھی اور بقیہ دس لاکھ فرید شاہ اور اسلم خان کے حصے میں آنے والے تھے۔

شفیق کو یہ بات معلوم تھی کہ جمشید صاحب اور سجاد صاحب کاروبار میں شراکت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے گہرے دوست بھی ہیں۔ اسی لیے اُس نے پنڈی سے فون کے ذریعے جمشید صاحب کو فوراً آنے کی ہدایت کی تھی۔ فون پر اپنے دوست پر دل کے دورے کی خبر سنتے ہی جمشید صاحب اپنی کار پر پنڈی کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ اُن کے گھر سے نکلتے ہی فرید شاہ اور اسلم خان کے آدمیوں نے اُن کا پیچھا کیا اور پھر ایک مقررہ جگہ پر اغوا کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

فرید شاہ اور اسلم خان سے جرم قبول کرانے میں پولیس کو زیادہ تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ انہوں نے پچاس ہزار کے بدلے صابر کمال سے جو رسید لی تھی وہ رسید اور فاخرہ بیگم کے دیے ہوئے نوٹوں کے بنڈلوں کے علاوہ لاکرز سے نکلوائے ہوئے نوٹوں کے نمبر جو اُن کے گھر سے برآمد ہونے والے نوٹوں کے ہی تھے۔ یہ سب اُن کے قبضے سے برآمد ہوئے تھے۔ تمام ثبوت سامنے تھے اس لیے انہیں جرم کا اقرار کرنا پڑا۔

"آدمی کو سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے بغیر کبھی کسی پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا کتنا خطرناک نتیجہ نکل سکتا ہے اس کا تلخ تجربہ اب مجھے ہو چکا ہے۔ جمشید صاحب اور فاخرہ بیگم تو میرے ماں باپ ہیں وہ یقیناً مجھے معاف کر دیں گے لیکن آپ جیسے شریف آدمی پر شک کر کے جو گناہ میں نے کیا ہے اس کی معافی میں کس طرح مانگوں؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کمال انکل، آپ کے لیے میرے دل میں جو رائے تھی اس کے لیے میں واقعی بڑی شرمسار ہوں۔" روبی گھمبیر لہجے میں صابر کمال سے کہہ رہی تھی۔ "اکثر بدلتے ہوئے حالات اور واقعات آدمی کی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور وہ کوئی سیدھی سی بات بھی نہیں سوچ سکتا۔ میں اس بات کی معافی چاہتی ہوں کہ مجھ سے ایسی بھول ہو گئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس غلطی کو معاف کر دیں گے۔"

"تم نے مجھ پر شک کر کے ایک طرح سے اچھا ہی کیا تھا بنی۔" صابر کمال نے کہا۔ "اسی شک کی وجہ سے تو اصل بات سامنے آئی ہے۔ جب پولیس تلاشی کا وارنٹ لے کر میرے گھر آئی تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے فاخرہ بیگم پر اور تم پر بڑا غصہ آیا تھا لیکن حقیقت کو سمجھنے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ کچھ بھی ہو، ان حالات میں جو شکوک آپ سب لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوئے تھے وہی شکوک اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو میرے دل میں بھی پیدا ہو سکتے تھے۔"

"لیکن میں تو شروع ہی سے یہ کہتی تھی کہ یہ ناممکن ہے۔" فاخرہ نے ہنس کر کہا۔

"چلو اب یہ سب باتیں بھول جاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو اور ساتھ ساتھ روبی کا شکریہ بھی کیونکہ اگر نوٹوں کے نمبروں کی جانب اس کا دھیان نہ گیا ہوتا۔ تو میں آپ کے روپوں سے ہی فلم بنا رہا ہوتا اور مجھے سچائی کا کبھی پتا بھی نہ چلتا۔" صابر کمال نے کہا۔

"معافی تو مجھے مانگنی چاہیے کمال صاحب۔" جمشید صاحب نے کہا۔ "کیونکہ روبی کی طرح میں بھی آپ پر شک کرنے لگا تھا لیکن خوشی اس بات کی بھی ہے کہ روبی کو دین و دنیا کی بہت ساری باتیں سمجھ میں آ گئیں، اور یہ ایک اچھی بات ہے۔" اتنا کہہ کر انہوں نے روبی کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اور ہاں روبی! ابھی تھوڑی دیر پہلے سب انسپکٹر ریاض کا فون آیا تھا۔ اس کیس میں نجی طور پر دلچسپی لے کر اس نے پولیس کی جو مدد کی ہے اس کی محکمے نے بڑی تعریف کی ہے۔ فرید شاہ اور اسلم خان کے دوسرے ساتھی بھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ شفیق کے ساتھ ساتھ یہ سب لوگ بھی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔"

''میں آج اس کو فون کرنے ہی والی تھی۔'' روبی نے دھیرے سے کہا۔

''کیوں؟'' جمشید صاحب نے پوچھا۔

''یہ تو میں سمجھتی ہوں۔'' فاخرہ بیگم نے ہنستے ہوئے روبی کی طرف دیکھا اور بولی۔

''دراصل روبی اب جاسوسی ناولیں پڑھ پڑھ کر تھک چکی ہے۔ اس لیے پولیس انسپکٹر کے ساتھ رہ کر اس سے جرم وسزا کی سچی کہانیاں سننا چاہتی ہے۔ ہے نا روبی؟''

''اگر ایسی بات ہے تو میں فوراً اسے چائے پر بلاتا ہوں۔'' جمشید صاحب نے کہا۔

''ویسے بھی ہمیں روبی کے لیے ایک ایسا ساتھی تو ڈھونڈنا ہی ہے جو ہماری بیٹی کو جھوٹی کہانیوں کی بجائے دنیا کی حقیقتوں سے روشناس کرا سکے۔''

''ڈیڈی پلیز۔'' روبی شرما کر بولی۔

''ٹھیک ہے۔ اب زیادہ شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' فاخرہ لہجہ بدل کر سنجیدگی سے بولی۔

''اب کچن میں جا کر ہم سب لوگوں کے لیے چائے بنا کر لے آؤ اگر بنانا آتی ہو تو۔''

''بالکل ٹھیک۔'' صابر کمال نے کہا۔ ''کچن میں جو سیکھو گی وہی وہاں کام آئے گا۔''

''کہاں؟'' روبی نے چونک کر پوچھا۔

''ارے سب انسپکٹر ریاض کے گھر میں۔'' صابر کمال کے بدلے فاخرہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہہ دیا۔ ''تھوڑے ہی دنوں میں تمہارے ہاتھ پیلے کر کے بینڈ باجے کے ساتھ ہم وہاں بھیج دیں گے۔ چلو اب جاؤ جلدی سے چائے لاؤ۔''

''ابھی لائی۔'' کہہ کر روبی کچن کی جانب بھاگ گئی اور سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

☆=====ختم شد=====☆

WWW.PAKSOCIETY.COM